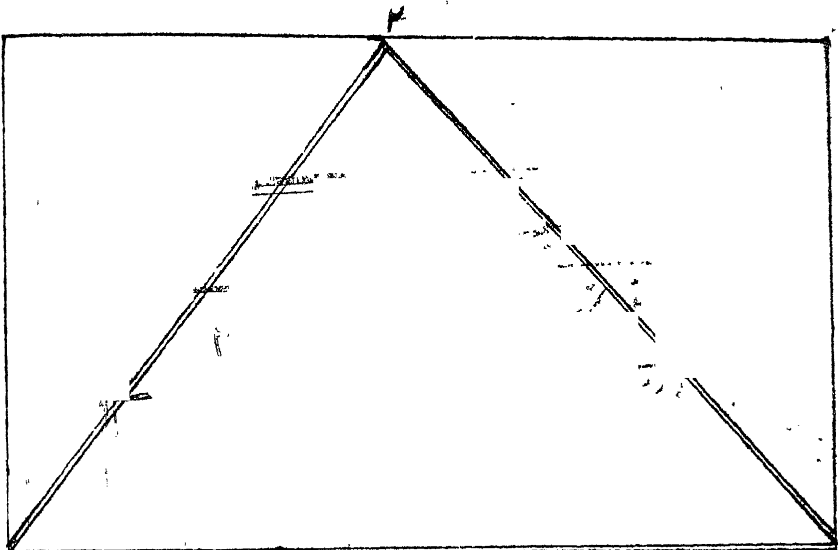
خداوندی النسبت بندگی پیر درینه پراگندگی

بفضل وهاب العطیات خداوندی الخیر والحسنات اشاعت [illegible]

من تصنیف جناب استاد زمان اسد الله خان المتخلص بغالب [illegible]

در مطبع نامی دهلی باهتمام لاله [illegible] داس طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندی سی خدا کی تعریف ہو کیا مجال ہی زبان مخلوق حمد خالق کر سکی وہم و خیال ہی نعت کا
رتبہ حمد سی کم نہین جس ممدوح کا پروردگار مداح ہو اوسکی مدح کی لایق ہم نہین بندہ سراپا عصیان
محمد ممتاز علی خان جب اپنی کو اسی عاجز پاتا ہی تو حرف مطلب زبان پر لاتا ہی نجم الدولہ اسد اللہ خان بہادر
غالب جنکی ذات باکمالات محتاج تعریف نہین مرتبہ سخن سنجی پابند توصیف نہین روز روشن مین کوئی آفتاب
کی روشنی کی دلایل لاوی تو کب عقل کا مقتضا ہے چودہوین رات کو جو چاند کی تابش کی برہان بتاوی
فضولی کا منشا ہی سارا ہند اونہین جانتا ہی ایران تک اونکی جادو بیانی کا چرچا ہی مجہی مدت
سی اسکا خیال تہا کہ فارسی تصنیفین تو اون کی بہت مرتب ہوئین اور چہاپی گئین لوگون نی
فیض اٹہایا تعویذ بازو بنائی مگر کلام اردو نی سوای ایک دیوان کی ترتیب نپائی یہہ دولت ارباب
شوق کی ہاتہہ نہ آئی حالانکہ نثر اردو اون کی اونکی فارسی سی ہزار درجہ بہتر ہی یہہ سلاست بیان
یہہ شستگی زبان روزمرہ کی صفائی ادا اون کی شوخی کسی کو کب میسر ہی اونہی پہی ترتیب دیجی قدردانو
پر احسان کیجی میری عنایت فرما اور مرزا صاحب کے شاگرد یکتا چودہری عبد الغفور صاحب سرور

سرور تخلص سے یہہ ذکر آیا تو اونہون نے جتنے خطوط مرزا صاحب کے اون کے نام آئے ہتے سب لاکے
حاکر کیے اور اوسپر ایک دیباچہ لکہہ کے وہ مجموعہ عنایت کیا عرصہ تک سرگرم تلاش رہا جابجا سے اور
تحریرین مرزا صاحب کے بہم پہنچائین بڑی محنت اوٹہائی تب تمنا بر آئی اور مجموعہ مرتب ہوا [illegible]
اپنا مطلب ہوا خواجہ غلام غوث خان صاحب بہادر بیخبر تخلص جو نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر
ممالک مغربی و شمالی کے میر منشی اور میرے مخدوم خاص و حضرت غالب صاحب کے مخلص با اختصاص
ہین اس تلاش مین میرے معین و مددگار رہے بہت کچہہ ذخیرہ اونکی بدولت بہم پہونچا اس کتاب کے
دو فصل اور ایک خاتمہ ہے پہلی فصل مین چودہری صاحب کے مرتب کئے ہوئے خطوط اور اونکا لکہا
ہوا دیباچہ دوسری فصل مین میرے جمع کئے ہوئے رقعات اور خاتمہ مین چند تقریظین جو جناب
غالب نے اورون کی کتابون پر تحریر فرمائی ہین عود ہندی اس کتاب کا نام ہے خوشبو اسکی تمام عالم
مین پہیلے دعا پر ختم کلام ہے **پہلی فصل چودہری عبدالغفور سرور کا لکہا ہوا ہے**

دیباچہ بسم اللہ الرحمن الرحیم دیباچہ انشا کی آرایش ستایش کاتب برحق ہے
کہ نہ طاقت قلم ہے نہ تاب زبان اور عنوان املا کی نمایش حمد املا گر مطلق ہے کہ نہ یارا ہے لسان ہے
نہ زہرہ بیان اس نظم گاہ زمانہ مین صانع نے کیا کیا صنایع اور بدایع اپنی قدرت کاملہ سے دکہائی اور
کیسے کیسے منشی بنائے ظہوری کو ظہور دیا نظیری کو بے نظیر کیا جامی نامی ہوے اور نظامی خداوند
شیرین کلامی غالب کو غلبہ شیوا بیانی و ہمہ دانی و عذوبت معانی و شیرین زبانی عطا فرما کر
یکتائی بخشا اور حلاوت کلام سے ایک عالم کو شیرین کام فرمایا ہے کرم کریم وہی رحمت رحیم اور
ممدوح کبریا کی نعت یعنی رسول مقبول کا بیان صفات بشر سے محال ہے بلا ایک کے زبان ناطقہ اس
جگہہ لال ہے وہ رسول مجتبے مقیم مقام قاب قوسین او ادنے کلیم کلام ما ینطق عن الہوی بدر الدجے
شمس الضحی کہ جسکی ہدایت رہنمائے پر معانی دونو جہان کے مطالب کے کتاب ہے جو کلمہ ہے رحمت کا باب ہے

سرور تخلص سے یہہ ذکر آیا تو انہوں نے جتنے خطوط مرزا صاحب کے اون کے نام آئے تھے سب کو ایک

جا کر کے اور او سپر ایک دیباچہ لکھہ کے وہ مجموعہ عنایت کیا عرصہ تک سرگرم تلاش رہا جا بجا سے اور

تحریرین مرزا صاحب کے بہم پہنچائین بڑی محنت اوٹہائی تب تمنا بر آئی اور مجموعہ مرتب ہوا آج پورا

اپنا مطلب ہوا خواجہ غلام غوث خان صاحب بہادر بیخبر تخلص جو نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر

ممالک مغربی و شمالی کے میر منشی اور میری مخدوم خاص اور حضرت غالب صاحب کے مخلص با اختصاص

ہین اس تلاش مین میری معین اور مددگار رہے بہت کچہہ ذخیرہ اونکی بدولت بہم پہونچا اس کتاب کے

دو فصل اور ایک خاتمہ ہے پہلی فصل مین چودہری صاحب کے مرتب کئے ہوئے خطوط اور اونکا لکہا

ہوا دیباچہ دوسری فصل مین میرے جمع کئے ہوئے رقعات اور خاتمہ مین چند نثرین ہین جو جناب

غالب نے اوروں کی کتابوں پر تحریر فرمائی ہین عود ہندی اس کتاب کا نام ہے خوشبو اسکی تمام عالم

مین پہیلے دعا پر ختم کلام ہے پہلی فصل چودہری عبدالغفور سرور کا لکہا ہوا

دیباچہ بسم اللہ الرحمن الرحیم دیباچہ انشا کی آرایش ستایش کاتب برحق ہے

کہ نہ طاقت قلم ہے نہ تاب زبان اور عنوان املا کی نمایش حمد اللہ اگر مطلق ہے کہ نہ یارای لسان ہے

نہ زہرہ بیان اس نظم گاہ زمانہ مین صانع نے کیا کیا صنایع اور بدایع اپنی قدرت کاملہ سے دکہائی اور

کیسی کیسی منشی نیابی ظہوری کو ظہور دیا اور نظیر نکو بی نظیر کیا جامی نامی ہوے اور نظامی خداوند

شیرین کلامی غالب کو علیہ شیوا بیانی و ہمہ دانی و عذوبت معانی و شیرین زبانی عطا فرما کر گوہر

یکتا ہی بنایا اور حلاوت کلام سے ایک عالم کو شیرین کلام فرمایا ہے کرم کریم و خہی رحمت رحیم اور

ممدوح کبریا کی نعت یعنی رسول مقبول کا بیان صفات بشر سے محال ہے بلا ایک کے زبان ناطقہ اس

جگہہ لال ہے وہ رسول مجتبے مقیم مقام قاب قوسین او ادنی کلیم کلام ما ینطق عن الہوی بدر الدجے

شمس الضحی کہ جسکی ہدایت رہنمای معانی دو نو جہان کے مطالب کے کتاب ہے جو کلمہ ہے رحمت کا باب ہے

جو فقرہ ہی مغفرت انتساب صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین آب شنیدن کو بگوش شنوا لوپہ
ور گفتن کو بزبان گویا مژدہ ہو کہ شاہد سخن بصد ناز وادا مقنعہ رخ سی اوٹھاتا ہے اور معشوقہ
حکمت بہزار غنج وکرشمہ جلوہ دکہاتا ہی لیلی شیرین لقای فصاحت کہ جسکا ایک جہان مجنون
ہی دیدار نمای طالبان سخن سنج معنی رس ہوتی ہی اور عذرای خود آرای بلاغت کہ جسکا
ایک جہان وامق ہی سلک نثر مین موتی مضامین رنگین کی پروتی ہی مخفی ومحتجب نہی کہ سخن
آفرینی کو کوئی زمانہ کنگوا اور معانی فہم سی خالی نہین رکہا اوقات ماضیہ مین نظامی سی نظام
نظم بخشا دست جامی سے جام معانی پر کیا ظہوری سی نظم ونثر کو ظہور دیا عرفی سی سخن مشہور
ہوا اس وقت مین عمدۃ البلغا قدوۃ الفصحا سخنور یگانہ فردوسی زمانہ خاقانی جاہ انوری
پناہ سبحان زمان خان دوران جان سخن روح معنی نظامی نظام ظہوری ظہور نظیری نظیر
فیضی فیض ضمیری ضمیر ثانی شان نوائی نوا فغانی فغان مخدومی واستادی نجم الدولہ
دبیر الملک محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ کو وہ قدرت سخن سنجی اور معنی آفرینی عطا فرمائی
کہ تمام عالم اونکی ہمہ دانی کا قایل اور شیوا بیانی کا مایل ہی اللہ اونکو سلامت باکرامت رکہے
آیین نظم مین وہ پایہ بلند کہ شعری اونکی ہر شعر پر لالی انجم تصدق اوتاری چرخ ملا
گردان ہوتی سامعون ہر مصرعہ پر دل وجان داری صدقہ قربان ہو ترکیب الفاظ وربط
قوافی وردیف کا عجب ڈہنگ ہے کہ سخنوران مسلم الثبوت کی عقل دنگ ہے قافیہ تنگ ہے عرفی کو
کہان نصیب لاؤن جو انکی کلام کی تصدیق چاہون اگر نظیری ہوتا داد سخن دیتا اعتقادات صحابان
سی ڈرتا ہون ورنہ کہتا زانوی سبق خوانی تہ کرتا نثر مین وہ پایہ ارجمند کہ نثری اوس سلم کا
زیب رتبہ ہی دبیر فلک اونکی خاتم کا نگینہ ہی اگر فقرات سہ نثر ظہوری شراب بیغش کے پیالی مین
تو کلمات عبارت رنگین جناب غالب شیرینی کی نوالی ہین ظاہر ہر چند نشاط از مین یکتا ہی لیکن اپنا ارمان

ابو الفضل تحریر دانی بی ہمتا ہی نغمہ بے برگ ساز کہان چنانچہ مہر نیمروز کی تابش اور ماہ نیم ماہ
کی نمایش اور دسنبو کی خوشبو و رنگینی قاطع برہان کی دلایل کی دلنشینی شاہد مدعا ہی یہ تو یہہ
سخن کی آبرو فقط آپکی ذات مجمع کمالات سی باقی ہماری قول کو کلام ممدوح دلیل کافی جو
کہون وہ بجا ہی لفظ عبارت رنگین بیچ آہنگ الحان داؤدی ہی کہ آہنین دلونکو موم کرتا ہی
مطالعہ ہر سطر و صفحہ کا جوہر سرمہ اصفہانی ہی کہ ٹہرائی ہوئی آنکہون کو جلا بخشتا ہی الحق کہ جو جو
تازہ مضامین ہین اور آفرینندہ معانی دلنشین ریختہ کا وہ انداز ریختہ خامہ سحر نگار ہی کہ میر کو نذر
کیا ہی سو اکو مول لیا ہی عبارت اردو باغ و بہار دیکہہ لو شتی نمونہ از خرواری اگر کوئی سخن
چین سخن چینی کری تو ہرزہ درائی ہی اور عیب بینی اوسکی عین نابینائی ارباب علوم کو معلوم
ہو کہ مین انکسار ظہور عبد الغفور متخلص بہ سرور باربردی بدو شعور سی اہل سخن کا طالب اور صاحب
کمال کا خواہان تہا جب کلام بلاغت نظام رشک صائب فخر طالب جناب اسد اللہ خانصاحب غالب کا
دیکہا دلکو بہایا یکتا پایا ترسیل مراسلات مین قدم بڑہایا امر کتابت کا جواب آیا سبحان اللہ زبان
کہان پاؤن کہ اونکی خلق کا بیان لب پر لاؤن مجہسے ناچیز حقیر پر وہ ذرہ نوازی مہر وار فرمائی کہ
میری نظر مین میری آبرو بڑہائی کبہی جواب مراسلہ مین تساہل دو رنگ اور اصلاح شعر و عبارت
مین دریغ اور ننگ نفرمایا جو نامہ کہ بنام میری بعبارت اردو تحریر کیا لکہو بہیجا وہ رشک مانی دلربا
تہا اور ہر سطر اوسکی سلسلہ موی یوسفی تا افسانہ زیادہ ہی جس آنکہہ نی دیکہا وہ بینا ہی جس کان نی
سنا وہ شنوا ہی پس تنہا متلذذ ہوتا اور آپہی آپ مزہ اوٹہانا خلاف انصاف جانا دل
مائل تمام شہرت عام ہوا اور ہنوز یہہ قصد ناتمام تہا کہ بحسن اتفاق فخر زمان وحید دوران جناب
ممتاز علی خان صاحب متوطن میرٹہہ کہ ریعان شباب مین بہ تہذیب نفس شب بیدار تہجد گزار دل
نرم ہنگامہ محبت گرم اخلاق مجسم بالقا کرم فطرت ارجمند ہمت بلند فضایل حمیدہ اوصاف

خصائل حمیدہ و اوصاف پسندیدہ پاک نہاد متحد با اتحاد پاکیزہ روش اخلاق منش سخن شناس انصاف
اساس خوش تقریر عدیم النظیر ہین رونق افزای مارہرہ ہوئے اور قدوم تقدس لزوم سی قصبہ کو مشرف
کیا ایک روز محفل ممدوح مین ذکر ہمہ دانی و شیوا بیانی جناب استادی و مخدومی درمیان آیا ارشاد
کیا کہ کلام مرزا صاحب نسیم جانفزا و شمیم دلکشا ہی فارسی کا کیا کہنا اردو بہی یکتا ہی نظم و نثر فارسی تو
محلی بحلیہ انطباع ہوا لیکن نثر اردو زیور طبع سی عاری رہا اگر وہ خطوط کہ بنام تمہارے آئی اور تمہی سنائے
ہین جمع کرو تو مین اوسکی انطباع کا بیڑا اوٹہاتا ہون اس تقریر سی نسیم تاثیر نی غنچہ دل کہلایا اشتیاق
خاطر ظہور مین آیا وہ مکتوب کہ بنام میری آئی تہی ترتیب دی گویا جواہر بیبہا کان قلم سی نکالکر کشتی اوراق
مین جمع کئی چونکہ محبت جناب غالب میری حالپرست غالب ہی لہذا نام اس انشا کا مہر غالب کمیسم بنا
ہی سال ختم تالیف بہی اس نام سی مطابق پایا طبیعت اور بہی تحریر تاریخ کو دست و قلم بڑہایا ۵
انشا مملو بصد مطالب لکہی ہے یعنی بی دوستان طالب لکہی ہے موسوم کیا جو مہر غالب سے سرور ہا تاریخ بہی
اسکی مہر غالب لکہی ہے کوکب شعر شاعران ہند پرتو التفات غالب سے روشن اور خاک فکر ہندیان آبیاری
مکرمت ممدوح سی گلشن ہو چلا ہی ہین ثم ہین چودہری عبدالغفور سرور کی نام چودہری صاحب انصاف
شفیق مکرم کی خدمت مین بعد ارسال سلام مسنون عرض کرتا ہون کہ اپنی ذرہ پروری اور درویش
نوازی کی ورنہ مین سزاوار ستایش نہین ہون ایک سپاہی زادہ ہیچمدان اور پہر دل افسردہ و درمان
فرسودہ ہان ایک طبع موزون اور فارسی زبان سی لگاو رکہتا ہون اور یہہ بہی یاد رہی کہ فارسکی
ترکیب الفاظ اور فارسی اشعار کی معنی کی پرداز مین میرا قول اکثر خلاف جمہور پاوئی گا اور حق بجانب
میری ہوگا پہلی مین حضرت سی پوچہتا ہون کہ صاحب شرحین لکہتی ہین کیا یہ سب ایزدی
سروش ہین اور انکا کلام وحی ہی اپنی اپنی قیاس سی معنی پیدا کرتی ہین یہہ مین نہین کہتا کہ
ہر جگہہ انکا قیاس غلط ہی مگر یہہ بہی کوئی کہہ نہین سکتا کہ جو کچہہ یہہ فرماتی ہین وہ صحیح ہی ایجا میں

کہ جسکا آپ حوالہ دیتی ہین منکہ باشم عقل کل الخ اس شعرکی شرح کو ملاحظہ کیجی عبارت وہ تعقید سی
لبریز کہ مقصود شارح کا سمجہا ہی نہین جاتا اور جب غور تام کی بعد سمجہہ لیجئی تو وہ معنی ہرگز لایق اسکی
نہین ہی کہ فکر سلیم اوسکو قبول کری پہر جہان تو بیگانہ الخ اس مصرعہ کی توجیہ کتنی بی مزہ اور بی نفع
ہی عرفی کو کہانسی لاؤن جو اس سے پوچہون کہ بہائی تونی اس شعرکی کیا معنی رکہی ہین قصہ کوتاہ نظم
دیوانگری محبت تو ذکا مرو رسلم است مارا ٭ بیگانہ زتاج کرد تارک ٭ آوارہ زکفش کرد پارا
جیساکہ دوسرے شعر کو مفہوم کو شارح کہتا ہی کہ دیوانگی مین یہہ حالت بعید نہین ہیا ہی اگر کوئی کہے
کہ منصب دیوانی سی یہہ بات بعید ہی تو پہر شارح کیا جواب دیگا ہان یہہ کہیگا کہ غلبہ محبت مین یا
وضع نرہا اور دیوان جی صاحب کچہری سی ننگی سر اور ننگی پانو نکل بہاگی ہہنی مانا مگر ہم یہہ پوچہتی
ہین کہ دیوانگی کیون نہ لکہین کہ دوسری شعر کی معنی بی تکلف منطبق ہو جائین اور توجیہات
درمیان نہ آئین فقیر کی نزدیک دیوانگی محبت تو صحیح اور بی تکلف ہی اور دیوانگی و محبت تو
غلط محض اور دیوان گری محبت تو تکلف محض دیوانگی اور محبت دو صفتین کیون جمع کرین غور
کیجی عطف کا واو یہہ چاہتی ہی کہ یہ شخص پہلی سی دیوانہ تہا اور پہر اوسی حالت مین اوسکو محبت پیدا
ہوی دیوانگی مین تاج و کفش بیجا تہی محبت پیدا ہونیکی بعد یہہ حالت طاری ہوئی کیا بی مزہ
توجیہ ہے ہان دیوانگی محبت کہیگا اور دیوانگی و محبت کہنی کو منع کریگا اور دیوانگری محبت کہنیکو نہ مانع
آئیگا نہ تسلیم کریگا زیادہ اس سے کیا عرض کرون یاد آوری اور مہر گستری کا شکر بجا لاتا ہون اور برا
ایمان سی وی سخن حضرت پیر و مرشد صاحب عالم صاحب کیطرف سی اپنی مخدوم و مطاع حضرت
صاحب کے خدمت مین بندگی عرض کرتا ہون اور حیران ہون کہ اور کیا کہون یہہ دعا
جو دی صاحب کے تحریر سی معلوم ہو گیا تہا اوس کا جواب لکہا گیا حضرت کی دستخط خاص
کے لکہی ہوئی عبارت سی جو سمجہا ہون اوسکا جواب لکہتا ہون اور جو کچہ مجہسے نہین پڑہا گیا

وہ تعویذ بازو پر رکہتا ہوں اگر بفرض محال کبہی ملاقات ہوگی تو آپ سے دریافت کرکی باسپ
گزار ہونگا ان حضرت سے بہی میر ابن حسن خان میری دوست ہین اور مرزا عباس میرا بہانجا ہی
فتنہ و فساد کی زمانہ مین بلگرام مین رہا اور اب وہ فرخ آباد مین ڈپٹی کلکٹر ہی آپکی اور بہائی منشی
نبی بخش صاحب کی ملاقات سی میرا دل بہت خوش ہوا یاد رہی سخن فہمی اس بزرگوار کا حق ہے
اب آگرہ مین بیکار اور پنشن کی امیدوار ہین تا ہرچہ گفتی از تو مکرر شنودمی بدمشتدی کی علامت
سے کہ وہ بیای مجہول ہی بمعنی شنید اکثر صاحب گفتی کو بہی بیای مجہول پڑہتی ہین تا کہ میگفت
کی معنی پیدا ہون اس صورت مین خطاب سے بطرف غیبت کے رجوع کرتے ہین اور گفتی بیای معروف
سے صیغہ واحد حاضر ہی از منہ مین سی اشعار زمانہ ماضی رکہتا ہی ور شنیدن اور شنود یہ سب
استقبال کے مقتضی ہین اور معروف گفتے ماضی ہی پس اگر گفتی بیای معروف کہی تو اوپر مصرعہ مین بدے
کہنا ہوگا بودی کا مخفف خلاصہ یہ کہ اگر وہان بدی کہی تو یہان گفتی بیای معروف بی تکلف درست
اور بیای مجہول غلط ہی اور اگر وہان شدی کہی تو یہان گفتی بیای مجہول کہی غیبت او خطاب کا
تفرقہ مٹا دیجی گفتی بیای مجہول مین خطاب حاضر مقرر رہتا ہی اور تو کا لفظ جو قریب ہے وہ اس معنے
کو ہاتہ سی جانی نہین دیتا نظایر اسکی فارسی مین بہت ہین رہا کی باب کے پیشش ہرگز نہی نہین
کہی زیادہ حد ادب **ایضاً** بندہ پرور مہربانی نامہ آیا سر پر رکہا آنکہون سی لگایا فارسی کے تکمیل کیواسطے
اصل الاصول مناسبت طبیعت کے ہی پہر تتبع کلام اہل زبان لیکن یہ اشعار قتیل و واقف و شعرا ہندوستان
کہ یہ اشعار سوائے اسکی کہ انکو موزونی طبع کا نتیجہ کہیے اور کسی تعریف کے شایان نہین ہین نہ ترکیب فارسی نہ معنی
نازک ہان الفاظ فرسودہ و عامیانہ جو اطفال دبستان جانتی ہین اور جو مفید ہین نثر مین درج کرتے
ہین وہ الفاظ فارسی یہ لوگ نظم مین خرچ کرتی ہین جب رودکی و عنصری و خاقانی و رشید وطواط اور انکی امثال
و نظایر کے کلام باستفادہ کہا جاوے اور انکی ترکیب پستی آشنای چشم ہوجاوے اور ذہن عوج جاج کیطرف ملتفت ہوجاوے تب آدمی جانتا ہے

کہ ہان فارسی یہہ ہی منکہ باشم اسکی جو شرح چہاپہ مین لکہی ہی اوسکو ملاحظہ کیجی اور معنی میری
خاطر نشان کیجی تو مین سلام کردن پہلی نظر یہان پڑنی چاہی کہ از اوج بیان انداختہ کا فاعل
کون ہی اور مفعول کون ہی اگر عقل کل کو انداختہ کا مفعول اور منکہ کی کاف کو کدامیہ ٹہراوگی
تو بی شبہ انداختہ کی فاعل دو ہونگی ایک ناوک انداز ادب دوسرا ایک مرغ اوصاف تو ایک فعل اور دو فاعل
یہ کیا طریق اور کیسی تحقیق ہی اب فقیر سی اسکی معنی سنیی من انداختہ کا مفعول ہی مقدر منکہ کا کاف توصیفی
ناوک انداز ادب آموز یعنی اوستاد مرغ توصیف کا فاعل مجکو کہ عقل کل کا اوستاد ہون تیری مرغ توصیف
نی اوج بیان سی گرادیا عقل کل تک کہ وہ علویون مین اعلی ہی اسکا ناوک پہنچ سکتا تہا مگر مرغ
اوصاف اوس مقام پر ہی کہ جہان ان ناوک انداز کو ناوک پہنچانیکی گنجایش نہین اوج بیان سی گرنا
عاجز آجاتا ہی قدرت وہ کہ عقل کل سی بہی زیادہ اور عجز یہہ کہ اوج بیان سی گر گیا اچہا مبالغہ ہے
مرغ اوصافکی بلندیکا اور کیا خوب مضمون ہی اظہار عجز باوجود دعوی قدرت ۱۲ مصرع
ایثار تو بر دوختہ چشم و دہن آز ۰ اسکی تو معنی وہ ہے ہین جو چہاپہ مین لکہی ہین مصرعہ ثانی
کی شرح مین گمراہ ہوگیا ۰ مصرع احسان تو ہر قطرۂ دریا بشگافت ۰ تاہم بقید حساب نیامد
یہہ ہیچمدان اس معنی کی معنی نہین سمجہا سیدہی بات ہی مگر خیال مین جب آئینگی کہ اساتذہ
کی مسلمات معلوم ہون کمال ایثار و عطا مین مروارید و یاقوت و بحر و معدن کی کم تحقیق
آتی ہی لعل و در کا معدوم ہوجانا اور بحر و کان کا خالی رہ جانا انہی طرح سی باندہا ہے
چنانچہ مینی کسی زمانہ مین اسی زمین مین ایک قصیدہ لکہہ کر وزیر الدولہ والی ٹونک کو بہیجا تہا
اوس مین کی دو شعر اونکو لکہتا ہون نظم ناموس نگہہ داشتی از جود بگیتی ۰ جز پردگیان حرم
معدن و یم را دست کہ این قوم ہمہ کوچہ و بازار پرستند رہ ہم نشاند رسوائی یم را پردگیان حرم
معدن و یم لعل و گہر وہ جو کثرت ایثار سی کوچہ و بازار مین خاک آلودہ پڑی ہوئی ہین با ہمہ گم

دردمندانہ گفتگو کرتی ہین کہ اس شخص ظالم نے سب کی حرمتین کہوئین اور سبکی آبرو دین بچائین مجکو
اسقدر بی حرمت اور ذلیل کیون کر رکہا ہی قطرہ دریا کا حساب کی واسطی چیرنا بیحساب ہی معقول
عرفی کا یہہ ہی کہ جتنی موتی دریا مین ہاتہہ آئی وہ بخشدئی اور بخشش کا ذوق باقی رہا چونکہ
قطرہ مین بالقوہ استعداد موتی ہوجانی کی ہی تو اس احتمال سی ہر قطرہ دریا کو چیر ڈالا کہ اگر
موتی ہاتہہ آوین تو وہ سائلون کو دی جاوین پہلی مصرعہ مین حرص کا سیر کر دینا موافق مسلمات
شعرا کی ممتنع اور اسکا مرفوع مین آنا اغراق دوسری مصرعہ مین باحتمال استعداد بالقوہ قطرہ
کو چیر ڈالنا اور پہر اسطرح کہ ہر قطرہ کو یہہ اغراق سی گذر کر تبلیغ و غلو ہی یہان سی خطاب حضرت
صاحب عالم کی طرف مخدوم مکرم و مطاع معظم قبلہ دیدہ و دل کہ جو میری اور اپنی ملنی کو
از قسم فرض محال نہین مانتی ہین خدا کری ایسا ہی ہو جیسا وہ جانتی ہین تقصیر معاف ہو
اگر دنیا مین ظہور ہر امر بسبب مساعدت اسباب ہے تو اس تمنا کا حصول مانند اعادۂ اسباب ہے کوئی
وجہہ نہین پاتا آپکی یہان تشریف لانیکی اور کوئی صورت نہین نظر آتی میری وہان جانیکی اگرچہ
امکان سی باہر نہین مگر وقوع مین تامل ہی اب جب بہائی منشی نبی بخش صاحب کو خط لکہونگا تو
آپکا سلام ضرور لکہدونگا آپنی احباب الحاضر کی خیر و عافیت عموماً لکہی بالتخصیص حضرت شاہ عالم
صاحب کا سلام نہ لکہا کیا وہ وہان نہین ہین اگر اور کہین ہین تو اونکا حال مجکو لکہی اور اگر وہان
ہین تو میرا سلام اونکو کہیئی رباعی کی باب مین بیان مختصر یہہ ہی کہ اسکا ایک وزن معین ہے عرب مین
دستور نتہا سوای عجم نے یہہ بحر ہزج مین سی نکالا ہی مفعول مفاعلن فعولن ہزج مسدس اخرب
مقبوض مقصور اس وزن پر فعلن بڑہا دیا ہی مفعول مفاعلن فعولن فعلن زحافات اسمین بعض کی
نزدیک ۱۸ اور بعض کی نزدیک ۲۴ ہین اور وہ سب جائز اور روا ہین اور اس بحر کا نام بحر رباعی ہی آگے
کہ سوای اس بحر کی اور بحر مین نہین کہی جاتی اور یہہ جو مطلع اور حسن مطلع کو رباعی کہتی ہین اس واسطی کہ مصرع

چار مین کہو با ور نہ رباعی نہین ہی نظم ہی قدما کو بیشتر اسکا التزام تہا کہ ہر مصرعہ مین قافیہ رکہتی تہے

خاقانی برعایت صنعت ذوقافتین کہتا ہی شعر من بعدم و آن نگار روحانی روی + اگنده

دران دو زلف چوگانی گوئی + خلقی بدر ستاده خاقانی جوی + من در حرم وصال سبحانی گوئی

مین ہان سات برس سی بہرا ہو گیا ہون ایک رباعی چار قافیہ کی اس مضمون خاص کے مینی لکہی

ہی برعایت صنعت ذوقافیتین رباعی دارم دل شاد و دیدۂ بینائی + در کری تو شہم بود

سپیدائی + خوبست کہ نشنوم ز ہر خود رائی + گلبانگ انا ربکم الاعلائی + فقیر اس باب مین متعصب

ہی اور وزن کی دو بیت مین قافیہ والی کو رباعی نہ کہی گا شعر عاری نہ قافیہ نہ وزن نثر +

مسجع قافیہ موجود وزن مفقود مگر اسمین تسجیع کی رعایت ضرور ہی یعنی فقری مین کی الفاظ

مماثل اور ملایم ہمدگر ہون اور اگر یہہ بات نہوگی او صرف قافیہ ہوگا تو اوسکو مقفی کہنگی نہ مسجع

نثر مرجزہ وہ ہی کہ وزن ہو اور قافیہ نہو جب آپ لالہ قتیل کی گہری ہوی فقری دیکہہ چکے ہین تو

مجکو فقرہ تراشی کی تکلیف کیون دیتی ہین زمانہ گذشتہ مین بہای ضیاء الدین خان صاحب نیر

تخلص ایک مختصر سا دیوان حضرت نظامی کا مجکو دکہانی لای ہتی اوسمین نثر مرجز ہتی ہین

اوسدن نواب مصطفی خان حسرتی شیفتہ کو خط لکہا چاہتا تہا اوسی وضع پر خط لکہا اور وہ خط ہنگ

مین ہی مگر مینی اوس طرز مین بمقتضای شوخی طبع یہہ بات کی ہی کہ ایک جگہہ جو فقرہ مقفی ہو گئی

ہین اور وہ لفظ مجکو پسند آئی ہین تو مینی اوسکو یونہی رہنی دیا ہی اسکو دستور مین تصویر کہینچی گا وہ رقعہ

یہہ ہی رقعہ ہان خواجۂ بی پروا من بندہ کہ غنا کم و غصہ جگر جا کم خواہم سخنی گفتن آن بدر کہ مہر قنیند

آن نامہ فرستاد کہ زدیدن آن حزن نشد دل تا جگر از اندوہ کفتم حکیم غالب چون کار دگرگون شدہ باتیم ہم

اینک رفت تا عذر سخن خواہم چون گرد و عباری بود رفتن نتوانستم از زور ابشام آمد لابلکہ سیہ تر شد

سر ماندہ ببالین چون عمرزدگان خشم ہی ہی چہ تواند خفت آن خستہ کہ غمخوارش بہ زخشم

نمک ریزد ذره دیده بیدارش شور ابروان باشد چون از افق شرقی خورشید درخشنده ناگاه سر
بر زد آتش بجهان در زد مرغ سحری پر زد رفتم به جگر کاوی آن راز نهانی را از دل بزبان دادم
در صورت تنهائی بی پرده چو هم رازان نی آمد و هم دم شد چندانکه دم اندر نی از مهر دمیدم من چون
من نوا آمد و آن ناله که بر لب بود از باطن سر زد آندم که لفظ بانی زینگونه گشایش کرد دیگ کاغذ نوشته
بود دست بدستم در چون نامه منودی دم نشتن آن شعله که دودی داشت بر صفحه لبها ماند گفتم
نگر این صفحه غمنامه پریشانی فهرست نباشتی باید که فرو بخشم و انکه به تماشا ندی ای خواجه روان سازم
کوتاه کنم گفتن آن نامه که من گفتم حجاب در والا مردند دران کردند هرچند در اندیشه پدید است
که خوش باشد ما خواجگی استغنا با اینهمه خوش بود پوزش نه پذیرفتن و پر در سحرگاهان روش
گهر ان نیر کش روح و روان دانم بل خوشتر ازان دانم دیوان نظامی را و ردلسوزی من بیگونه
نواها بود در پرده گفتارش گز ذوق بهنجار این زمزمه سر کردم والا که اکبر خان خوانند سلام از

ایضاً بنده پرور آپکا تفقد نامه محررهٔ ۸ نومبر آج پنج شنبہ کی دن ۱۰ نومبر کو یہان پہونچا مارہرہ
کا خط دلی چوتھی دن آیا ہر دفعہ کا خط مارہرہ دیر مین کیون پہنچتا ہی تو تمہاری خوشی انکی یہہ خط
بیرنگ پہنچتا ہون مگر مجکو اطلاع دیجیگا کہ یہ کس دن پہنچا ۱۱ مئی ۱۸۵۷ عیسوی کو یہان فساد شروع
ہوا میں اوسی دن سے گھر کا دروازہ بند اور آنا جانا موقوف کر دیا بی شغل زندگی بسر نہین ہوتی
اپنی سرگذشت لکھنی شروع کی جو سنا گیا وہ بھی ضمیمہ سرگذشت کرتا گیا مگر یہہ طریق لزوم مالا یلزم
اسکا التزام کیا ہی کہ زبان فارسی قدیم جو دساتیر کی زبان ہی اوسمین یہہ نسخہ لکہا جاوی اور
سیوای ہمارکی کسمہ نہین بدلی جاتی کوئی لغت عربی اوس مین نہ آوی چنانچہ ایک
نسخہ آپکی خدمت مین بہنچتا ہون مگر یہہ نذر ہی جناب قبلہ و کعبہ حضرت صاحب عالم
صاحب کی اور چونکہ وہ آپکی بزرگ ہین جرات نکر سکا کہ انکی نذر کر دون اور سمیں

سیر مین اونکو شریک رکھون نذر اونکی ہی اور فیض پانا انکی مطالعہ سی ہیہات یہ کاتب سادہ
کی کلام کو کیا بگاڑ دیتی ہین گویا مسخ کر دیتی ہین اون سی بعید نہین لیکن تمسی اور حضرت صاحب
سی بعید ہی کہ سہو کاتب کا نہ سمجھ لیا ہے من ندریای آشوبم کہ تا تیر خاصیت ۔ دونون کا عندیہ
المتواتر ان دوسری بات ہی دریای آشوب کیا اشکال ہا ہر لفظ ہی استعارہ بالکنایہ صحیح مگر یہ
محل نہین ہے یہان تو دریای چاہی لی شائبہ استعارہ و کنایہ عیاذاً باللہ حرف اگر ایک اقدح نباگ
کا یا ایک بتیل شراب کی پی ہوئی ہوتا تو بھی یون لکھتا اور عزیز کا مصرع یون ہے من دریای
آشوبم کہ از تا تیر خاصیت دریا موصوف بہ آشوب صفت دوسری مصرع کا کاف صفت کی تفسیر کے لیے آیا ہے وار
ہون کہ میری ہم عمر مرشد ہی ہم فن مخدوم میری تقصیر معاف کرین اگرچہ تری سہ برس کی عمر
مین بہرا ہو گیا ہون پر بینائی مین فتور نہین عینک سی اعانت چاہنی منظور نہین باوجود حدت
بصر بسبب نقص فہم کی دستخط عبارت مجھسے پڑھی نہین جاتی اگی جو دو بار مین نی جواب لکھا ہے
صرف قراین ملحوظ رکھی ہین ورنہ عبارت کا استیفا مجھسے نہین پڑھی گئی آخر چودھری صاحب تو آپکی
معتقد ومین بمنزلہ عزیزونکی ہین جواب فرمایا کرین وہ انہین الفاظ کو لکھہ دیا کرین اب عبارت کا
جواب جب لکھونگا کہ کتاب کی رسید اور اس مطالب کا اعادہ تحریر بدستخط چودھری صاحب میری پاس آجاییگا زیادہ
حد ادب **ایضاً** چودھری صاحب آپکا عنایت نامہ اسوقت پہنچا اور یہ وقت صبح کا ہی دن بدہ کا
ربیع الثانی کی چوبیسوین اور دسمبر کی پہلی کتاب کی پارسل کی رسید معلوم ہوئی حکیم
عبدالرحیم خان کوئی ہی اور نام اور آدمی نہین ہین بہائی قاضی زادون مین سی ایک شخص
مین اب طبابت کرنی لگی ہین میری بھی آشنا ہین مگر صرف سلام علیک شناسائی زیادہ ربط نہین ہے
سوا اون کا حال مجھکو کچھہ معلوم نہین کہ وہ کہان ہین اور کس طرح ہین گئی حضرت صاحب
کی خدمت مین عرض کیا تہا کہ آپ جو کچھہ لکھین وہ بقلم چودھری صاحب لکھا جاوے

[illegible]

حضرت نی نمایا اور پہر عبارت بدستخط خاص لکہی واللہ باللہ نہ مجہسے نہ اور کسی سی پڑہی گئی
ناچار آپکا خط پہر آپکو بہیجتا ہون حضرت سی کچہہ نفرمائیگا مگر اس عبارت کو اپنی ہاتہہ سی نقل کرکے
مجکو بہجوائیگا ضرور اور جلد شفیق مکرم جناب چودہری صاحب غلام رسول کی خدمت مین سلام
پہنچی ایضاً جناب چودہری صاحب کی خدمت مین سلام عرض کرتا ہون اور شکر احسان بجالاتا ہون
اور جانتا اور جانتا لکہ جواب کے حوالہ اون سطور پر رکہتا ہون کہ جواب جناب حضرت صاحب کے
ارشاد کی جواب مین لکہونگا آپکو لکہنا اور کافی ہی کہ اپنی عم والا قدر جناب چودہری صاحب غلام رسول
کو فقیر کا سلام نیاز پہنچائی اور جناب شیخ عطا حسین صاحب عطا کو بہی سلام کہئے پیر و مرشد
قلم کا کام زبان سی لینا یعنی تحریر کی مطالب کو پڑہنا اور پڑہا دینا آسان ہی اور زبانکا
کام قلم سی لینا دشوار ہی یعنی جو کچہہ کہا چاہئی اوسکو کیونکر لکہا چاہئی وہ بات کہان کچہہ
نہین عرض کیا کچہہ آپنے فرمایا دو چار بار تو نہین جہگڑی کی انجام پایا جز دولت ہم زبانی کہان
میسر الکہے حلم بجالانیکو اپنا شرف جانتا ہون اور عرض کرتا ہون کہ نظامی اب ایسا ہوا کہ جبتک فرید
آباد کا کہتری دیوانی ازسکہ تم متخلص بہ قتیل جسکو حضرت نے مرحوم لکہا ہی اوسکی تصدیق کری
تب تک اوسکا کلام قابل استناد ہو قتیل بہ اساتذہ سلف کے کلام سی قطعاً آشنا نہین اوسکی علم
فارسیکا ماخذ اون لوگون کے تقریر ہی کہ جو نواب سعادت علی خان کی وقت مین ممالک مصر کی
طرف سی لکہنؤ مین آئی اور ہنگامہ آرا ہوئی بیشتر اون مین سادہ کشمیری یا کابلی و قندہاری دیگر انکے
احیاناً کوئی عامہ اہل ایران سی بہی ہو یا کہ عظمای ایران مین سی بہی کوئی ہوگا تقریر اور ہی تحریر
اور ہی اگر تقریر بعینہ تحریر مین آیا کری تو خواجہ بقراط سی اور شرف الدین علی یزدی اور حسین
واعظ کاشفی اور طاہر وحید بہہ نسبت نثر مین کیون خون جگر کہایا کرتی وہ سطرح کی نثر جو
لالہ دیوانی سکہ قتیل متوفی نے بہ تقلید اہل ایران لکہی ہین نہ رقم فرمایا کرتی یہہ شخص مدعی ہی کہ کدہ کا لفظ

آپ خطاب جناب حضرت صاحب عالم صاحب [illegible]

اون پایا

پانچ چار اسم کی اور اسم کی ساتھہ ترکیب نہین پاتا پس آزر کدہ اور دیو کدہ اور کستر کدہ اور
امثال اسکی جو ہزار گلہ اہل زبان کی کلام مین آیا ہی فقط نا درست ہی ہین اور آپ بیٹھین اور
اسکی خرافات پڑہی جائین اور جو مین عرض کرون اوسپر حضرت غور فرمائین تب معلوم ہو کہ
کتنا لغو اور فارسی دانی سی کتنا بیگانہ ہی آدم یہ سر مدعا نثر مرجز اوسکو کہتی ہین کہ وزن ہو اور
قافیہ نہو مقابل مقفی کی کہ قافیہ ہوا اور وزن نہو اور یہان یہہ ہی مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن
حضرت ظہوری علیہ الرحمۃ کی نثر کا وزن یہہ ہے سمجھا جا ہی کہ وزن مین قید منظور نہین مثلاً
حضرت نظامی علیہ الرحمۃ کی نثر کا وزن یہہ ہی فرماتی ہین آئینہ سرو بن گلشن فتح خنجرش مانگے
دریائی ظفر یہہ نثر مرجز ہی وزن اسکا فعلاتن فعلاتن فعلن کا ہتون نے مقفے کرنی کی واسطے صورت بدل
دی ہی اور کچھہ تصرف کیا ہی کہ نثر نہ مرجز ہی نہ مقفے چنانچہ ہاتذہ فن لن تنالو البر حتی تنفقوا اس آیت
سراسر ہدایت کو نثر مرجز کہتی ہین اور اوسکا وزن ہے فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ویرزقہ من حیث لا یحتسب اسکا
وزن فعولن فعولن فعول ہندہ کے تحقیقات یہی ہی کہ نثر مین قسم پر ہی مقفی جا قافیہ ہی اور وزن نہین
مرجز وزن ہی اور قافیہ نہین عاری نہ وزن ہے نہ قافیہ سجع ہی مقفی ہی کہ دونو فقرے مین الفاظ ملائم
اور مناسب ہمدگر ہون نظم مین یہہ صنعت آئی تو اوسکو مرصع کہتے ہین اور نثر اس صنعت پر مشتمل
ہو تو اوسکو مسجع کہتے ہین اس قاعدہ کو نہ عبدالرزاق بدل سکتا ہی نہ صاحب قلزم ہفت گانہ
نہ یہہ قطرہ ہی بی سر و پا حاشا و حاشا اللہ کلام اہل عرب مین اوسیطرح ہی جسطرح آپ فرماتے
ہین مگر پارسیون نے ازراہ تصرف کی معنی زنہار قرار دیا ہی یعنی تاکید اگر منفی پر آئی تو نفی کی تاکید
اور مثبت پر آئی تو اثبات کی تاکید مین کسی کلمہ کا استعمال نہین کرنا جب تک اہل زبان کی کلام
مین نہین دیکھتا علیشے بیچارہ لائق اسکی نہین کہ مستند علیہ پڑہی مگر یہہ لفظ غلط نہین لکھا ہی
اوس عزیز نے حضرت قبلہ فارسیونکی تصرفات اگر دیکھئے تو حیران رہ جاہیی مجکو اسوقت کہانتک

یاد ہی اور کتاب کے نام تو کوئی ورق بہی لکہا ہوا میری پاس نہین حاشا کا کوئی شعر مولد نفی اگر
یاد آجای گا تو آپکو لکہا جائی گا شعر ہرزہ شتاب وپی جادہ شناسان بردار ای کہ در راہ سخن
چون تو ہزار آمد و رفت ؛ یہہ مثنوی جسمین یہہ مصرع ہی ع حاش للہ کہ بدنیا گویم ؛ کلکتہ مین مینے
لکہی ہی پانچہزار آدمی فراہم ہی اور جو اعتراض مجہہ کئی ہی اوسمین سی ایک اعتراض یہہ تہا کہ ہمہ عالم
غلط ہی یعنی ہمہ کا لفظ عالم کی لفظ کی ساتہہ ربط نہین پا سکتا قتیل کا حکم ہی اون سی عرض کیا گیا
کہ حافظ کہتا ہی ع ہمہ عالم گواہ عصمت اوست ؛ سعدی کہتا ہی ع عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم
از وست غرض اس تحریر سی یہہ ہے کہ یہہ مثنوی وہان لکہی گئی اور ایک ایک نقل مولوی کرم حسین
بلگرامی اور مولوی عبد القادر رامپوری اور مولوی نعمت علی عظیم آبادی اور اونکی مثال اور لوگون
کی پاس بہیجی گئی اگر یہہ لوگ جگہہ پاتی تو میری کہال ادہیڑ ڈالتی اب ایک نسخہ ہی لطائف غیبی
اگرچہ صاحب اوسکا ہندی ہی بلکہ ہندو ہی مگر قابل اچہا ہی فی کہنی ساتذہ کیا کیا تصرفات نمایان
کرگئی ہین یعنی آجتک اردو مین انتظا ہی بمعنی انتظار نہ آپ لکہنا نہ اپنی شاگردون کو لکہنی دینا اساتذہ
مسلم الثبوت کی ہان فارسی مین موجود ہی حاشا ایسا نہین کہ ہمین فارسی والون کو قائل ہونا پڑا
حد ادب

ایضاً جناب چودہری صاحب آپکو بعد ابلاغ سلام آپکی خط کی پہنچنی سی آگہی
دیتا ہون اور یہہ بہی آپکو معلوم رہی کہ آپکی چچا صاحب کی خط کا جواب اسی آگی بہیج چکا ہون پر
نہین اسکا منشی نگا مقدمہ پنشن ہے کبہی صاحب کمشنر بہادر کی پاس کبہی صاحب ڈپٹی
کمشنر بہادر کی پاس جانا ہوتا ہی خود نہ جاؤن تو یہہ خیال رہتا ہی کہ خدا جانی کسوقت بلا
بہیجین یا کسوقت کوئی پرسش آجائی بائیس مہینے سی وہ رزق کہ جو مقوم جسم او مقوی روح تہا
مسدود ہی کیا کہاؤن اور کیون کر جیون اللہ الحمد کہ گنہگار نہین ٹہرا نہین پاؤنگا مگر وہ پنشن گورنمنٹ
کی پولیٹکل کی رشتہ سی متصرر ہوگئی ہے سو دہلی کی ایجنٹی کا دفتر فرد فرد لٹ گیا کوئی کاغذ باقی نہین

نہین رہا اب یہہ شہر پنجاب احاطہ مین مل گیا پنجاب کا نواب لفٹنٹ گورنر بہادر یہان کا صدر شہر اور
دفتر مین میری ریاست کا میری معاش کا میری عزت کا نام ونشان نہین ہے ایسی ایسی پیچ پڑ گئی
ہین کچہہ نکل گئی ہین کچہ باقی رہی ہین یہ بہی نکل جائینگی مصرع کار ہا آسان شود اما بہ
صبر ہا جناب فیض مآب مولائی و مرشدی تسلیم قبول کرین اور اس تحریر سی جواب میری پاس نہ بہیجے
ہی محجوب شادان اور اپنی بخت و قسمت پر نازان تصور فرماوین سب سمجہا اور سب مطالب کا جواب
لکہتا ہون پہلی اپنا ایک شعر کمال گستاخی کو کار فرما کر لکہتا ہون اور یہ نہین لکہتا کہ یہ شعر مین نے
کیون لکہا ہی شعر یہ ہی شعر مرا بعیر زنگ چین در شمار آورد + فغان کہ بیت زبیر دانہ فرق
تا نگشت + بہر حال حضرت کو یہہ معلوم رہی کہ مین اہل زبان کا پیرو اور ہندیون مین سوای امیر خسرو
دہلوی کی سب کا منکر ہون جب تک قدما یا متاخرین مین مثل صائب و کلیم و اسیر و حزین کے کلام
مین کوئی لفظ یا ترکیب نہین دیکہہ لیتا اوسکو نظم اور نثر مین نہین لکہتا جن لوگون کی محقق ہونے پر اتفاق ہی
جمہور کو اونکا حال کیا گذارش کرون ایک وہمین صاحب برہان قاطع سی اب اونہون مین برہان قاطع
کو دیکہہ رہا ہون اور اوسکی فہم کی غلطیان نکال رہا ہون اگر زیست باقی ہی تو ان نکات
جمع کرکے اوس نسخہ کا نام قاطع برہان رکہونگا مصرع کجا بود منزل کجا تاختم + شعر فردوسی
مین انگبین و شہد اور شعرا و استاد مین حرص و آز واقعی بادی النظر مین زاید معلوم ہوتا ہی شیر ناب
بہتر ہی لیکن حرص و آز کو کیا کیجیے گا مین عرض کرتا ہون کہ وہان بہی خشم و آز سی ہرگز حرص و آز
نہین ہے حکما اور صوفیہ قوت غضبی و قوت شہوی کی تعدیل مین محنتین کرتی ہین قوت غضبیہ
کی اصلاح سی فضیلت شجاعت اور قوت شہوی کی اصلاح سے فضیلت عفت حاصل ہے اور یہ مسئلہ
علم اخلاق مین مبرہن ہے، دو بندہ من حرص و آز یعنے محض استاد کو مدام نام ایک اسم ہے دو مسمی خشم و حرص حقیقی
کا مثنیہ اسی علاوہ مردم عاقل حکیم بقوت شہوی کی اصلاح کا ذکر کیا اور قوت غضبیہ کا مذکور بہی نکیا یعنی خشم کو آز دیکہا اور بجا ہے

جاۓ شیر اور حرص کے جگہ خشم درست میری ہی آپکی اہی کی مطابق مگر گوگرد سرخ اور پیل سفید مین کیا شک

ہون یہہ تقریر کہ گوگرد سرخ کمیاب اور لعل سپید نایاب ہی میری دل نشین نہوی کبریت احمر اور کیمیا

اور عنقا ان سبکا ایک حکم ہی نظر اس قاعدہ اور عرض کرتا ہون کم کا لفظ اہل فارسی کے منطوق مین

کہین افادہ معنی سلب کلی بہی کرتا ہی جیسے کم آزار یعنی بیآزار ندہ نہ یہہ کہ کم آزار ندہ کم ہمتا یعنے

بی ہمتا بلکہ اندک کا لفظ بہی اسطرح آتا ہی جیسا کہ میرا خداوند نعمت نظامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے

شعر بیش و بیش چون آقا ہم یکیست ٭ فزونغم فراوان قریب اندکیست ٭ یعنی قریب بالکل نہین

نہ یہ کہ کچہہ ہی پس کم یاب اور نایاب ایک چیز ہی نظامی نی لعل سپید کہا ہی کسی صاحب طبع

نی اوسکو غلط سمجہکر پیل سپید بنا دیا ہی انگبین و شہد ناب شاید مثل غم و اندوہ مسرت و فرحت کے

ہو یا نہو شیر ناب ہی ہو بلکہ شیر ناب بہتر ہے لیکن حرص و آز کسی طرح درست نہین عارف کا دعوی

ناقص اور نغو رہا جاتا ہی اگر یہہ قباحت لازم نہ آتی تو بہی ہم حرص و آز کو مسلم ترکیبی کسواسطے کہ

تمام کا شیہ بکمال وضوح غم و اندوہ و عدل و داد کا نظیر نہین ہو سکتا ہان انگبین و شہد کے

جواز مین ہم مضایقہ نکرینگے مگر شیر ناب کو اوسی جا سمجہینگے شہد میوہ کی حلاوت کیواسطے اور شیر

افزایش لطافت کی واسطے حاشا و حاشا سد کا جواب آغاز تحریر مین لکہہ چکا آپکی اس نظر لکہنے

سی اوسکے جواز پر میرا یقین نہ رہا او کشف الغطا رہا از دوت یقینا نثر مرجز کی باب مین پیر و مرشد کو

اتنا ملال کیون ہی یہہ جو نثرین آپنے لکہی ہین سواے اوس نثر کی کہ جسکو آگی لکہونگا یہہ سب مسجع ہین یعنے

پہلے فقرہ کا ہر لفظ وزن مین موافق ہر دوسرے فقرہ کی لفظ سی نظم مین یہہ صنعت آیری تو نظم کو

مرصع کہینگے اور نثر مین واقع ہو تو نثر کو مسجع کہین گے جو حضرت کہ اس نثر کو مرجز

کہتے ہین وہ نثر مسجع کے مثال ہمکو دین زنہار زنہار یہ نثر مرجز نہین مسجع

ہے ہان یہہ نثر مرجز ہے صاحبان شفقتا بکرما ذی مرتب والا مقدرت

شفیق دلی زید الطافکم الی الابد بعد تبلیغ بندگی و نیاز بر ضمیر منیر روشن باد اگر وہ نثر کہ جسکو تمنے
مسجع کہا ہے مرجز ہی تو اس کمبخت نثر کا کیا نام ہی نہین وہ مسجع ہی اور یہہ مرجز ہی مین تو بہت مختصر
مفید لکہہ چکا ہون آپ نمانین تو کیا کرون وزن نہو قافیہ ہو وہ مقفی وزن ہو قافیہ نہو وہ مرجز ہے
الفاظ فقرتین وزن مین برابر ہون وہ مسجع اس صنعت کو بیشتر نثر مقفی مین صرف کرتی ہیں
اور جا ہو قافیہ کا التزام نکرو پہر رنگ اقسام ثلثہ نثر یہی ہی حضرات فی نثر مسجع کو مرجز لیا ہے
جواب دہی ہے کہ اگر مرجز یہہ ہی تو مسجع کس نثر کو کہتے ہین اس سے زیادہ نہ مجکو علم نہ یارای کلام قتیل
لکہنوی اور غیاث الدین رامپوری کی لکہتی ہم پوری کی قسمت کہان سے لاوین کہ تم جیسا شخص ہمارا معتقد
ہو اور ہمارے قول کو معتمد سمجہی بعد تمام خط کی تحریر کی خیال آیا کہ شاید کسی بات کا جواب رہ گیا ہو تمہارے
خط کو دیکہا اور ایک بات دستور شگرف کی عبارت مین نظر آئی مرجز کلامی است منثور کہ وزن دارد و
سجع ندارد اس تعریف کو دیکہی اور نمونہ کی نثر کو دیکہئے وہ موزون کہان ہے جو وزن دارد او سیر صادق
آئی وزن معنی تقطیع شعر مفقود سجع ندارد خدا جانی یہہ بزرگ سجع کسکو کہتا ہی سجع ہموزن ہونا
دو لفظونکا فقرتین مین یا مصرعین مین سو اس نثر مین موجود ہی موجود کو مفقود اور مفقود کو موجود لکہنا
اور پہر کلام اوسکا مقبول ہی اللہ اللہ اللہ ملا غیاث الدین لکہتا ہی پس مرجز نثری باشد کہ کلمات
فقرتین اکثر جا با ہمہ ہم وزن باشند در تقابل یکدیگر بدون رعایت سجع خدا کیواسطے سجع تو
اسیکو کہتے ہین کہ کلمات فقرتین یا مصرعین ہموزن یکدیگر ہون سو اس نثر مین موجود ہی کہ
بدون رعایت سجع کے کیا معنے مگر یہہ دونو صاحب وزن کو برابر ہونا کلمات کا سمجہتے ہین اور سجع تقطیع شعر
کو کہتے ہین اس عقدہ کی رکاکت اظہر من الشمس ہے صاحب دستور شگرف کا کلام نص اور مولوی غیاث الدین
کا کلام حدیث نہین ہی آپ ہی غور فرمائی اور انصاف کیجی صاحب عالم کی نام میکر
عرض گو مکرر باشد پیر و مرشد آج ہی ایک خط چودہری عبد الغفور صاحب کے

نام کاروانہ کیا ہی اور اس خیال سی کہ وہ گرمی ہنگامہ شادی ہین اوس خط کا انکی نظر سی گذرنا بہول نجائین یہہ خط جداگانہ انکو آج ہی بہیجا ہون صحابِ ثلثہ کی عبارت نثر مرجز کی بابمین انہی ہی کم وزن دارد و بسجع ندارد خدا کیواسطے وزن تقطیع شعر کو کہتے ہین وہ مثال کی نثر مین کہان ہے سجع اوسکو کہتے ہین کہ کلمات فقرتین وزن مین برابر ہون یہ صنعت مثال کی نثر مین موجود ہے جو ہی اوسکا سبب جو نہین اوسکا ثبوت کیونکر بالون کہ کیا آئی یہہ مرضی ہی کہ الفاظ کی ہم وزن ہونیکو وزن تقطیع شعر کو سجع بان لون مین تو نملو لگا اپکو اخذ یار ہی یہہ کلام معصوم کا نہین کہ اسکے مسلم نہ کہنے سے آدمی کافر ہو جای زبان فارسی مرد بکال سی عرب کی ہاتہ بطرق لغات لکہتے ہین اور دال نقطہ دار کا ذکر نہین کرتے الا کوئی لغت فارسی ایسا تا ہی کہ جسمین دال آئی ہو گزاشتن و گزشتن و پذیرفتن سب ہی سی ہی کا غذ دال مہملہ سی ہے اسکا دال سی لکہنا اور کاغذ کو اوسکی جمع قرار دینا تغریب ہے نہ تحقیق اور اسم آتش بدال ابجد سی نہ بذال شخذ کوئی لفظ متحد المخرج فارسی مین نہین بلکہ قریب المخرج ہی نہین بی ہی طوی نہین سین ہی ثی نہین اور صاد نہین ہای ہوز ہی حای حطی نہین یہان تک کہ قاف نہین اس واسطی کہ غین متحد المخرج بلکہ قریب المخرج ہی نہی کی ہوتی ذال کیون کر۱۲ وہ میانصاحب انسے کی رہنے والی بہت چوڑی چکلے جناب عبد الواسع فرماتی ہین کہ بی مراد صحیح اور نامراد غلط اری تیرا ستیاناس جای بیمراد اور نامراد مین وہ فرق ہی جو زمین و آسمان مین ہی نامراد وہ کہ جسکو کوئی مراد کوئی خواہش کوئی آرزو نہ آدمی بی مراد وہ کہ جسکا صفحہ نقوش مدعا سی سادہ ہو از قسم بی مدعا و بیغرض و بے مطلب جستہ للہ ان دونون امرون مین کتنا فرق ہے نا امید و نا امید و ناکام اور نا درست اور نا چار کہ یہہ مخفف نا چارہ اور نا ہار کہ یہہ مخفف نہ اہار سے ہے اور نامراد اور نا انصاف یہہ سب درست ہین ہان کہان سے گئے

ہانسی دانسے معلم ۱۲ قافیہ شایگان کہ جسکو عرب ایطا کہتاہے وہ دو طرح
پر ہی خفی وجلی اہل خرد نی خاک اوڑائی ہی اور بات بنائی ہی خفی وجلی کی تفسیر مین وہ
کچہ لکہا ہے کہ صاحب طبع سلیم کبہی اوسکو نہ سمجہی چہ جای آنکہ بانی کا اصل یہہ ہے کہ ایطاء
قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کی ہون جیسے الف فاعل کو یاد بنیاد شنو اشعر ابیت سعدی دانا
تسبیح خیالت دل دانا ❊ حلقہ مستان رخت دیدہ بینا اور نون دال فضل ع کا جیسا اوستاد کے
اس مطلع مین ہی شعر دل شیشہ وچشمان تو ہر گوشہ بر ندش ❊ مست است مباد اکہ بہا کہ
شکنندش ❊ اور ایسا ہی الف نون جمع کا مثل چراغان وجوانان اور ایسا ہی ہے الف نون حالیہ
مانند گریان وخندان پس اگر یہہ مطلع مین آئی ہی تو ایطای جلی ہی اگر غزل یا قصیدہ مین
بطریق تکرار قافیہ آئی ہی تو ایطای خفی ہی اہل فن نی وہ کچہ لکہا ہی کہ سمجہہ مین نہین آتا
اگر قابل تحقیق ہو تو میری بیان پر غور کرو اور جو عبد الواسع اور غیاث الدین اور عبد الرزاق
ان ناموں کے شوکت نظر مین ہی تو تم جانو ایک شخص بہیک مانگتا ہی باپ نے اوسکا نام میر بادشاہ
رکہدیا ہی اصل فارسی کو اس کہتری بچہ قتیل علیہ ما علیہ نے تباہ کیا رہا سہا غیاث الدین
رام پوری نی کہو دیا اکی سی قسمت کہان سے لاؤن جو صاحب عالم کی نظر مین اعتبار
پاؤن خالصاً للہ غور کرو کہ وہ خران ناشخص کیا کہتے مین اور مین خستہ و دردمند
کیا بکتا ہون واللہ نہ قتیل فارسی شعر کہتا ہی اور نہ غیاث الدین فارسی جانتا ہے
میرا یہہ خط پرہو یہہ نہین کہتا کہ خواہی نخواہی پر ہو قوت ممیزہ سی کام لو ان نخولون
پر لعنت کرو سیدہی راہ پر آجاو اگر نہین آتی تم جانو تمہاری بزرگی پر اور میرزا
تفتہ کی نسبت پر نظر کرکے لکہا ہی نہین کہتا کہ خواہی نخواہی میری تحریر کو مانو
مگر اوس کہتری بچہ سی اور اوس معلم سی مجکو کمتر نجانو عربی کا حرف اور بہی در فارسی کا قاعدہ اور

اور یہی سمجھو یا نہ سمجھو تمکو اختیار ہی تحمل کو کام فرماؤ غور کرو سمجھو عبد الواسع پیغمبر نہ تہا قتیل یہہ جانا نہ
تہا واقف غوث الاعظم نہ تہا مین یزید نہین ہون شمر نہین ہون ناسخی ہو مانو نمانو تم جانو ✤

چودھری عبد الغفور کی نام جناب عالی آج ایک لفافہ نامہ مرقومہ یازدہم شعبان مطابق
پنجم مارچ بقید روز دوشنبہ پہونچا پہلے تو ان تاریخونکی حساب کے مطابق مین ہین اچنبہا پہر خط کی
جلد پہنچنے سے بہت خوش ہوا ڈاک کیا ہی خاک ہی خیر ادہر پڑہا ادہر جواب لکہا خدا کری یہہ میرا خط
جلد پہنچی ورنہ یہہ آپکو خیال ہوگا کہ غالب نے ہماری خط کا جواب نلکہا حقیقت میری مجملا یہہ ہی کہ
راہ ورسم مراسلت حکام عالی مقام سی بدستور جاری ہوگئی ہی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر
غرب وشمال کو نسخہ دستنبو بسبیل ڈاک بہیجا تہا انکا خط فارسی مشعر تحسین عبارت وقبول
صدق ارادت ومودت بسبیل ڈاک آگیا پہر قصیدہ بہاریہ تہنیت ومدحت مین بہیجا گیا اوسکی
بہی رسید آگئی وہی خانصاحب بسیار مہربان دوستان القاب اور کاغذ افشانی ازان بعد ایک
قصیدہ جناب ابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر قلمرو پنجاب کی مدح مین بتوسط
صاحب کمشنر بہادر دہلی گیا اوسکی جواب مین بہی خوشنودی نامہ بتوسط کمشنر بہادر کل مجکو ملا
پنشن ابہی تک مجکو نہین ملی جب ملیگی جب حضرت کو اطلاع دی جائیگی پیر مرشد عالم مین اور
مین جاہل ہون اونکی تسلیم بکرنیکو معنی تسلیم کیا اور پہر تسلیم بجالایا ہی حضرت جناب مخدوم
مکرم چودھری غلام رسول صاحب کی خدمت مین انہین الفاظ مین رسم مبارکباد ادا کی گئی
تہی نہ عبارت آرائی نہ طبع آزمائی کچہہ عجب نہین کہ وہ خط بہی ملی وجو نمین آپکو پہنچ جای آپکا بہیجا
تو تاریخ کا خط مجکو اب آخر اپریل مین ملا بہیجا ہی جناب شیخ صاحب کیون مجکو محجوب کرتے ہین اس باب
مین اس سی زیادہ عرض نہین کرسکتا کہ افادہ مشترک ہی قصیدہ ومثنوی بہیجدونگی لطف
اوٹہائیگا اور جو کچہہ میری خیال مین آئیگا بی تکلف عرض کردونگا میرا اسلام

سلام کہیں اور مثنوی اور قصیدہ اون سے لیکر جلد بہیج بہیجی ۱۲ اپنے عم عالی قدر آپکے
خدمت مین میرا سلام پہنچانی اور کہئے کہ حضرت خلاصہ مکتوب سابق یہہ ہے الفاظ ہندی ہے
شاید کچہہ تغیر بالمرادف ہو تو یہہ شادی بصد ہزار مسرت آپکو مبارک ہو اور اونکی اولاد دیکہنے
اور اسیطرح اون کی شادی کرنی نصیب ہو ۱۲ فیض علی خانصاحب کو میرا سلام پہنچے
مین بہی آپکی ملاقات کا مشتاق اور آپکا مداح رہونگا ۱۲ خط کا لفافہ اس خط مین ملفوف کر
بہیجتا ہون یہہ آج پہنچا اور آج ہی مینی اسکا جواب لکہا کاتب وہی ہے جو لفافہ ملفوفہ کا مکتوب
الیہ ہے ۱۲ **ایضاً** جناب چودہریصاحب کے یاد آوری اور مہر گستری کا شکر بجا لاتا ہون
آپکا خط معہ قصیدہ و مثنوی پہنچا مثنوی کو جداگانہ بطریق بیم فلٹ پاکٹ بہیجتا ہون اور
یہہ خط جداگانہ ارسال کرتا ہون لفافہ اوسکا بہی آپکی نام کا ہے آپ کے خواب کا ماجرا اور صبح
کو ادہر کا قصد اور پہر اپنے چچا صاحب کے کہنے سے نظر تا بستان پر اس عزم کا ملتوی رہنا معلوم
ہوا آپکے چچا صاحب نے کرامت کی کہ جو آپکو منع کیا ڈاک کی سواری پر اگر آپ اس شہر مین
میری مکان تک آجاتی تو ممکن تہا مگر رہنا شہر مین بے حصول اجازت حاکم احتمال ضرر رکہتا ہے
اگر نہ خبر ہو تو نہو اور اگر خبر ہو جاوی تو البتہ قباحت ہے زنہار کہیں یہ گمان نکیجیو گا کہ دلی کی
عملداری میرٹہہ اور اگرہ اور بلاد قلمرو کی شکل ہے یہہ پنجاب احاطہ مین شامل ہے نہ قانون نہ آئین
جس حاکم کی جو رای مین آوی وہ ویسا ہی کری بہرحال مصرعہ امی وای زمحروم وہی بیداد
دگر ہیچ ٭ انشاء اللہ العظیم دو تین مہینے مین یہان بہی صورت امن و امان کی ہو جاینگے مگر میری
آرزو یہ ہے استیفا اوس صورت مین بہی نہ برآئی گی مین یہہ تاکی ہوی ہون کہ میری اور تمہاری
ملاقات اس طرح ہو کہ ہم تم ہون اور حضرت صاحب عالم صاحب ہون اور باہم حروف
حکایت کرین اگر زمانہ میری خواہش کے موافق نقش قبول کرتا ہے تو مین مارہرہ کو

آتا ہون حضرت پیر و مرشد کا اشتیاق اور اوسی جلسہ مین تمہاری دیدار کا شوق لیا
نہین ہی کہ مجکو آرام سی بیٹھا رہنی دیگا ۱۲ صاحب یہہ مثنوی تو میری واسطے ایک مرثیہ ہوگئی
ہی اس بزرگوار کی جگر مین کیا کیا گھاو پڑی ہونگی تب یہہ تراوش خونابہ جلوہ بین ہوگئی مزا
یہ ہی کہ عنوان بیان سی حق بجانب اہنین کی معلوم ہوتا ہی چونکہ اصل کار میری نظر مین
نہین اور حقیقت حال مجہپر مجہول ہی اسواسطے انجام و انداز اندازہ و انداز کچہہ نہین سمجہا
حک و اصلاح کو آپ بنظر اصلاح ملاحظہ فرماوین مین نی حسب دستور اپنی ہر جگہہ منتار
اصلاح کہدیا ہی میر اشخصاحب سی سلام کہئے گا اور کہئے گا کہ کیا کرون دور ہون
معذور ہون مدد نہین کر سکتا اعانت کی مراسم تقدیم کچہہ نہین پہنچا سکتا ۔ راخدا
تمہارا نگہبان رہی والسلام ۱۲ **ایضاً** جناب چودہری صاحب آپکی ملطف نامہ
پہنچے ورود کی مسرت اور پارسل کے نہ پہنچنے کی حیرت باعث اسکی ہوی کہ آپکو یہہ تکلیف دون
اور یا آپکا خط جواب طلب نہ تہا جواب لکہون بندہ پرور مین نے پارسل کی رسید لی تہی اب
آپکی خط کو پڑہکر کارپردازان ڈاک کی پاس وہ رسید بہجوائی اونہون نے کتاب دیکہکر میری
آدمی سے کہدیا کہ سکندرہ راو کی رسید یہہ موجود ہی اب اس پارسل کی جوابدہی تہانہ دار اونکی
ذمہ ہی یہہ سنکر مین نے یون مناسب جانا کہ رسید آپکی پاس بہیجدون آپ سکندرہ راو کی ڈاکخانہ مین بہیج
کر اونسی پارسل منگوالین اور پہر اس رسید کا میری طرف راجع ہونا کسی صورت مین ضرور نہین والسلام **شاہ**
عالم کی نام مخدوم زادہ والا تبار حضرت شاہ عالم سلام و دعا وارد و نہ قبول فرماوین آپکا مع الخیر وطن
پہنچنا اور بزرگوار کی قدم بوس ہونا اور بہائیونکی ہم آغوش ہونا آپکو مبارک ہوئے یوسف از مصر بکنعان آمد تفرقہ اوقات
و سفر اسیور شد وقت تم و مقتضی اسکی ہوی کہ ہنوز ہمارا سموات نہین دیکہی گئی تا نزول باران رحمت الہی ابر ہی
چپکے بیٹہے ہوا ہی مولوی صاحب کو نیاز معتقدانہ اور بہائیونکو سلام مخلصانہ کہئے گا اور اپنی والد ماجد یعنے میری

مرشد ہم عمر و ہم فن کو وہ سلام جس سے محبت ٹپکے اور اشتیاق برسے پہونچا دیجئے گا اور عرض کیجئے گا
کہ آرزوی دیدار حد سے گذر گئی یارب جب تک حضرت صاحب عالم کو مارہرہ مین اور انوار الدولہ
کا کہیں نہ دیکہلون اور اون سے ہم کلام نہولون میری روح کے قبض کا حکم نہو لیکن سنہ ١٢
مین دو مہینے باقی ہین ابکی محرم سے اوس ذی حجہ تک میرا مدعا حاصل ہو جاوے ١٢ شفیق مکرمی چودہری
عبد الغفور صاحب کو میرا سلام شوق کہیے گا اور یہہ پیام پہنچایئے گا کہ حضرت صاحب عالم کی
تمنای دیدار بقید مارہرہ کنایہ اس سے ہے کہ اور کسیکا بہی دیدار مطلوب ہے ع خواہش وصل کر
مقدر ہے جو مذکور نہین ١٢ اونکے اس خط کا جواب جو پرسون مجکو پہنچا ہے موم جامہ مین لپیٹ کر
بہیجے گا انشاء اللہ العزیز ١٢ ہان جناب شاہ عالم صاحب بہ روی سخن آپکی طرف ہے جناب میر
وزیر علیخان صاحب بلگرامی یہان تشریف لائے اور میرے مسکن سے ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر چاندنی چوک
مین حافظ قطب الدین سوداگر کی حویلی مین اوترے ہین منصفی صاحب کا کام اون کے سپرد ہوا ہے
یعنے ڈپٹی کلکٹر اور ڈپٹی مجسٹریٹ ہین اور ہزار روپیہ تک کا مقدمہ عدالت دیوانی کا بہی کرتے ہیں
لیکن ہنوز قایم مقام ہین وہ صاحب جنکا نام لکہ آیا ہون بطریق رخصت ساگر گئے ہین ایکدن
فقیر بہی اونکے مکان پر چلا گیا تہا حسن صورت اور حسن سیرت دونون اونمین جمع ہین آنکہین اونکے
حسن صورت سے روشن ہو گئین اور دل اونکے حسن سیرت سے خوش ہو گیا واہ خاک پاک بلگرام جس نے ایسا
جس بزرگوار کو دیکہا بہت اچہا پایا **چودہری عبد الغفور کے نام** شفیق بکرم مظہر لطف و
کرم جناب چودہری صاحب کی خدمت مین بعد سلام یہہ عرض کرتا ہون کہ آپکا مہربانی نامہ آیا میرا رنج و
تشویش مٹایا میری خدمت مقبول ہوئی خوشی حصول کی ہے میر امداد علی شاہ کو میری طرف سے ان کا باب میرا
شمار تہا میری طرف سے خاطر جمع کر دیجئے گا کہ اب سبیل اچہی نکل آئی ہے چودہری صاحب کی ذریعہ جو کچہہ مجکو پہنچا
ہو اور لکہا ہے آپ چودہری صاحب آپکا میرے خط کا کہ گدائی ہے یعنے تم سے کچہہ مانگتا ہون تفصیل یہ کہ موتی سے محمد باقر دہلی کو مطیع ایک خط

ہر مہینے مین چار بار نکلا کرتا تھا اسمین دہلی اردو اخبار بعض اشخاص سنین رفتہ کی اخبار جمع
رکھا کرتی ہین اگر چاہا تو آپکی یہان کسی آپکی دوست کی یہان جمع ہوتی چلی آئی ہون تو
اکتوبر سنہ ۱۸۳۷ عیسوی سے دو چار مہینے کی آگی کی اوراق دیکھی جائین جسمین بہادر شاہ کی تخت
نشینی کا ذکر اور میان ذوق کی دو سکہ اونکی نام کی کہکر نذر کرنے کا ذکر مندرج ہوے
تکلف وہ اخبار چھاپہ کا اصل بجنسہ میری پاس بھیجدیجی آپکو معلوم ہی کہ اکتوبر کی ساتوین اٹھوین
تاریخ سنہ ۱۸۳۷ عیسوی مین یہ تخت پر بیٹھی ہین اور ذوق نی اوسی مہینے مین یا دو ایک مہینے کے
بعد سکی کہکر گذرانی ہین احتیاطاً پانچ چار مہینے تک کے اخبار دیکھ لئے جائین یہان تک کہ
میری طرف سی ابرام ہی کہ اگر مثلاً کسی اور شہر مین کوئی آپکا دوست جامع ہو اور آپکو اوسپر
علم ہو تو وہان سی منگوا کر بھیجی والسلام مع الاکرام ۱۲ **ایضاً** شفیق میری عنایت فرما میرے
تمہاری مہربانیکا شکر بجا لاتا ہون نہایت سعی یہ تھی کہ آپکی عنایت سے ظہور مین آئی مینی کلکتہ مین مہتمم
مطبع جام جہان نما کو لکھ بھیجا ہی اور ترک سعی کیا ہی آپ بھی اب فکر نکیجی اگر مین بھی آپکے
پاس آ جائی تو مجھکو بھیجدیجی میری پاس آئیگا تو مین تمکو اطلاع دیدونگا ۱۲ عنایت الہی کا کون
مشتاق نہوگا اسکی پرستش زاہد مین خدمت گذاریکو حاضر ہون وہ جب چاہین اپنا کلام بھیجدین
میرا سلام اور یہہ پیام کہدیجی گا ۱۲ صاحب تمنی ہماری پیر و مرشد کو ہم پر خفا کر دیا بھلا وہ خط
لکھین نہ لکھین کبھی ہمکو تو فرماوین کہ غالب کو میری دعا لکھ بھیجنا بہر حال میرا سلام نیاز
عرض کیجی اور اون کی مزاج مبارک کی خیر و عافیت لکھئے اور یہہ بھی لکھئی کہ اگر خدانخواستہ
وہ مجھسے ناخوش ہین تو ناخوشیکی وجہ کیا ہی ۱۲ اپنی چچا صاحب کی خدمت مین سلام
نیاز پہنچائیگا اور مولانا عطا کو سلام شوق کہئے گا **ایضاً** میری شفیق دلی چودہری
عبد الغفور صاحب کو خدا سلامت رکھی دیکھو میری حواس کا اب یہہ عالم ہے

عالم ہو گیا ہی کہ تمہاری نام کی جگہہ تمہاری چچا صاحب کا نام لکھتا تھا اسی طرح سابق کے خط مین سر نامہ پر لکھہ گیا ہوگا **بیت** بہار پیشہ جوانی کہ عالمش نا شد؛ کنون بہ بین کہ چہ خون بیچکد ز ہر نفسش جو خطوط کہ آپکی خطوط کی جواب مین آئی ہین اونکی پہنچنی کی کیا حاجت ہے آپکی سعی اور اپنی ناکامی پہلی سی میری دل نشین اور خاطر نشان ہی جیسا کہ کوئی استاد کہتا ہے **بیت** تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ؛ کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را وہ اختیار نہ کہین سی ہاتہہ آیا اور نہ آئیگا مین اپنی خدا سی امیدوار ہون کہ میرا کام بغیر اوسکے نکل جائیگا ۲ بندہ پرور میرا کلام کیا نظم کیا نثر کیا اردو کیا فارسی کبھی کسی عہد مین میری پاس فراہم نہین ہوا دو چار دوستون کو اسکا التزام تہا کہ وہ مسودات مجھسے لیکر جمع کر لیا کرتی تہی سو اونکی لاکھون روپیہ کی گہر لٹ گئی جسمین ہزارون روپیہ کی کتابخانہ بہی گئی اوسمین وہ مجموعہا بہی پریشان ہی غارت ہوئی ہین خود اوس مثنوی کی واسطے خون در جگر ہون ہای کیا چیز تہی پارسل مین خطوط بہیجنی محل اندیشہ ہی خدا الہی بچایا چونکہ اب وہ خط آپکی کچہ کام کی نہ تہا از راہ احتیاط پارسل مین سی نکال لی ۲ شاہ عالم کی نام مخدوم زادہ عالیشان مقدس دودمان حضرت شاہ عالم امن و امان عز و شان دستگیر و عمر سی برخوردار رہین ہماری حضرت ہمکو بہول گئی ہان سچ ہی اونکا لطف چودہری عبد الغفور صاحب کی جو ہر مہر و محبت کا عرض تہا جب جوہر نرہا تو عرض کہان بہرحال جناب حضرت صاحب عالم صاحب کو میری بندگی پہنچ جائی اور یہہ سطرین اونکی نظر سی گذر جائین چودہری عبد الغفور صاحبکو سلام کہئیے گا اور یہہ پوچہئیے گا کہ قصیدہ کا بعد اصلاح کی نہ پہنچنا میرا گناہ ہی یا اسکی سوا اور کوئی قصور ہے اگر وہ ہی جرم ہی تو معاف کیجئی اور کوئی اور جرم ہی تو مجھی اطلاع دیجئی ان دو پیام کی تبلیغ کی بعد پہر سوی سخن آپکی طرف ہی ۲ آپکا خط میری نام کا اور اوسکی ساتہہ ایک خط ڈپٹی میر

وزیر علی صاحب کی نام کا بہیجا ہوا وہ پڑا رہا وہ بہجوا دیا جو آدمی خط لیکر گیا تہا وہ دو بار جواب مانگنی کو
گیا پہلی بار حکم ہوا کہ کل آئیو دوسری بار حضرت علی بیٹہی اوسکی جواب سی قطع نظر کرکی اپنی
خدمتگذاری کی اطلاع دیدی گئی یا تحتانی لکہہ چکا تہا کہ ایک چپراسی آیا اور اوسنی خط تمہاری
نام کا ٹکٹ لگا ہوا دیا اور کہا کہ ڈپٹی صاحب نی سلام کہا ہی اور یہ خط دیا ہی اب مین یہ خط مع
اونکی خط کی ڈاکگہر مین بہیجتا ہون صبح کا وقت یکشنبہ کا دن ۸ صفر اور ۲۵ اگست کی ہی صاحب
چاندنی چوک حافظ قطب الدین سوداگر کی حویلی مین رہتی ہین باقی اونکی حالات اونکی خط سی معلوم
ہو جائینگی اپنی پاس موافق صاحب کی خدمت مین سلام نیاز اور اپنی بہائی صاحبونکی خدمت مین فقیر کی دعا پہنچا دیگا
والسلام **چودھری عبد الغفور کی نام** جناب عالی چہا چہاپا ترجمہ ہندی ہی ایک بار چہپا
کفایت کرتا ہی انواع انواع ہماری آپکی بول چال مین ہی تحریر مین دستنبو چمن پر فضا کو
چمن پر فزا آہی ہو رہی کیون لکہا خطاب واحد غائب فقط شین ہی نہ اش ہان اگر آخر لفظ مین ہا ہی
حرکت پر ہو شل غمزہ و چشمہ و خانہ و دانہ تو اوسکو یون لکہتی ہین چشمہ اش غمزہ اش خانہ اش دانہ اش اور
باقی سب الفاظ کا حرف آخر شین سی مل جاتا خطاب واحد حاضر خطاب متکلم ت ش میم ہی الف کو یہان کیا دخل
اور وہ جو کہتے ہو ہرہ یعنی جامع برہان قاطع ات اش ام لکہتا ہی غلط کرتا ہی جہان تمہی بعد اپنی نام کے
یہ اشعار لکہی ہین سہ پریشان تر ز حورشیم دستانیست الخ وہان ربط کلام چلا جاتا رہا تہا ایک جملہ
فاصل کر دیا ہی یعنی بدین اشعار زمزمہ سرا ست یہ خبر اوس کاف توصیفی کی ہی اور سانگی خبر اوسکا عامل
وہی مضعف ہی ۲ حضرت پیر و مرشد صاحب عالم صاحب کی خدمت عالی مین میرا اسلام مسنون عرض کیجیگا
اور یہ عرض کیجیگا کہ آپکی منشور عطوفت کا جواب بانفراد آپکی خدمت مین پہنچیگا **صاحب
عالم کی نام** پیر و مرشد اس مطلع و حسن مطلع کو کیا سمجہون اور اوسکا شکر کیونکر
بجا لاؤن خدا کے بندہ نوازیان ہین کہ مجہہ ننگ آفرینش کو اپنی صاحبان

درگاہ سے پہلا لکھوتا ہی ظاہرا میری مقدر مین یہ سعادت عظمی تہی کہ مین اس فنای علم مین جیتا
ہم رہا اللہ اللہ ایسی کشتنی و سوختنی کو یون بچایا اور پہر اس رتبہ کو پہنچایا کبہی عرش کو اپنا نشیمن قرار دیتا
ہون اور کبہی بہشت کو اپنا پائین باغ تصور کرتا ہون واسطے خدا کی اور اشعار نذر نا ہی گا ورنہ بندہ دعوی خلا
کرنی مین مجاز ہوگا ۔۔ کتاب افادت مآب پنج آہنگ نسخہ لطف تالیف شریف اسکی آگی غلام سی کچہ بڑہا
گیا مگر چودہر صاحب اور حضرت سید شاہ امیر صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب ان تینون سے معلوم ہوئی پہر بہی
دوسری قسم مین متردد ہون کہ آیا میرا قیاس مطابق واقع ہی یا نہین ہان چودہر صاحب اور مولوی صاحب
فضل احمد صاحب ان دونو مین تردد باقی نہین معہذا یہ نہ سمجہا کہ مقصود کیا ہی اگر پنج آہنگ مطلوب
ہی تو اوسکا جواب یہ ہی کہ میرا ایک نسبتی بہائی ہی نواب ضیاء الدین خان سلمہ اللہ تعالی وہ میری نظم و نثر کو جمع
کرتا رہتا ہی چنانچہ مجمع نثرین اور کلیات نظم فارسی اور کلیات نظم اردو یہ نسخی اوسکی کتب خانہ
مین تہی وہ کتاب خانہ کہ ذکر عرض کرتا ہون بیس ہزار روپیہ کی مالیت کا ہوگا لٹ گیا ایک ورق نہین رہا
ہان چہاپہ کی پنج آہنگین اب بہی بکتی ہین اور معیوب و عیب مین ایک تو یہ کہ جو بعد انطباع از قسم نثر تحریر
ہوا ہی وہ اوسمین نہین دوسری یہ کہ کاپی نویس نے وہ اصلاح میری نثر کو دی ہی کہ میرا جی جانتا
اگر کہون کوئی سطر غلطی سے خالی نہین تو اغراق ہی ہی مبالغہ نہین کہ کوئی صفحہ اغلاط سے خالی نہین
بہرحال اگر فرمائی تو لیکر بہیجدون ۱۲ مخدوم زادہ والا تبار مین پہلا نام سمجہہ مین نہین آیا مگر ہان
اونکی خدمت مین اور پیر حضرت سید مقبول عالم کی خدمت مین سلام مسنون اور اشتیاق روز
افزون عرض کرتا ہون چودہری عبد الغفور کی نام سے میری شفیق کو میرا سلام پہونچی دونو
مخمس بعد اصلاح بہیجتے ہین مختار اصلاح سمجہیہ لیجیے سید عالی نسب و سرور والا حسب یہہ افتتاح
کلام اور ابتدای خطاب کی درخور تہا مصرعہ ثالث کی جگہہ رکہدیا گیا ۱۲ دوسری بند کی دو مصرع
پر ہی مخمس دونون بی عیب ہین اور مزید لطف کی کسی مین نہین جن مصرعون کو چاہو رہنی دو

گذشت از افلاک وز افلاک گذشت ایک فارسی رہا اور ایک ہندی حضرت نی دونو فارسی
مین لکہی ہی ندامت فعل پر مترتب ہوا کرتی ہی ترجمہ اوسکا پشیمانی حضرت یوسف کو ندامت
کیون ہو مگر خجالت اوسکا ترجمہ شرمندگی آپ غور کیجی کہ ندامت اور خجالت مین کتنا فرق
ہی جہان اپنی عرق زیر ندامت لکہا وہ محل خجالت کا ہتا آپ نی ندامت ہو کیون
لکہا بہر حال وہ مصرعہ تو بدل گیا لیکن اطلاع ضرور ہتی طرح بفتح اول و سکون ثانی
بمعنے فریب ہی اور تصویر کے خاکیکو بہی کہتی ہین اور بمعنی تہالیش دنیا بہی مجاز ہی مرادف
طرز و روش بہی طرح ہی بفتحتین اسکا تفرقہ منظور رہا کری نسیم تخلص اچہا ہے اگر کوئی
یہ کہی کہ نسیم مونث ہی جواب اوسکا یہہ ہی کہ جرات اور وحشت اور ایسی بہت تخلص ہین
کہ وہ مونث ہین باینہمہ اگر بدلا چاہی تو اوسکا ہموزن سلام و سلیم اور خیال ہی ہی اپنی
سے جو پسند آئی اپکی عم عالیمقدار اور اپکی بزرگ آموزگار کو میرا سلام پہونچی ۱۲ پیر و مرشد کی خدمت
مین سلام اور مرشدزادون کی جناب مین دعای طول عمر و دوام دولت پہنچا کر یہ عرض کرتا
ہون کہ واقعی حضرت شاہ عالم کا عنایت نامہ آیا تہا اور مین اوسکا جواب بہیج چکا ہون عجب ہے
کہ حضرت کی تحریر مین جہان اونکی خط کا ذکر تہا وہان میری خط کا مذکور نہ تہا اور ان سطور کے
تحریر کے بعد اپنی خط کا پہنچا گمان نہین کر سکتا مین اوسمین اونکو یہان کا حال لکہہ چکا ہون
پنج آہنگ اپنی لی دیوان فارسی اپکی پاس ہی مگر یون سمجہیے کہ یہہ دونون ناتمام ہین اور
اب کہین سی اوسکا اتمام ممکن نہین خیر جو کچہ ہی غنیمت ہی دستنبو مینی نذر کی ہی مہر نیمروز
معلوم نہین اپکی پاس ہی یا نہین خلاصہ یہ کہ شعر کو جیسے اب مجکو شعر سی ہرگز نسبت باقی
نہین رہی اس فتنہ و فساد کی بعد ایک قصیدہ یہ جو دستنبو مین ہی اور ایک قصیدہ نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و شمال کی مدح مین اور ایک قصیدہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب

جناب کی مدح مین اور دو بیت کا ایک قطعہ اور ایک رباعی اس نظم کی سوا اگر کچھہ لکھا ہو تو
مجھے قسم لیجیے **بیت** بہ آدم زن بشیطان طوق لعنت ٭ سپردند از رہ تکریم و تذلیل ٭ ولیکن
در اسیری طوق آدم ٭ گران تر آمد از طوق عزازیل **ابیات** دنیا ہیچ ہست و شادی و
غم ہیچ ہست ٭ ہنگامۂ شور و بزم ماتم ہیچ است ٭ رو دل بیکی وہ کہ دو عالم ہیچ ہست ٭ این نیز
فرو گذار کانیم ہیچ است ٭ اس واماندگی کی دنون مین چہاپی گئی برہان قاطع میرے پاس
ہی اوسکو مین دیکہا کرتا تہا ہزارہا لغت غلط ہزارہا بیان لغو عبارت پوچ اشارت پادر ہوا
دو سو لغت کی اغلاط لکہکر ایک مجموعہ بنایا ہی اور قاطع برہان اوسکا نام رکہا ہی
چہپوانے کا مقدور نہتا مسودہ کاتب سی صاف کروالیا ہی اگر کہو تو بسبیل مستعار بہیجدون
تم اور چودہری صاحب اور جو اور سخن شناس اور منصف ہون وہ اوسکو دیکہین اور پہر میری
کتاب میری پاس بہیجدی جای **ایضاً** میری کرم فرما میری شفیق **شعر** شرط اسلام بود ورزش
ایمان بالغیب ٭ ای تو غایب ز نظر مہر تو ایمان من است ٭ آپکی اس خط کا جواب بعد لکہنے
اس شعر کی منحصر اس التماس پر ہی کہ میری طرف سی تحریر جواب خط مین کبہی تقصیر نہوگی
لیکن اغلب اور اکثر ابتدا بہ تحریر نہوگی ۱۲ یہہ خط ناچار از روی اضطرار واپس بہیجتا ہون
واسطے خدا کی میری پیر و مرشد کی ارشادات کو ایک اور کاغذ پر اپنی ہاتہہ سی نقل کر کر جلد بہیجے
تا کہ مجھہ بدنصیب کو معلوم ہو کہ حضرت نی کیا لکہا ہی ۱۲ جناب چودہری صاحب غلام رسول
کیخدمت مین سلام نیاز اوستاد شیخ عطا حسین صاحبکی جناب مین سلام **ایضاً**
میری شفیق دلی کو میرا سلام پہنچی کل اشتہار کا پارسل پہنچا اور آج خط آپ کا نام بہارستان
اور اب آپکا تخلص سرور بہارستان مضاف اور سرور مضاف الیہ بہارستان سرور کا
اچہا نام ہی قطعہ کا وعدہ نہین کرتا کسواسطے کہ اگر بی وعدہ پہنچ جائیگا تو لطف زیادہ دیگا

اور اگر نہ پہونچی گا تو محل شکایت نہوگا رفع فتنہ فساد اور بلاد مین مسلم یہان کوئی طرح آسائش
نہین ہی اہل دہلی عموماً بری ٹہر گئی یہہ داغ ان کی جبین حال سی مٹ نہین سکتا مین اموات
مین مردہ شعر کیا کہی گا غزل ڈہنگ بہول گیا معشوق کسکو قرار دون جو غزل کی روش ضمیر
آوی رہا قصیدہ ممدوح کون ہی ہای انوری گویا میری زبان سی کہتا ہی شعر ای دریغا
نیست ممدوحی سزاوار مدیح ٭ ای دریغا نیست معشوقی سزاوار غزل ٭ گورنمنٹ کی دربار مین
ہمیشہ سی میری طرف سی قصیدہ نذر گزرتا ہی اشرفیان نہین اور خلعت ریاست دو دو مالی کا
سات پارچہ اور تین رقم جیغہ سرپیچ مالای مروارید مجھکو ملا کرتا ہی اب گورنر جنرل بہادر ہند
آئی ہین دربار مین بلائی جانی کی توقع نہین پہر کس دل سی قصیدہ لکہون صنعت شعر اعضای
و جوارح کا کام نہین دل چاہئی دماغ چاہئی ذوق چاہئی اومنگ چاہئی یہہ سامان کہان سی لاؤن
جو شعر کہون کہنڈ کیون کہون جو نسخہ رسکی عمر و لولہ شباب کہان رعایت فن اوسکی اسباب کہان
انا للہ و انا الیہ راجعون پیر و مرشد کو سلام نیاز پہونچی کف الخضیب صور جنوبی مین سی ایک صورت
ہی اوسکی طلوع کا حال مجھکو کچہہ معلوم نہین اہل فن شناسان ہند کو اسکا کچہ حال معلوم نہین اور اونکی
زبان مین اسکا نام ہی یقین ہے کہ نہو گا قبول دعا وقت طلوع منجملہ مضامین شعری جیسے کتان کا پرتو ماہ مین
پہٹ جانا اور زمردی افعی کا اندہا ہو جانا صفاالدولہ کہ افعی تلاش کر کر منگوایا اور قطعات زمرد اسکے
محاذی چشم رکہی کچہ اثر ظاہر نہوا ایران و روم و فرنگ سے انواع کپڑی منگائی چاندنی مین پہیلائی مگر کاہی نہین ۱۲
تحویل آفتاب حمل کے باب مین گفتگو بات یہ ہے کہ ۲۲ مارچ کو واقع ہوتی ہی کبہی ۲۱ کبہی ۲۳ ہی پڑتی ہی اس سے تجاوز نہین
رہا طالع وقت تحویل درست کرنا بی کتب فن او سلیقہ علم ممکن نہین میری پاس یہ دونون باتین نہین
بیت ندانم کہ گیتی چسان میرود ٭ جز اینکہ چہ بد در جہان میرود ٭ مین تو اب روز و شب اس فکر مین
ہون کہ زندگی تو یون گذری اب دیکہئی موت کیسی ہو شعر عمر بہر دیکہا کیا مرنیکی راہ مرگئی پر دیکہئی

مگر کسی پر دکھلایا نہیں گیا۔ یہ میرے شعر ہیں اور میرے ہی حسب حال ہیں سکہ کا وار تو مجھ پر ایسا چلا
جیسے کوئی چھرا یا گولی گر اب کس سے کہوں کسکو گواہ لاؤں یہہ دونوں سکے ایک وقت میں
کہے گئے ہیں یعنی جب بہادر شاہ تخت پر بیٹھے تو ذوق نے یہہ دو سکے کہہ کر گذرانے بادشاہ نے
پسند کئے مولوی محمد باقر جو ذوق کے معتقدین میں تھے اونہوں نے دلی اردو اخبار میں یہہ دونوں
سکے چھاپے اس سے علاوہ اب وہ لوگ موجود ہیں کہ جنہوں نے اوس زمانہ میں مرشد آباد اور
کلکتہ میں یہہ سکے سنے ہیں اور اونکو یاد ہیں اب یہہ دونوں سکے سرکار کے نزدیک میرے کہے ہوے
اور گذرانے ہوئے ثابت ہوئے ہیں ہر چند قلمرو ہند میں دلی اردو اخبار کا پرچہ ڈھونڈھا
کہیں ہاتھہ نہ آیا یہہ دہبا مجھپر رہا پنشن بھی گئی اور وہ ریاست کا نام و نشان خلعت و دربار بھی گیا
خیر جو کچھ ہوا چونکہ موافق رضاے الہی کے ہے اوسکا گلہ کیا شعر چون جنبش سپہر بہ فرمان داور است
بیداد بود آنچہ بما آسمان دہد یہہ تحریر بطریق حکایت ہے نہ بسبیل شکایت گویند از ابو الحسن
خرقانی رحمۃ اللہ علیہ پرسش رفت کہ چون حالی داری فرمود کدام حال خواہد بود کسی را
کہ خدا ازوی قرض طلبد و پیغمبر سنت زنان خواہد و ملک الموت جان قصہ مختصر اب زیست
بامید مرگ ہے قاطع برہان جو دہری صاحب کے شرکے اجزا کے ساتھہ بھیجا جائے گا مقابلہ برہان
قاطع منطبعہ دیکھا جائے اور بے حیف بے سبیل از راہ انصاف دیکھا جائے مرشد زادوں کو سلام
مسنون اور دعاے افزونی عمر و دولت پہونچے الضیا میرے شفیق آپکا خط آیا اور اوسکے آنے نے میرا
رنجکا وسوسہ میرے دلسے مٹایا ایک قاعدہ آپکو بتاتا ہوں اگر اوسکو منظور کیجے گا تو خطوط کے
پہونچنے کا احتمال اوٹہہ جائیگا اور جستجو کا درد سر جاتا رہیگا آدھ آنہ نہ سہی
ایک آنہ سہی آپ بھی خط بیرنگ بہنچا کیجے اور میں بھی بیرنگ بہنچا کروں اشتامپ
ہیڈ خطوط تلف بہت ہوتے ہیں اس قاعدہ کا جیسا کہ میں +

واضح ہوا ہوں یاد ہی ہی ہوا اور یہہ خط میرنگ پہنچا ۱۲ پنشن جاری ہوگئی ہین بگڑا ہوا درپیہ لگیا بعد ادای قرض بعد ۱۱ بچی اب ۱۱ ماہ روپیہ ملتا ہی مگر یہی تین ہمینے ستمبر اکتوبر نومبر ملینگے دسمبر ۱۸۶۱ء علیسوی سی تنخواہ ششماہی ہوجائیگی اس سے بدتر یہہ بات ہے کہ چار روپیہ سیکڑا سالانہ عموماً وضع ہوا کریگا اوس حساب سی میری حصہ مین ڈہائی روپیہ مہینا آیا ۲۸ کی ساتہہ رہینگے کچہہ رام پور سی ماہ بماہ آتا ہی یہ دو نو آمد نین ملکر خوش و ناخوش گذارا ہوا جاتا ہی یہان شہر ڈہہ رہا ہی بڑی بڑی بازار یعنی خاص بازار اور اردو بازار اور خانم کا بازار کہ ہر ایک بجائی خود ایک قصبہ تہا اب پتا ہی نہین صاحبان امکنہ اور دکاکین نہین بتا سکتے کہ ہمارا مکان کہان تہا اور دکان کہان تہی برسات بہر مینہہ نہین برسا آب تیشہ وکلند کی طغیانی سی مکانات گر گئے غلہ گران ہی موت ارزان ہی میوہ کی مول اناج بکتا ہی ماش کیچ دال ۸ سیر باجرا ۱۲ سیر گیہون ۱۳ سیر چنی ۱۶ سیر گہی ۱۰ سیر ترکاری مہنگے ان سب باتون سی بڑہکر یہہ بات ہی کہ کوار کا مہینا جسے جاڑ ایکا دوار کہتے ہین پانی گرم و ہوا تیز زور لو چلتی ہی جیٹہہ اساڈہ کیسے گرمی پڑتی ہی حضرت رفعت درجت جناب صاحب عالم کی خدمت مین دوستانہ سلام اور مریدانہ بندگی بہ انکسار تمام عرض کرتا ہون حضرت کو کس راہ سی میری آنی کا انتظار ہی مینی مرشد زادہ کی خط مین کب اپنا عزم لکہا یا کسینے ایسی میری زبانی کہا کہ آپ روز روانگی کی تقرر سی اطلاع چاہتے مین ہان اگلی قدمبوسی کے تمنا اور انوار الدولہ کی دیدار کی آرزو حد سی زیادہ ہے اور اب یہ جانتا ہون کہ یہ آرزو گور مین لیجاونگا تنخواہ کی اجرا کا حال اور مستقبل مین اوسکی وصول کی صورت اون سطرون سی جو آغاز مکتوب مین جو دہری عبد الغفور صاحب کیخدمت مین لکہے گئی ہین مدرہ و داد شہر معلوم کر لیجیگا لالہ گوبند پرشاد صاحب ہنوز میری پاس نہین آئی مین دنیادار نہین فقیر

فقیر خاکسار ہون تواضع میری خو ہی انجاح مقاصد خلق مین حتی الوسع کمی کرون تو
ایمان نصیب ہے انشاء اللہ العزیز وہ فقیر سی راضی و خوشنود رہینگے ۲ جناب مستطاب حضرت مجمع
امیر صاحب کی خدمت مین بعد سلام نیاز یہہ گزارش ہی کہ میری پاس حضرت کا سلام پیام
اونکی پاس کی کبھی نہین پہنچا اب ان سطور کو اپنا ذریعہ افتخار سمجھا اور نوید مقدم مبارک سے
بہت خوش ہوا یہہ جو خانہ کوچی و گریزپائی اور بی اطمینان کا اونکو مجہپر گمان اور اوسکا رنج
ہی یہہ کسی خلاف واقع اونکی کہا ہی مین مع زن و فرزند ہر وقت اسی شہر مین قلزم خون کا
شناور رہا ہون دروازہ سی باہر قدم نہین رکہا نہ پکڑا گیا نہ نکالا گیا نہ قید ہوا نہ مارا گیا کیا عرض
کردن کہ میری خدانے مجہپر عنایت کی اور کیا نفس مطمئنہ بخشا جان و مال او پر کی تحریر سی دریافت
دابرو مین کسی طرح کا فرق نہین آیا تنخواہ جسکو حضرت نے یومیہ لقب دیا ہی اوسکا حال دریافت
ہو گا فقیر کو اپنا دوست و معتقد و مشتاق تصور فرماتی رہی گا مرشدزادہ مرتضوی دودمان
سید شاہ عالم کو سلام و دعا پہنچی صاحب سے مجھسے ملاقات کمتر ہے نہین ہی اونکو کثرت اشغال سے
فرصت نہین مجکو افراط ضعف سی طاقت نہین اگر بحسب اتفاق کہین ملاقات ہو گئی تو آپکا
سلام کہدونگا آپ اپنی اخوان عالی شان کو میرا سلام پہنچا دیجی گا مصرعہ بندہ شاہ شمائیم
وثنا خوان شما ایضاً میری شفیق چودہری عبد الغفور صاحب اپنی خط اور قصیدہ بہیجی گا
مجکو شکر گزار اور قصیدہ سابق کی اتبک اصلاح نہ پانی سی شرمسار تصور فرمائین اور ان
دونون قصیدون کی باہم پہونچنی کا انتظار کرین شعر نوید وصل ویم میدہد ستارہ
شناس ❊ نکردہ زرف نگاہی مگر در اختر من ❊ تحقیق کہ اب روی سخن جناب فیض
نصاب جامع مدارج جمع الجمع بزم وحدت کی فروزندہ شمع مستغرق مشاہدہ شاہد
ذات حضرت صاحب عالم صاحب قدسی صفات کی طرف ہی اور یہ شعر افتتاح کلام

ہی پہلی کچھ باتین کہ یاد ہی انتظار مین خارج بحث معلوم ہوتی لکھی جاتی ہین مین پانچ برس
کا تھا کہ میرا باپ مرا نو برس کا تھا کہ چچا مرا اوسکی جاگیر کی عوض میری اور میری شرکا حقیقی کے
واسطے شامل جاگیر نواب احمد بخش خان دس ہزار روپیہ سال مقرر ہوی اونہون نے نہ دی مگر تین
ہزار روپیہ سال اوسمین سی خاص میری ذات کا حصہ ساڑھی سات سو سال ہینی سرکار انگریزی مین یہ
غبن ظاہر کیا کولبرک صاحب بہادر رزیڈنٹ دہلی و ستر لنگ صاحب بہادر سکرتر گورنمنٹ کلکتہ کے
متفق ہوی میرا حق دلانی پہ رزیڈنٹ معزول ہوگئی سکرتر مرگ ناگاہ مرگئی بعد ایک زمانی
بادشاہ دہلی نی پچاس روپیہ مہینا مقرر کیا اونکی ولیعہد نی چار سو روپیہ سال ولیعہد اس
تقرر کے دو برس کی بعد مرگئی واجد علی شاہ بادشاہ اودہ کی سرکار سی بہ صلہ مدح گستری پانسو روپیہ
سال مقرر ہوی وہ بھی دو برس سی زیادہ نہ جیی یعنی اگرچہ اب تک جیتی ہین مگر سلطنت جاتی رہی
اور تباہی سلطنت دو ہی برس مین ہوئی دلی کی سلطنت کچھ سخت جان تھی سات برس
مجکو روٹی دیکر بگڑی ایسی طالع کس اور محسن کش کہان پیدا ہوتی ہین اب مین جو والی دکن
کی طرف رجوع کرون یاد رہی کہ متوسط یا مر جائیگا یا معزول ہو جائیگا اور اگر یہ دونو امر
واقع نہوی تو کوشش اوسکی ضایع جای گی اور والی شہر مجکو کچھ نہ دیگا اور احیانا اگر
اوسنی سلوک کیا تو ریاست خاک مین مل جائیگی اور ملک مین گدہی کی ہل پہر جائینگی ای خداوند
بندہ پرور یہ سب باتین وقوعی اور واقعی ہین اگر ان سی قطع نظر کرکے قصیدہ کا قصد کرون
قصد تو نہین کرسکتا ہون تمام کون کریگا سوای ایک ملکہ کی کہ وہ پچاس پچپن برس کے
مشق کا نتیجہ ہی کوئی قوت باقی نہین رہی کبھی جو سابق کی اپنی نظم و نثر دیکھتا ہون تو یہ
جانتا ہون کہ یہ تحریر میری ہی مگر حیران رہتا ہون کہ مین نے یہ نثر کیونکر لکھی تھی اور کیونکر یہ
شعر کہی تھی عبدالقادر بیدل کا یہ مصرعہ گویا میری زبان سی ہی ع عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ

پایان عمر ہی دل و دماغ جواب دے چکے ہین سو روپیہ ماہ پورے کے سال ہے روپیہ تنخواہ کے روٹی کہانیکو
بہت ہین گرانی اور ارزانی امور علمیہ مین سے ہی دنیا کی کلام خوش و نا خوش چلی جاتی ہین قافلہ کے
قافلہ آمادہ رحیل ہین دیکہو منشی نبی بخش مجہہ سی عمر مین چہوٹے تہی ماہ گذشتہ مین گزر گئی مجہہ مین
قصیدہ کے لکہنے کی قدرت کہان اگر ارادہ کرون تو فرصت کہان قصیدہ لکہون ایکی بار
بہیجون آپ دکن کو بہیجین متوسط کیپ پیش کرنیکا موقع پایہ پیشکی پر کیا پیش ای ان مراحل کے
طے ہونی تک مین کیون جیونگا انا للہ وانا الیہ راجعون لا الہ الا اللہ ولا معبود الا اللہ ولا موجود
الا اللہ کان اللہ ولم یکن معہ شیئا واللہ الان کما کان **صاحب عالم کی نام** بعد حمد خداوند
و نعت رسول صلے اللہ علیہ والہ وسلم پہلی قبلہ روح و روان جناب صاحب عالم صاحب کو
بندگی اور حضرت مقبول عالم کی شادی کی مبارکباد کیا عرض کرون کہ میرا کیا حال ہی اضمحلال
قوی کا حال مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی دوست ایسا کہ جسمی تکلف کی ملاقات ہی آجای تو اوٹہ
بیٹہا ہون ورنہ پڑا رہتا ہون جو کچہ لکہنا ہوتا ہے وہ ہی اکثر لیٹے لیٹے لکہتا ہون آج دوپہر کو
میر عبد العزیز صاحب آئی مین بلاہ وپہر مین پلنگ پر لیٹا ہوا تہا انکو دیکہکر اوٹہا مصافحہ
کیا انہون نے جناب شاہ عالم کا خط معہ مسودات اشعار دیا اور فرمایا کہ پرسون جاونگا عرض
کیا کہا کہ کل آخر روز آپ تشریف لائین خط کا جواب اور اصلاحی مسودہ لیجائین وہ تشریف لے گئے
اور مین لیٹ رہا لیکن سونیکی عادت نہین ہی جی مین کہا او بیکار کیون رہو خط کا جواب آج لکہ رکہو
بلکہ کہتی کون لڑکونکی دوات قلم مونڈہی پر پلنگ کے پاس رکہہ لیے ادب مقتضی اسکا ہوا کہ آغاز نامہ نامی
اقدس ہو حضرت نسخہ قاطع برہان تیری جو پہی نظر مین مکمل ہوکر مسودات ایک کاتب کے
ہوئی ہے جزو لکہی گئی کم و بیش دو جزو باقی ہین پرسون تک آجائین بعد اسکے انطباع کی فکر ہو گی
جب وہ عزیمت انضباط پذیر ہو جائیگی حضرت کی نظر سے ہی مشرف پائیگی حضرت سید عالم کو نیاز خود شاہ عالم کو

چودهری صاحب کو نه نیاز نه سلام صرف یهه پیام که هم تمهاری خط کو مفرح روح سمجهتے هی باتون کا
فرا ملنا تها خیر و عافیت معلوم هو جاتی تهی وه وظیفه روحانی منقطع کیون هوا صاحب یه رد شد
اچهی هین گاه گاه ارسال رسائل کا طور نباهی ۱۲ چودهری عبد الغفور کی نام حضرت چودهری
عنایت نامه سابق بیت تها تو خط پر تها جواب طلب ۱۲ کوئی اوس کا جواب کیا لکهتا آج
دو پهر کو یهه خط پهونچا آج هی آخر روز جواب لکهکر رکهه چهوڑتا هون کل صبح کو بشرط حیات
ڈاک مین بهجوا دون گا قاطع برهان کی مجلدات جو بموجب توقیع خریداری میری ملک مین
وه اول جولائی مین میری پاس اور اون مین سی دو مجلد آخر جولائی مین آپکی پاس بهیجے گئے
ایک آپ پهنے دینگے اور ایک پیر و مرشد کی نذر کرینگے انشاء الله العلی العظیم ۱۲ شعر چند فیض
تعلق معجز کلکش نگردد ۱۲ گر رود صد ساله ره پیش نظر باشد همان ۱۲ یهه شعر مولانا نور الدین ظهوری
رحمة الله علیه کا ممدوح کی خوشنویسی کی تعریف مین هی مبالغه سرحد تبلیغ اور غلو کو
پهنچ گیا هی خلاصه یهه که اوسکا لکها هوا قطعه یا کوئی عبارت سو برس کی راه پر سی آدمی کو
نظر آتا هی وجهه اسکی یه که حرف بهت روشن اور صاف و جلی هین اور چون که یهه امر بحسب
عادت و عقل ممتنع هی اس روسی اسکو معجزه قلم کها اور چونکه معجزه خرق عادت هی اور خرق
عادت ایک امر هی مسلمات جمهور مین سی پس منکر کو گنجائش انکار نهی یهان یهه خیال تها که
که فیض تعلق بیکار رهتا هی مین کهتا هون که وه حسن الهام هی یعنی نگاه کو از انجا که نظاره
مشتاق حسن هی اوس خط سی وه تعلق بهم پهنچا هی که اگر وه خط سو برس کی راه پر هو تو بهی
نگاه اوس سے متعلق رهتی هی جیسے طائر کو اپنا آشیانه اور مسافر کو اپنا وطن اور
عاشق کو معشوق کا خط و خال مسافت بعیده سی پیش نظر رهتا هی چاهو ایک معلول
کی دو علت سمجهو فیض تعلق مذکور اور حسن خط مقدر چاهو فیض تعلق کو ادعا کهو اور حسن

حسن خط جو تقدیر مین ہی اوسکو سبب سمجھو تعلق کا اور ہو کہ جانو دعا کا سنو دعوی کیواسطے
دلیل موضوع ہی ادعا کو دلیل ضرور نہین ہی ہان ادعا پر تاکید طریقہ بلاغت ہی یہہ
لطائف معنوی خاص اس بزرگ کی حصہ مین آئی ہین مین جانتا ہون مشتری اور عطارد
نی بلکہ ایک صورت پکڑی تہی اوسکا اسم نورالدین اور تخلص ظہوری تہا اللہ اللہ فرماتا ہی
شعر مروت اگر دست شبہا بر تو سیر بام و در لازم نمی باشد چراغی خانہای بی نوایان را ظہوری
کا ممدوح اور معشوق ایک ہی یعنی سلطان جلیل القدر ابراہیم عادل شاہ بادشاہ ہونکی
منظر بلند ہوتی ہین اور کیا بعید ہی کہ رعایا ملازمین مین سی کچہ لوگ زیر قصر رہتی ہون
اسواسطے بادشاہ ذیکو اوس منظر بلند پر نہین چڑہنا کہ مبادا رعیت یا ملازمونکی جورو بیٹیان
نظر آئین رانکو اونکی گہر تاریک ہوتی ہین اگر کوئی بلند مکان پر چڑہا تو کچہ نظر نہ آئیگا یہہ
ملاحظہ ہوئی عفت کی اور عفت ایک فضیلت ہی فضائل اربعہ مین سی اب ابہام کو سونچی ممدوح نی
راتونکو کوٹہی پر چڑہنا اپنی پر لازم کیا ہی اسواسطے کہ اون کی گہرون مین چراغ نہین
اگر کسیکو کسی گہر مین پیوند لگانا یا کوئی چیز ہی کی چیز گانٹہنی یا کسی مریض کا تفحص حال منظور
ہو تو وہ گہر اس ممدوح کی پرتو جمال سی روشن ہوجای چراغ کی حاجت باقی نرہی جو
شخص چاہی وہ کری مروت کی لفظ کا مزہ وجدانی ہی سوای اس لفظ کی کوئی لفظ بیان
کام نہین آتا اگر حفظ ناموس رعایا ہی تو مروت ہی اور اگر مفلسونکی کاربراری ہی تو مروت
ہی قالب معنی کی جان ہی ظہوری ناطقہ کی سرفرازی کا نشان ہی ظہوری زیادہ کیا
لکہون **ایضاً** جناب چودہری صاحب کو سلام پہونچی آپ نی اپنی مزاج کی ناسازی کا
حال کچہ نلکہا اگر پیر و مرشد بہی نہ لکہتی تو مین کیونکر اطلاع پاتا اور اگر اطلاع نپاتا
تو حصول صحت کی دعا کیونکر مانگتا کل سی وقت خاص مین دعا مانگ رہا ہون

یقین ہی کہ پہلی تم تندرست ہو جاوگی ازان بعد یہہ خط پاوگی ۱۲ اکبر صاحب اطراف و جوانب
سی ماہ نیم ماہ کی بہیجنے کا حکم بہیجتے ہین اور مین جہینپ کہتا ہون کہ جب مہر نیم روز کے عبارت کو
نہین سمجہتے تو ماہ نیم ماہ کو لیکر کیا کرینگے صاحب مہر نیمروز کی دیباچہ مین مینی لکہدیا ہے کہ اس کتاب کا
نام پرتوستان ہے، اور اسکی دو مجلد ہین پہلی جلد مین ابتدای خلعت عالم سی ہمایون کی سلطنت
تک کا ذکر دوسرے حصہ مین اکبر سی بہادر شاہ تک کے سلطنت کا عالم بیان پہلے حصہ کا نام مہر نیمروز دوسرے
حصہ کا اسم ماہ نیم ماہ بارے پہلی حصہ تمام ہوا چہاپا گیا جا بجا پہنچا قصد تہا جلال الدین اکبر کے
حالات کی لکہنے کا کہ امیر تیمور تک کا نام و نشان مٹ گیا ان دفتر اگا و خورد و گا و رقصاب
برد و قصاب در راہ مرد جو کتاب مینی لکہی ہی نہ وہ بہیجون کہانسے ۱۲ پیر و مرشد کو میری بندگی
اور صاحبزادون کو دعا خداوند مجہی مارہرہ بلاتی ہین اور میرا قصد مجہی یاد دلاتی ہین اون دنون
مین کہ دل بہی تہا اور طاقت بہی تہی شیخ محسن الدین مرحوم سے بطریق تمنا کہا گیا تہا کہ جی یون
چاہتا ہی کہ برساتین مارہرہ جاؤن اور دل کہولکر اور پیٹ بہر کر آم کہاؤن اب وہ دل کہانسے
لاؤن طاقت کہانسے پاؤن نہ آمون کی طرف وہ رغبت نہ معدہ مین اوتنی آمون کی گنجایش
بہار موسم مین ام نہ کہاتا تہا کہانی کی بعد مین آم نکہاتا تہا رات کو کچہ کہاتا ہی نہین
جو کہون من الطعام ہان آخر روز بعد ہضم معدی آم کہانے بیٹہ جاتا تہا بی تکلف عرض کرتا ہون اتنی آم کہاتا تہا پیٹ اپہر جاتا تہا اور دم پیٹ
مین نہ سماتا تہا کہاتا اب بہی اوسیوقت ہون مگر دس بارہ اگر پیوندی آم بڑی
ہوئی تو پانچ سات **بیت** دریغا کہ عہد جوانی گذشت ؎ جوانی مگو زندگانی گذشت
اسکے واسطے کیا سفر کرون مگر حضرت کا دیکہنا اوسکی واسطے متحمل رنج سفر ہون
تو جاڑی مین نہ برسات مین **ع** ای وای زمحرومی دیدار دگر ہیچ **ایضاً**

بندہ پرور بہت دنکی بعد پرسون آپکا خط آیا سرنامہ پر دستخط اور رنگ کے اور نام آپکا پایا دستخط
دیکہکر مفہوم ہوا خط کی پڑہنے سی معلوم ہوا کہ تمہاری دشمن لعارضہ تپ لرزہ رنجور ہین الحمد
اللہ ضعف کی یہہ شدت کہ خط کی لکہنے سے معذور ہین خدا وہ دن دکہائی کہ تمہارا خط تمہاری
دستخطی آئی سرنامہ دیکہکر دلکو فرحت ہو خط پڑہکر دونی مسرت ہو جب تک ایسا خط نہ آئی
گا دل سوازدہ آرام نہ پائی گا قاصد ڈاک کی راہ دیکہتا رہون گا جناب ایزدی مین سرگرم
دعا رہونگا آپکی عم عالیمقدار اور بزرگ امور کار کو میرا سلام معہ صنوف اشتیاق و
الوف احترام جناب چودہری صاحب آؤ ہم تم حضرت صاحب عالم کی پاس چلین اور اپنی آنکہین
اون کی کف پای مبارک سی ملین اپنا اتین سلام کرون گا تم معرف ہونا کہ غالب یہی ہے
اہل دہلی مین آپکی دیدار کا طالب یہی ہی مینی عزم قدمبوسی کیا پیر و مرشد نی مجہی گلی لگا لیا
فرماتی ہین کہ غالب تو اچہا ہی عرض کرتا ہون کہ الحمد للہ حضرت کا مزاج مقدس کیسا ہی
ارشاد ہوا کہ مولوی سید برکات حسن تیری تعریف بہت کرتی رہتی ہین جناب آپ اونکی خوبیان
ہین مین ایسا نہین ہون جیسا وہ کہتی ہین کاش وہ میری رنجوریکا حال کہتی ضعف قوی و ضجلال
کہتی تا کہ مین اونکی کلام کی تصدیق کرتا اونکی غمخواری و دردمند نوازی کا دم بہرتا ہی شعر در کمال
ضعفم نگسلد روان از تن ؛ اینکہ من نمی میرم ہم زناتوانیہاست ؛ حضرت میری گرفتاریکا نیا رنگ نکالا
بوستان خیال مجہے دیکہنے کا دانہ ڈالا مجہ مین اتنی طاقت ہو تو کہان کہ بلا سی نکر چہین جاؤن دام بر کرکی
دانہ زمین پر سے اوٹہاؤن حضرت سچ تو یون ہی کہ غمہای روزگار نی مجکو گہیر لیا ہی سانس نہین
لی سکتا اتنا تنگ کر دیا ہی ہر بات سو طرح سے خیال مین آئی پر دل نی کسیطرح تسلی نپائی اب دو باتین
سوچا ہون ایک تو یہہ کہ جب تک جیتا ہون یون ہے رہا کرون گا دوسری
یہہ آخر ایک نہ ایک دن مرونگا یہہ صغری و کبری دلنشین ہی نتیجہ اسکا تلیکن ہے یہ بات

شعر مختصر مرفی یہ ہو جسکی امید ہانا ایک ادسکی دیکہنا چاہیے حضرت شاہ عالم صاحب میرا
سلام بہیجی کاغذ باقی نہین رہا اہی سب بہائیون کو معہ میر وزیر علی صاحب میرا سلام
کہدیجی **ایضاً** جناب چودہری صاحب بہائی بہیکے کاغذ پہلا پیر و مرشد کی عبارت
یک طرف آپکی تحریر بہی مشوش ہوگئی پہر اسوگیا ہون مگر حضرت بصر ہنوز باقی ہی
تمہاری عبارت کا جو لفظ پڑہ لیا قرینہ سی اوسکا محاورہ بہی معلوم ہوگیا حضرت کی تحریر
کا ایک لفظ سوای سعادت توام شاہ عالم کی اگر پڑہا گیا ہو تو دیدی ہوئین ایمان نصیب
نہو وہ خط بدستور آپکی پاس واپس بہیجتا ہون اور ایک سفید کاغذ پر حرف بحرف اسکی
نقل کرکی پہر مجہی بہیجدیجی تاکہ اوسکی جواب لکہنی مین سعادت حاصل کرون لیکن
بہت جلد بہت جلد آپکی نگارش سے اتنا دریافت ہوگیا کہ آپ اچہی ہین الحمد للہ احباب
عمتاز علیخان صاحب کہان اور ہار ہرہ کہان بہرحال میرا سلام **ایضاً** چودہری صاحب
مشفق مکرم کو میرا سلام آپکا خط کہ سوای چند سطر کی جو تمنی لکہی ہین سراسر حضرت صاحب
کا دستخطی تہا پہونچا سبحان اللہ حضرت کو کسقدر محبت ہی تمہاری ساتہہ تمہاری ناسازی
مزاج کا کیسا ملال اور تمہاری دیکہنے کا کیسا رنج ہی سچ یون ہی کہ تم خوبان روزگار
مین سی ہو توقیع قبول اہل نظر کا حاصل ہونا آسان نہین ہی سلامت رہو خوش رہو مختصر
مصرعہ کارت بجہان جملہ جہان باد کہ خواہی ۱۲ خدمت ندام مخدوم خادم نواز مین بعد
تسلیم معروض ہی نفقہ نامہ سامی مین صورت عز و شرف نظر آئی اللہ اللہ تمنی میری نظر مین
میری آبرو بڑہائی حضرت کی قدردانی کی کیابات ہی آپکا التفات موجب مباہات ہے
یہہ بات بطریق طی لسان زبان پر آئی ہی ورنہ قدردانی کیسی یہہ قدر افزائی ہی نظیری
علیہ الرحمۃ کا شعر ایک کاغذ پر لکہہ کر میری گلی مین ڈال دیجی اور زمرۂ شعرا مین سی مجکو نکال

انچہ از مولوی محمد نجم الدین صاحب موصول نمودہ

لکالدیجی شعر یہ ہی شعر جو ہر بیش من در تہہ زنگار بماند ۱۱ انکہ آئینہ من ساخت بپرداخت
دریغ ۱۱ دعوی اور چیز ہی اور کمال اور ہی علم عربی اور شی ہی اور فارسی کی حقیقت حال اور ہے
جلال الدین طباطبائی رحمۃ اللہ علیہ نے شیدائی ہندی کو ایک رقعہ لکھا ہی عبارت اسوقت یاد نہیں
آتی مگر یہ مضمون اوسکا ہی کہ ایکدن مولانائی عرفی علیہ الرحمۃ اور ابو الفضل ابن مبارک سے مباحثہ
ہوا شیخ نے عرفی سے کہا کہ ہمنے تحقیق کو لیبر خدا فراط پہونچا دیا اور فارسیمین خوب کمال پیدا کیا
عرفی نے کہا کہ اسکو کیا کروگی کہ ہمنے جب سے ہوش سنبھالا اپنی گہر کی عورتوں اور بڈہیوں سے
جو بات سنی فارسی ہین سنی شیخ گفت ما فارسی از انوری و خاقانی فرا گرفتہ ایم و شما از پیرزالان
آموختہ اید عرفی فرمود انوری و خاقانی نیز از پیر زنان آموختہ باشند ختم غالب کہتا ہے
کہ ہندوستان کی سخنوروں مین حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ کی سوا کوئی اوستاد مسلم
الثبوت نہین ہوا خسرو کیخسرو قلمرو سخن طرازی ہی ہاں حکیم نظامی گنجوی ہم طرح سعدی
شیرازی ہی جو فیضی بہی نغز گوئی مین مشہور ہی کلام اوسکا پسندیدہ جمہور ہے دیکہو عبد القادر
بدایونی کیا لکہتا ہی نہ ہی سیاہی فالیز آرزو و فقیر اور شیدا اور بہار وغیرہم انہین ہین آگی ناصر علی
اور بیدل اور غنیمت انکی فارسی کیا ہر ایک کا کلام بنظر انصاف دیکہیے ہاتہ کنگن کو آرسی کیا
منت اور یکین اور واقف اور قتیل یہ تو اس قابل ہی نہین کہ انکا نام لیجیے ہاں حضرات جو عالم
علوم عربیہ کے شخص ہین جیسون فاضل کہلائین کلام مین انکی مزا کہان ایرانیون کیسی داد کہان
فارسی کی قاعدہ دانی ہین اگر کلام ہی اوسمین بیرومی قیاس ایک ایسی عام ہی وارستہ سیالکوٹی
نی خان آرزو کی تحقیق پر سو جگہہ اعتراض کیا ہی اور ہر اعتراض بجا ہی باینہمہ یہ بہی جہان اپنی
قیاس بیجا آمنہ کی کہتا ہی مولوی احسان اللہ ممتاز کو ضایع لفظے مین دستگاہ اچھی تہی مگر
شیوہ ورد و شنکو خوب ست گئی فارسی وہ کیا جانین قاضی محمد صادق اختر عالم ہو گئے شاعری ادنکو کیا

علاقہ ایک بات حضرت کو اور معلوم رہی کہ ہندی فارسی والون کی کمال کو وہم مین سمجھ رکہا ہی کالپی کی نواب زادون سی ایک صاحب قتیل کی شاگرد تہی مینی ایک رقعہ قتیل کا اونکی نام کا دیکہا ہی کہ قتیل اونکو لکہتا ہی کہ جامہ گذاشتن بمعنے مردن مسلم لیکن بہت احتیاط کیا کرو موقع دیکہہ لیا کرو جب لکہا کرو مین کہتا ہون کہ احتیاط کیا اور موقع کیا فلان مرد بیجان جامہ گذاشت پہر وہ کہتا ہی کہ کلمہ کے سات سوای پانچ سات لفظ کی اور لفظ کو ترکیب ندو پہر فرماتا ہی کہ ہمہ کی لفظ کو جمع کے ساتہہ لاؤ مفرد سی نملاؤ نقل ہی مینی دستنبو مین لکہا ہے کہ ہمہ کس داند ایک شخص نے کہ وہ بہی مولوی کہلاتا ہے میری غیبت مین کہا کہ ہمہ کس داند کیا ترکیب ہی ایک لڑکا میرا شاگرد وہان موجود تہا اوسنی کہا کہ یہ ترکیب بعینہ صائب کی ہی جسکا یہ کہ وہ کہتا ہی **شعر** ہمہ کس طالب آن سرو روان ست اینجا ؎ آب حیوان زنفس سوختگانست اینجا اوسنی کہا کہ تمہارا استاد حاشا للہ کو ماقبل کلمہ منفے لایا ہی اور یہہ جایز نہین **مصرع** حاشا للہ کہ بدبسگویم ؎ میری شاگرد نی کہا کہ یہ ترکیب انوری کی ہی ؎ حاشا للہ مرا ملکہ ملکہ نبود یا سگ گوئی تو این زہرہ دیار و مجال ؎ مولوی ہدایت علی تمکین کا آج تک مینی نام نہین سنا تہا چہپی ہوئی رستم مین صبا اگرچہ اصفہانی نژاد تہا مگر فارسی شاہ جہان آباد تہا انتقام کشیدن و انتقام گرفتن دونون لیل گیا مولوی صاحب لکہ فارسی کو لکہتی ہین لاحول و لا قوۃ الا باللہ کلیم بروزن فعیل صیغہ اسم فاعل ہی مثل کریم و رحیم و لنیز و سمیع و بصیر و رحیم اسمار الہی ہین کلیم اگر بمعنی ہم کلام لیجئے تو ہم الہی اسکو کیونکر قرار دیجئے حضرت کا مصرعہ ہست کلامی ز کلام کلیم ؎ مخدوش البتہ ہی یعنی یا کلمہ از کلام کلیم یا کلامی از کلمات کلیم چاہئی کلامی از کلام مفرد مین ہے مفرد کو نکالا جائے تو جایز ہو گو باشد ہرگز محل تردد نہین اد ہام و سادسہ قواعد مین پیش نہین جاتی ہی کرلی کہ از خزانہ عیب ؎ ہرگز یای معروف نہین ہی یای مجہول ہی یای معروف یہان نا مقبول ہی عدای کو پالاہی یوسف آفرید ؎ الیا خدا

خدا ایسا کرے اس تحتانی کو یای وحدت کہو یای توصیف کہو یای تعظیم کہو جس طرح کہو مجہول اگلی

ایضاً بندہ پرور پرسون تمہارا خط آیا آج جواب لکہہ کہتا ہون کل ڈاک مین بہجوا دونگا میرا حال کیو نپوچہو اپنی کو دیکہو جو تمہارا ڈہنگ ہے وہی میرا رنگ ہی شور و اورام مرض خاص اور رنج عام یا ایک اجمال دوسرا اجمال سنو کہ مہینا بہر سی صاحب فراش ہون صبح سی شام تک شام سی صبح تک پلنگ پر پڑا رہتا ہون محل سرای اگرچہ دیوان خانہ کی بہت قریب ہے پر کیا امکان جو جا سکون صبح کو نو بجی کہانا یہین آجاتا ہی پلنگ پر سی کہسک پڑا ہاتہہ مونہہ دہو کر کہانا کہایا پہر ہات دہوی کلی کی پلنگ پر جا پڑا پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی اوٹہا اور حاجتی مین پیشاب کیا اور پڑ رہا مدتوں سے یہ مرض ہی کہ پیشاب جلد جلد آتا ہے اس صاحب فراش ہونیکو دیکہو اور دم بدم تقاضای بول کو دیکہو یا جانتی اگرچہ ذرات مین ایکبار جاتا ہون مگر صعوبت کو تصور کرو ایک پہوڑا داہنی پہلو مین جسکو ساعد کہتی ہین دو پہوڑی بائین پہونچی مین یہ سہل ہین بائین پانو مین کف پا و پشت پا سی لیکر آدہی پنڈلی تک ورم اور ورم بہی سخت محللات و رادعات سی کچہہ نہوا اب تجویز ہے کہ نیب کا پہریا باندہی جب پکی پہوٹی تب مرہم لگانی کہو جب لف پائین جراحت کا عمل ہوا تو قیام کا کہان ٹہکانا یہہ حال جیسا کہ مین اوپر لکہہ آیا ہون مجمل اور جزئی ہی ۱۲ میرا قیاس اسکا مقتضی ہی کہ پیر و مرشد حضرت عالم مجہہ سے آزردہ ہین اور وجہہ اوسکی یہہ ہی کہ مینی ممتاز و اختر کی شاعری کو ناقص کہا تہا اس رقعہ مین ایک میزان عرض کرتا ہون حضرت صاحب ان صاحبون کی کلام کو یعنی ہندیونکی اشعار کو قتیل و واقف سی لیکر بیدل و ناصر علی تک اس میزان مین تولین میزان یہ ہی رودکی و فردوسی سی لیکر خاقانی و سنائی و انوری وغیرہم تک ایک گروہ ان حضرات کا کلام تہوڑے تہوڑے تفاوت سے ایک وضع پر ہی پہر حضرت سعدی طرز خاص کے موجد ہوئے سعدی و جامی و ہلالی یہہ اشخاص متعدد نہین نکلی اور ایک شیوہ خاص کا موجد ہوا جسکو فغانی نے نازک کر کے معانی بلند اس شیوہ کے

تکمیل کی ظہوری و نظیری و عرفی و نوعی ہی سبحان اللہ غالب سخن مین جان پڑ گئی اس روش کو بعد
اسکے صاحبان طبع نی سلاست کا چرچا دیا صائب و کلیم و سلیم و قدسی و حکیم شفائی اسی
زمرہ مین ہین بیدلی و اسد و فردوسی یہہ شیوہ سعدی کی وقت مین ترک ہوا اور سعدی کی
طرز فی سبب سہل ممتنع ہونیکی رواج نپایا فغانی کا انداز پہیلا اور اوسمین نئی نئی رنگ پیدا
ہو گئی تو اب طرزین تین ٹہری ہین خاقانی اوسکی اقران ظہوری اوسکی مثال صائب
اوسکی نظایر خالصاً للہ ممتاز و اختر وغیرہم کا کلام ان تین طرزون سی کس طرز پر ہی آپ نی
فرمایا کہ یہ طرز اور ہی ہی پس تو ہمنے جانا کہ یہ طرز جو ہی ہی کیا کہنا ہی خوب طرز ہی اچہی طرز ہی
مگر فارسی نہین ہی ہندی ہی دار الضرب شاہی کا سکہ نہین ہی ٹکسال باہر ہی داد داد انصاف
انصاف **قطعہ** اگرچہ شاعران نغز گفتار ٭ ز یک جام اند در بزم سخن مست ٭ ولی با بادہ بعضی
حریفان ٭ خمار چشم ساقی نیز پیوست ٭ مشو منکر کہ در اشعار این قوم ٭ ورای شاعری چیزی
دگر ہست ٭ وہ چیز اگر حصے مین پارسیون کے آئی ہی یان اردو زبان مین اہل ہند کی وہ چیز پائی ہی میر تقی
علیہ الرحمۃ **بیت** بدنام ہو گی جانی ہی دو امتحان کو ٭ رکہیگا کون تمسے عزیز اپنی جان کو سودا
بیت دکہلائی لیجا کی تجہی مصر کا بازار ٭ خواہان نہین لیکن کوئی وہان جنس گران کا ٭
قایم سے قایم اب تجہسے طلب بوسکی کیونکر مانگون ٭ ہی تو ناداں مگر اتنا بد آموز نہین ٭ مومن
خان **شعر** تم مری پاس ہوتی ہو گویا ٭ جب کوئی دوسرا نہین ہوتا ٭ ناسخ کی ہان نشتر
ہان بہت یہہ تیز نشتر ہین مگر مجہی انکا کوئی شعر اسوقت یاد نہین آتا یاد کیا آوی لیٹا ہوا
ہون دمبدم پانو کی ورم کی ٹیس ہوش اوڑائی دیتی ہی انا للہ وانا الیہ راجعون **ایضاً**
ایک عبارت لکہتا ہون چونکہ لفافہ جناب چودہری عبد الغفور صاحب کے نام کا ہوگا پہلی وہ
پڑہین پہر میری پیر و مرشد کی نظر سی گذرانین پہر مرشد زادہ شاہ عالم صاحب کو

کو دیکہا ہین پرسون سی فساد خون کی عوارض مین مبتلا ہون پہوڑو اورام مین الجہ رہا ہون
برسون سی اوجاع سہتی سہتی روح تحلیل ہوگئی نشست و برخاست کی طاقت نہ رہی اور پہوڑی
تو خیر مگر دونون پنڈلیون مین ٹخنون کی قریب دو پہوڑی ہین کہرا ہوا اور پنڈلیون کی ہڈیان چرچنے
لگین اور رگین پہٹنے لگین پانوٴن پر ورم کف پا ہی جہان وہ پہوڑا ہی پنڈلی پر ورم ہی اتنا
پڑا رہتا ہون پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہی کہل پڑا بعد رفع حاجت پہر لیٹ رہا سے
صورتی روٹی کہاتا ہون اشعار کی اصلاح یک قلم موقوف خطوط ضروری لیٹی لیٹی لکہتا ہون
دو خط چودہری صاحب کے آئی اور ایک خط شاہ عالم صاحب کا اور دو خط حضرت صاحب کے
آئی جواب نہ لکہہ سکا آج اُنہی کو یعنی دیگر مرد نا یاحب یہ عبارت لکہی چودہری صاحب کو
سلام شاہ عالم صاحب کو حضرت صاحب کو بندگی ایضاً ایضاً جناب منشی ممتاز علیخان صاحب
ماہرہ پہونچی صاحب تو سیاح گیتی نورد ثانی مخدوم جہانیان جہان گرد ہین بہرحال آپ نے
دیباچہ بہت اچہا لکہا ہی کتاب کو اس سے رونق ہو جاے گی نظم مین وہ پایہ بلند کہ شعری
اوسکی شعر سے ثانی انجم نثار کرے خود بلا گردان ہو تو نہ سہی ہر مصرعہ سے فصل سبحان نثار کرے
صدقہ قربان ہو وار کرے یعنی حملہ کرتے ہی اور وہ جو آپکا مقصود ہی اون معنون مین وارنا
اور وار ہی آیا ہی نہ وار کرنا اور وار کرے آپکو یاد ہوگا کہ چند سطرین یعنی بہزار دشواری لکہکر بہیجی
بہیجین نہایت خواہش یہ ہی کہ یہی سطرین میری مخدوم اور مخدوم زادہ کی نظر سی گذر جائین
آج ایک خط یعنی پیر و مرشد کا اور پایا وہ ابہی یعنین پڑہا مگر شاہ عالم صاحب اوس خط کی پشت پر
لکہتے ہین کہ تو نی میری خط کا جواب نہین لکہا حالانکہ مین اون سطرون مین یہ لکہہ چکا ہون
کہ نہ مجہی تحریر کی طاقت نہ اصلاح کی ہوش ابکیات کو دس بار کیا لکہون اب میرا انجام کار دو
طرح پر متصور ہی یا صحت یا مرگ پہلی صورت مین خود اطلاع دونگا دوسری صورت مین سب احباب

خارج ہی سن لیتے گئے یہہ سطرین لیٹی لیٹی لکہی ہین دوسری فصل نواب انور الدولہ
سعد الدین خان بہادر شفق کی نام قبلہ حاجات قصیدہ دوبارہ پہنچا چونکہ
پیشانی پر دستخط کی جگہہ نہی ناچار اوسکو ایک ورق دوسرے پر لکہوایا اور حضور مین گذرانا اور اپنی
تمنای دیرینہ حاصل کی یعنی دستخط خاص مشتمل اظہار خوشنودی طبع اقدس پر ہوگئی احترام
الدولہ بہادر میری ہمزبان اور اُنکی ثناخوان رہی گویا اس امر خاص مین وہ شریک غالب
ہین ہم بطریق کسرہ اضافی اور ہم بسبیل کسرہ توصیفے پروردگار اس بزرگوار کو سلامت رکہے
کہ قدردان کمال بلکہ حق تو یون ہی کہ خیر محض ہے ۱۲ غیاث اللغات ایک نام ہو فرد معتبر جیسے
الفربہ خواہ نخواہ مرد آدمی آپ جانتے ہی ہین کہ یہ کون ہی ایک معلم فرومایہ رامپور کا رہنے
والا فارسی سی ناآشنا محض اور صرف و نحو مین ناتمام انشا خلیفہ منشیات مادہورام کا پڑہانی
والا چنانچہ دیباچہ مین اپنا ماخذ یہی اوسنی خلیفہ شاہ محمد و مادہورام و غنیمت و قتیل کے کلام
کو لکہا ہی یہ لوگ راہ سخن کے غول ہین آدمی کی گمراہ کرنی والے یہ فارسی کو کیا جانین
ہان طبع موزون رکہتے ہتی شعر کہتے تہے **شعر** ہرزہ شتاب وپی جادہ
شناسان بہ دار ہا ای کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت ۞ میرا دل جانتا ہی
کہ آپکی دیکہنے کا مین کسقدر آرزومند ہون میرا ایک بہائی ماموں کا بیٹا کہ وہ
نواب ذو الفقار بہادر کی حقیقی خالہ کا بیٹا ہوتا ہتا اور مسند نشین حال کا چچا تہا
اور وہ میرا ہمشیر بہی تہا یعنے بینے اپنی حمانی کا اور اوسنی اپنی پہوپہیکا دودہ پیا
تہا وہ باعث ہوا تہا میری باندا ہو ندیل کہنڈ آنی کا مین نی سب سامان سفر کر لیا
ڈاک مین روپیہ ڈاک کا دیدیا قصد یہ تہا کہ فتحپور تک ڈاک مین جاؤن گا وہان
سے نواب علی بہادر کے ہان کی سواری مین باندہی جاکر ہفتہ بہر رہکر کالپی ہوتا ہوا

ہوا انکی قدم دیکھتا ہوا بسبیل ڈاک دلی چلا اور ناگاہ حضور والد بیمار ہو گئی اور مرض نی طول
کھینچا وہ ارادہ قوۃ سی فعل مین نہ آیا اور پھر مرزا اورنگ خان میرا بھائی مر گیا مصرع ای بسا
آرزو کہ خاک شدہ ۔ والدہ وہ سفر اگرچہ تھا لیکن استدعا سی تھا مگر مین نتیجہ اوس شکل کا انکی
دیدار کو سمجھا ہوا تھا ہرزہ سرائی کا جرم معاف کیجی گا میرا جی انکی ساتھ باتین کرنیکو چاہتا اسواسطے
جو دلمین تھا وہ اوس عبارت سی زبان پر لایا الغرض یا پیر و مرشد اگر مینی امیدگاہ از راہ شکوہ
لکھا تو کیا گناہ نہ خط کا جواب نہ قصیدہ کی رسید بیت درین خستگی پرسش از من مجوی
بود بندہ خستہ گستاخ گوی ۔ اور یہ جواب فرماتی ہین کہ ان موانع کی سبب سے مین قصیدہ
کی تحسین نہین لکھہ سکا بندہ بی ادب نہین تحسین طلب نہین ایسی مجمع مین محشور ہون
کہ سوای احترام الدولہ کی کوئی سخندان نہین مین جو اپنا کلام انکی پاس بھیجتا ہون گویا
آپ اپنی پر احسان کرتا ہون ع وای بر جان سخن گر بہ سخندان نرسد ۔ افسوس کہ میرا حال اور
یہہ لیل و نہار انکی نظر مین نہین ورنہ آپ جانین کہ اس بجھی ہوئی دل اور اس ٹوٹی ہوئی دل اور
اس مری ہوئی دل پر کیا کر رہا ہون نواب صاحب اب دلمین وہ طاقت نہ قلم مین وہ زور سخن گستری کا
ایک ملکہ باقی ہی بی تأمل و بی فکر جو خیال مین آجای وہ لکھہ لون ورنہ فکر کی صعوبت کا تحمل نہین
ہو سکتا بقول مرزا عبد القادر بیدل شعر جہد با در خود توانائیست ۔ ضعف یکسر فراغ میخواہد ۔ مہر کا
حال معلوم ہوا پہلی آپ لکھہ بھیجی کہ کیا کھدوایا جائیگا مہدی حسین خان مہدی حسین خان بہادر لکھہ رہا ہون
صرف یاد پر لکھہ رہا ہون ورنہ خط ارگون نے کھدوایا یا در یا تا کہ نگینہ وہان بھیجے کو اپنی لکھا ہی سوا اسمین
مگر خواہان ہون کہ یہ معلوم ہو جائی کہ نگینہ بھیجی گا یا یہان خرید اجای گا اور نقش نگین کیا ہوگا
تا کہ شمار حروف کا مجکو معلوم رہی اب جب آپ مجکو لکھین گے تب مین دو سکا جواب لکھونگا
حافظ صاحب کا بھیجا تقریباً معلوم ہوا یعنے اون کے طرف سے آپ نے

مجکو سلام لکہا ہی سو عین ناہی آؤن گی خدمت مین بندگی اور جناب منشی نادر حسین خانصاحب
جناب مین سلام عرض کرتا ہون بنادہ حدادب الضیا پیرو مرشد حضور کا توقیع خاص
اور آپ کا نوازشنامہ یہہ دونون خبر ... پیرو ایکدن او ایک وقت پہنچی توقیع کا جواب
دو چار دن مین لکھونگا نا سازی مزاج مبارک موجب تشویش و ملال ہوئی گرچہ حضرت کی تحریر سے
معلوم ہوا کہ مرض باقی نہین مگر ضعف لیکن تسکین خاطر منحصر اسمین ہی کہ آپ بعد اس تحریر
کے ملاحظہ فرمائنگے اپنی مزاج کا حال پہر لکہین بعد سو روپیہ ہنڈوی پہونچی اسکا یہی حال
سابق کی ہنڈوی کا سا ہی یعنی ساہوکار کہتا ہی کہ ابہی ہمکو کالپی کی ساہوکار کی اجازت
نہین آئی جو ہم روپیہ دین اگر سرکار کی کارپرداز وہانکی ساہوکار سی کہکر اجازت لکہوا بہیجین
تو مناسب ہے صہبائی کی تذکرہ کی ایک جلد میری ملک مین سی میری پاس آتی وہ مین اپنی
طرف سی بسبیل ارمغان آپکو بہیجتا ہون نذر قبول ہو اب مین حضرت سی باتین کرچکا خط کو
سرنامہ کرکر کہار کو دیتا ہون کہ ڈاک مین دی آوی بارہ پہر دو دن بعد کتاب کا پارسل بطریق بیرنگ
روانہ کرونگا بخیگاہ وزارت مین میری بندگی پہونچی عرضداشت بعد اسکی پہنچیگی جناب میر صاحب
قبلہ میر امجد علی صاحب کو سلام نیاز اور جناب منشی نادر حسین خانصاحب کو سلام الضیا
پیرو مرشد آداب مزاج مقدس میرا جو حال آپنی پوچہا اس پرسش کا شکر بجا لاتا ہون اور
عرض کرتا ہون کہ آپکا بندہ فی درم خریدہ اچہی طرح ہی ایک فصد بائیس منضج چار مسہل
کہانتک آدمی کو ضعیف نکری باری آفتاب عقرب مین آگیا پانی برف اب ہو گیا ہی کابل
و کشمیر کا میوہ بکنی لگا ہی یہ ضعف قسمت تو نہین کہ ایسی ایسی امور او سکو زائل
نکرسکین غزلونکو برسون سی پڑہ رہا ہون اور وجد کر رہا ہون خوشا مابیر اشیہ وہی نہین ہے
جوان غزلون کے حقیقت میری نظر مین ہی وہ مجہسے سن لیجی اور میری آدمی کی دادی

دیکھی مولانا علق ہی متقدمین یعنی امیر خسرو و سعدی و جامی کی روش کو سرحد کمال کو پہنچایا ہے
اور میری قبلہ و کعبہ مولانا شفق اور مولانا ہاشمی اور مولانا عسکری نے متاخرین یعنی صائب و
کلیم و قدسی کی انداز کو آسمان پر لیگئے ہین اور تکلیف اور تکلف سی کہتا ہون تو مجکو ایمان نصیب
ہو یہہ جو آپ اپنی کلام کی حک و اصلاح کی واسطے مجھسے فرماتی ہین یہ آپ میری آبرو بڑہاتی
ہین کوئی بات بیجا ہو یا کوئی لفظ ناروا ہو تو مین حکم بجالاؤن زیادہ حد ادب **ایضاً**
قبلہ و کعبہ کیا لکہون امور نفسانی ہین اضداد کا جمع ہونا محالات عادیہ مین سی ہے
کیونکر ہو سکی کہ ایک شفقت خاص مین ایک امر خاص موجب انشراح کا بہی ہو اور باعث انقباض
کا بہی ہو یہہ بات مینی آپکی اس خط مین پائی کہ اوسکو پڑھکر خوش تو بہی ہوا اور غمگین بہی ہوا
سبحان اللہ اکثر امور مین تمکو اپنا ہم طالع پاتا ہون عزیزون کی ستم کشی اور رشتہ دارون
سی ناخوشی میرا حصہ ہے تو ہم اس قلمرو ہند مین نہین سمرقند مین دو چار یا دشت قبچاق مین
سو دو سو ہونگی گر یہان اقربا سی پانچ برس کی عمر سی انکی دام مین اسیر ہون اکسٹہہ برس
ستم آزمائی ہین شعر گردیم شرح ستمہای عزیزان غالب ÷ رسم امید ہمانا زجہان برخیزد
تم میری خبر لی سکتے ہو نہ مین تمکو مدد دی سکتا ہون اللہ اللہ دریا سارا تیر چکا ہون
ساحل نزدیک ہے دو ہاتہہ لگائی اور بیڑا پار ہے **بیت** عمر بہر دیکہا کیا مرنی کی راہ مرگئے
پر دیکہیے دکہلائین کیا ÷ یہہ بہی تو پوچہو کہ آپکی خط کا جواب اتنی جلد کیون لکہا یعنی کم و
بیش مہینا بہر کے بعد کیا کرون شاہ اسرار الحق کو آپکا اور حافظ نظام الدین صاحب کا
خط بہجوا دیا ہفتہ بہر کے بعد جواب مانگا جواب دیا کہ اب بہیجتا ہون دس بارہ دن ہوئی
کہ حضرت خود تشریف لائی جواب لیگئی اور حافظ جی کی خط کا مانگا کہا کہ کل بہیجدونگا اس
واقعہ کو آج قریب دو ہفتہ کی عرصہ ہوا ناچار اونکی جواب سے قطع نظر کرکی آپکو یہہ چند سطرین

لکہین شعر از خون دل نوشتم نزدیک یار نامہ ٭ انی رایت دہراً فی ہجرک القیامہ ٭
حافظ جی صاحب کو میری بندگی کہیگا اور یہہ خط اونکو پڑہوا دیجئے گا جناب منشی نادر حسین خانصاحب
کو میرا سلام پہنچے اگرچہ آپ مبتلای رنج و الم ہین مگر یہہ شرف کیا کم ہی کہ انوار الدولہ کی ہمدرد
ہو تمہاری روزگار ہونا شرافت و ایلکے دلیل ہی ساطع اور برہان ہی قاطع برہان حضرت بیت
دن سی جناب میر امجد علیصاحب کا کچہ حال معلوم نہین اون کی تخلص نے مجکو حیران کر رکہا ہے
یعنے قلق مین مبتلا ہون آپ اونکا حال لکہنے خواجہ اسمعیل خانصاحب کہان ہین اور کسطرح ہین
سینی قبلہ مین تو آپ سی شاہ انوار الحق کی خط کی جواب کا طالب نہین ہون کہ آپ اونکی خط
کے حاصل ہونیکے انتظار مین مجکو خط نلکہہ سکین مترصد ہون کہ اس اپنی خط کا جواب جلد پاؤن
ایضاً ناوک بیداد کا ہدف پیر خرف یعنی غالب داب بجا لاتا ہی نوازشنامہ کو دیکہکر جانا کہ
مین نی کمری چند شعر پر خط بطلال کہینچ دیا یہ تو کوئی گمان نکریگا کہ مین کمر کو کمر بند نہین جانتا
سمجہتا وہان پہلی مصرع مین اگر کمر معنے کمر فرض کیجی تو بہی تو شعر کاٹ ڈالنی کی قابل نہین کر
بیٹہا تہا کہ اس شعر پر صاد کرونگا خدا جانی قلم سی خط کینو نکر کہچ گیا اب حواس بجا نہین حافظہ
رہا نہین اکثر الفاظ بی قصد لکہہ جاتا ہون ستر برسکی عمر ہوی کہان تک حرافت نہ آئی اوس عہد
کا گنہگار ہون حضرت سی شرمسار ہون معاف کیجی زیادہ حد ادب **ایضاً** کیونکر کہون کہ مین
دیوانہ نہین ہون ہان اتنی ہوش باقی ہین کہ اپنی کو دیوانہ سمجہتا ہون واہ کیا ہوشمندی ہی
کہ قبلہ ارباب ہوش کو خط لکہتا ہون نہ القاب نہ آداب نہ بندگی نہ تسلیم سن غالب ہم تجہسے کتنے مین
بہت مصاحبت نہ ہین اپنی آپ از حد خود شناس ہا کہ تو فی کئی برسکی بعد آتش کو دو نوبیت کی غزل لکہی
ہے اور آپ اپنی کلام پر وجد کر رہا ہون مگر یہہ تحریر کی کیا روش ہی پہلی القاب لکہہ پہر
بندگی عرض کر پہر یا تہہ جوڑکر مزاج کی خبر پوچہہ پہر عنایت نامہ کی آنی کا شکر ادا کر

ادا کرا اور یہہ کہکر کہ جو مین تصور کر رہا تہا وہ ہوا یعنی جسدن صبح کو مین نی خط بہیجا اوسکی
آخر روز حضور کا فرمان پہنچا معلوم ہوا کہ حرارت ہنوز باقی ہی انشاء اللہ تعالی رفع ہو جاویگی
موسم اچہا آگیا ہی شعر گرمی از آب بدر رفت و حرارت ز ہوا ۔ محمل مہر جہان تاب بمیزان آمد
اگر صرف تبرید تعدیل ہی کام نکلجای تو کیا کہنا ہی ورنہ بحسب رای طبیب تنقیہ کروائی مجکو
بہی آج دسوان تنقیہ ہی پانچ سات دنکی بعد مسہل ہوگا شگونا گاہ ایک زمین نئی خیال
مین آئی طبیعت نے راہ دی غزل تمام کی اوسیوقت سی یہہ خیال مین تہا کہ کب صبح ہوا ور کب
یہہ غزل نواب صاحب کو بہیجون خدا کری آپ پسند کرین اور میری قبلہ جناب میر احمد علی صاحب حسب
کو سناوین اور میری شفیق منشی نادر حسین خان صاحب اور اون کی بہائی صاحب کو
پڑہین پروردگار اس مجمع کو سلامت رکہی غزل ای ذوق نواسنجی بازم بخروش آور
غوغای شبیخونی بر بنگہ ہوش آور ۔ گر خود بجہد از سر از دیدہ فرو بارم ۔ دل خون کن
و آن خون را در سینہ بجوش آور ۔ ہان ہمدم فرزانہ وانی رہ ویرانہ شمعی کہ نخواہد
شد از باد خموش آور ۔ شورابہ این وادی تلخ است اگر رادی ۔ از شہر سوی من سرچشمہ نوش
آور ۔ دانم کہ ز دلداری ہرجا گذری داری ۔ حق گر نہد سلطان از بادہ فروش آور
گر بکدہ در بر دیر کف نہ ورہی شو ۔ در شیشہ سبو بخشد بردار بدوش آور ۔ ریحان دید از مینا
چکد از قلقل ۔ آن در رہ چشم افگن وین در پی گوش آور ۔ گاہی بسبکدستی آن بادہ خورم
گاہی بستہ مستی از نغمہ بہوش آور ۔ غالب کہ بقالبش باد دہم ہای گر نا ید یاری غزلی فردوس ان
ہونیہ بوش آور ایضاً ۔ للہ الشکر کہ پیر و مرشد کا مزاج اقدس بخیر و عافیت ہے پہلی نوازشنامہ
کا جواب یا انکہ وہ مشتمل ایک سوال پر تہا ہنوز نہین لکہنی پایا کہ کل دوسرا ایک کرمنامہ آیا بندہ عرض
کر چکا ہے کہ مسہل ہونی جاتا ہے کل تیسرا مسہل ہوگا آج بیچ ہے اوس تنقیہ کا پانچ لگا نہ سکتا لکہتا ہی ہی لکہتی نہ جواب لکہنا ہے

ارنی کی ری کی حرکت و سکون کی بابت قول فیصل یہی ہی جو حضرت نی لکہا ہے
اگر تقطیع شعر مساعدت کر جاے اور ارنی بروزن چمنی گنجایش پاے تو نعم الاتفاق ورنہ
قاعدہ تصرف مقتضے جواز ہی مرزا عبد القادر بیدل شعر جو رسی بطو ہمت ارنی نگو دیگر نہ
کمتر زد این تمنا بجواب لن ترانی ✦ اسد اللہ بیگ غالب شعر رفت آنکہ ما ز حسن مدارا طلب
کنیم ✦ سر رشتہ در کف ارنی گوی طور بود ✦ زواید سی فارغ ہو کر عرض کرتا ہون کہ ناہی
کیا غزل لکہی ہی قبلہ آپ فارسی کیون نہین کہا کرتی کیا پاکیزہ زبان ہی اور کیا طرز بیان
کیا مین سخن ناشناس اور نا انصاف ہون کہ ایسی کلام کی حک و اصلاح پر جرات کرون
مصرع ؏ چہ حاجت است بمشاطہ روی زیبا را ہان ایک جگہہ آپ تحریر مین سہو
کر گئی ہین مصرع ؏ ای مطرب جادو فن بازم زہ ہوشم زن ✦ دو میم آخری مین
ایک میم محض بیکار ہی دیگر کے جگہہ آپ بازم لکہہ گئی ہین ای مطرب جادو فن دیگر رہ
ہوشم زن ✦ اب دیکہیے اور صاحبونکی غزلین کب آتی ہین اتنی عنایت فرمائیگا کہ ہر صاحب کے
تخلص کے ساتہہ اونکا اسم مبارک اور کچہ حال رقم کیجیگا زیادہ حد ادب ایضا پیر و مرشد یہہ
خط لکہنا نہین ہی باتین کرتی ہین اور یہی سبب ہے کہ مین القاب و آداب نہین لکہتا خلاصہ
عرض کا یہہ ہی کہ آج شہر مین بدر الدین علی خان کا نظیر نہین پس مہر اور کون کہود سکیگا
ناچار مینی آپکا نوازشنامہ جو میری نام تہا وہ اونکی پاس بہیجا تہا وہ اونہون نی رقعہ میری نام کا
آج بہیجا سو وہ رقعہ حضرت کی خدمت مین بہیجتا ہون مین نہین سمجہتا کہ قسم دوم یکہزار چلی گیا ہے
آپ اسکو سمجہہ لین اور نگین باحتیاط ارسال فرماوین روپیہ بہیجنے کی ابہی ضرورت نہین ہے
جب مین عرض کرون تب بہیجیگا تعجب ہے کہ جناب میر امجد علی صاحب قلق کا اس خط مین
سلام نہ تہا متوقع ہون کہ چہاپنے کی قصیدی اونکو سنائی جاوین اور میری بندگی

بندگی کہی جاتی جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو میرا سلام بصد اشتیاق پہنچے **ایضاً**
قبلہ و کعبہ وہ عنایت نامہ جسمین حضرت نے مزاج کی شکایت لکھی ہے پڑھکر بے چین ہو گیا ہون
اور عرض کر چکا ہون کہ مزاج کا حال مفصل لکھئے چونکہ آپنے کچھ نہین لکھا تو اور زیادہ تشویش
ہون نسخہ رفع تشویش یہی شفقت نامہ جلد بھیجئے جناب منشی نادر حسین خان صاحب کا کچھ حال
معلوم نہین حضرت میر امجد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہین متوقع ہون کہ ان دونون
صاحبون کی خدمت مین میرا سلام پہنچے اور آپ انکی خیر و عافیت لکھیں کبوترون کا
نسخہ جیسا کہ میرے پاس آیا بجنسہ ارسال کرتا ہون آپکو معلوم ہوگا کہ میرن صاحب نے انتقال
کیا یہ چھوٹے بھائی تھے مجتہد العصر لکھنؤ کے نام انکا سید حسین اور خطاب سید العلما نقش نگین
میر حسین ابن علی تھے انکی رحلت کی ایک تاریخ پائی اوسمین پانچ بڑہتی تھے یعنی ۱۲۷۸ ہوتے
تھے تخرجہ بنی روشکا میری خیال مین آیا مین تو جانتا ہون اچھا ہے دیکھون آپ پسند فرماتے
ہین یا نہین **قطعہ** حسین ابن علی آبروی علم و عمل * کہ سید العلما نقش خاتمش بودی
نماند و ماندی اگر زندہ پنج سال دگر * غم حسین علی سال ماتمش بودی * زیادہ حد ادب
ایضاً پیر و مرشد معاف کیجیگا مینے جمنا کا کچھ نلکھا حال * یہان کبھی کسیتی ہین دریا
کی کوئی حکایت ایسی نہین کہ جس سے استبعاد او استعجاب پایا جاتے پرسش کے بعد
بھی کوئی نئی بات نہین سنی سینے تو بھی موسم کیا ہے گرمی جاڑا برسات مین فصلین کہئے
مگر کے ماری علاوہ ایک بحر روانکی حقیقت متغیر ہو جاتی تو محل استعجاب کیون ہو اور
یہ بات کہ دلی مین تغیر ہوا اور پورب مین ہوا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہان جمنا بالانفراد بہتی
ہے اور وہان کہین کہین اور ندی کہین گنگا باہم مل گئی ہین مجمع البحار ہے
۱۲ حضرت نے خوب وکالت کی مولانا قلق سے تقصیر میری معاف نکروائے

کہدو گی کہ گناہ معاف ہو گیا مین بغیر سارٹیفکٹ کی کیا پاؤنگا یہہ دن مجھپر بری گذرتی ہین گرمی
مین میرا حال بعینہ وہ ہوتا ہی جیسی زبان سی پانی مین رہنی والی جانورونکا خصوصاً اس موسم مین کہ
غم وہم کا ہجوم ہی **شعر** آتش دوزخ مین یہہ گرمی کہان ؛ سوز غمہای نہانی اور ہی
ایضاً حضرت پیر و مرشد اگر آج میری سب دوست اور عزیز یہان فراہم ہوتی اور ہم اور وہ
باہم ہوتی تو مین کہتا کہ آؤ اور رسم تہنیت بجالاؤ خدانی پہر وہ دن دکہایا کہ ڈاک کا ہرکارہ انور
الدولہ کا خط لایا ع انیکہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب ؛ مونہہ پیٹتا ہون اور سر پٹکتا ہون
کہ کچہ لکہا چاہتا ہون نہین لکہہ سکتا ہون الہی حیات جاودانی نہین مانگتا یہی انور الدولہ
سی ملکر سرگذشت بیان کردن پہر اوسکے بعد مردن روپیہ کا نقصان اگرچہ جانکاہ اور
جانگزا ہی پر بموجب تلف المال خلف العمر عمر فزا ہی جو روپیہ ہاتہہ سی گیا ہی اوسکو عمر کی
قیمت جانئی اور ثبات ذات و بقای عرض و ناموس کو غنیمت جانئی اللہ تعالی حضرت
وزیر اعظم کو سلامت رکہی اور اس خاندان کی نام و نشان و عز و شان کو برقرار تا قیامت
رکہی ہمنی گیارہوین مئی ۱۸۵۷ء عیسوی سی اکتیسوین جولائی ۱۸۵۸ء تک کی روداد نثر مین بعبارت
فارسی ناآمیختہ بعربی لکہی ہی اور وہ پندرہ سطر کی مسطر سی چار جزو کی کتاب آگرہ کو مطبع مفید
الاخلاق مین چہپنے کو گئی ہی دستنبو اوسکا نام رکہا ہی اور اوسمین صرف اپنی سرگذشت
اور اپنی مشاہدہ کی بیان سی کام رکہا ہی بعد چہپ جانیکے وہ نسخہ حضرت کی نظر سی گذرا
ہوئیگا اور اوسکو ہم اپنی اور مہربانی جانونگا جناب میر احمد علی صاحب کا جو آپکی خط مین ذکر
نہین آیا ہی تو اس خیر خواہ احباب کا دل گہبرایا ہی آپکی جو خط لکہئے تو اونکی خیر و عافیت بطور
لکہئے اونکو بندگی اور جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو سلام پہنچی **ایضاً** پیر و مرشد
آپکا نوازشنامہ آیا اور دستنبو کی پہنچنے کا مژدہ پایا اوسکا جواب یہی کہ کارپردازان

پردازان ڈاک کا احسان مانون اور اپنی محنت کا رایگان نجانا یقین جانون چند روز کی بعد
ایک عنایت نامہ اور پہنچا گویا ساغر التفات کا دوسرا دور پہنچا اب ضرور پڑا کہ کچھ حال اس ستارۂ دم
دار کا لکھون چنانچہ جسوقت سے وہ خط پڑہا ہی سوچ رہا ہون کہ کیا لکھون چون کہ بسبب
فقدان اسباب یعنی عدم رصد و کتاب کچھ نہین کہا جاتا ہی ناچار مرزا صائب کا مصرعہ زبان
پر آجاتا ہی مصرع ازین ستارۂ دنبالہ دار مترسم ۔ یہ مطلع ہی اور پہلا یہ مصرعہ ہی ۔
زخال گوشہ ابروی یار مے ترسم ۔ کیا آپ مجکو بہی ہنری اور نجیری مین صاحب کمال نہین
جانتی اور اس عبارت فارسیکو میرا مصداق حال نہین جانتے ہین ملا طبیب و نہین طبیب
ملا ہین نہ ہیچ ہر دو و ہیش ہر دو ہیچ ۔۔ آرایش مضامین شعر کیواسطے کچھ تصوف کچھ نجوم لگا لیا
ہی ورنہ سوای موزونی طبع کی یہان اور کیا رکہا ہی بہرحال علم نجوم کی قاعدہ کی موافق
جب مادہ کی مزاج مین فساد کی صورتین پیدا ہوتی ہین تب سطح فلک پر یہ شکلین دکہائی دیتی
ہین جس پرجمین یہ نظر آئی اوسکا درجہ و دقیقہ دیکہتے ہین پہر ذونابہ کا ممر اور طریقہ دیکہتے ہین
ہزار طرحکی چال ڈالتی تب ایک حکم نکالتی ہین شاہجہان آباد مین بعد غروب آفتاب افق غربی
شہر پر نظر آتا تہا اور چونکہ اون دنون آفتاب قبل میزان نہین تہا تو یہ سمجہا جاتا تہا کہ یہ صورت
عقرب مین ہی درجہ اور دقیقہ کی حقیقت نامعلوم رہی بہت دن شہر مین اس ستارہ کی دہوم رہی
اب دس بارہ دنسی نظر نہین آتا وہان شاید اب نظر آتا ہی جو آپنی اسکا حال پوچہا ہے پس مین اتنا
جانتا ہون کہ یہ صورتین قہر الہی کی ہین اور دلیلین ملک کی تباہی کے قران النحسین پہر کسوف پہر خسوف
پہر یہ صورت پرکدورت عیاذا باللہ پناہ بخدا ۔۔ یہان پہلی نومبر کو بدہ کیدن حسب الحکم حکام کوچہ و بازار
مین روشنی ہوئی اور سکو کینی کا ٹہیکہ ٹوٹ جانا اور قلمرو ہند کا بادشاہی عمل مین آنا سنا گیا نواب
گورنر جنرل لارڈ کیننگ بہادر کو ملکہ معظمہ انگلستان نی فرزند ارجمند خطاب دیا اور اپنی طرف سی نائب رئیس ہندوستان کا

حالم گیا مین تو قصیدہ اس تہنیت مین پہلی ہی لکہہ چکا ہون چنانچہ بشمول دستنبو نظر انور سی گذرا ہوگا
شعر ۔ با نہال دوستی کی بر دہ ۔ حالیا رفتیم و تخمی کاشتیم ۔ اللہ اللہ اللہ الضیا پیر و مرشد
اداب تتمہ غلط نامہ قاطع برہان کو بہیجی ہوی تین دن اور آپکی خیر و عافیت مولوی حافظ
عزیز الدین کی زبانی سنی ہوی دو دن ہوی ہین کہ کل آپکا نوازشنامہ پہونچا قاطع برہان کی
پہنچنے سی اطلاع پائی معتقدان برہان قاطع برچہیان اور تلوارین پکڑ پکڑ کی اوٹہہ کہڑی ہوے
ہین ہنوز دو اعتراض مجہہ تک پہونچی ہین ایک تو یہ کہ قاطع برہان غلط ہی یعنی یہ ترکیب خلاف
قاعدہ ہی کلام قطع کیا جاتا ہی برہان قطع نہین ہو سکتی تو صاحب برہان قاطع صحیح اور قاطع
برہان غلط مگر برہان قاطع کی قائل ہو سکتے ہی اور قطعکا فعل آپ نہین قبول کرتی قاطع برہان
مین جو برہان کا لفظ ہی یہ مخفف برہان قاطع ہی برہان قاطع کی رو کو قطع سمجہکر قاطع برہان
نام رکہا تو کیا گناہ ہوا دوسرا ایراد یہ ہی کہ مصرع ۔ با انگلستان ستیزہ بیجا ۔ انگلس کا نون
تلفظ مین نہین آتا مین پوچہتا ہون کہ خدا کیواسطے انگلس اور انگریز کا نون با علان کہان سے
اور اگر ہی بہی تو ضرورت شعر کی واسطے لغات عربی مین سکون و حرکت کو بدل ڈالتی ہین
اگر انگلس کے نون کو غنہ کر دیا تو کیا گناہ ہوا ۔ وہ ورق چہاپی کا جو آپکی پاس بہیجا ہی اوسکو
غلط نامہ شاملہ کے بعد لگا کر جلد بندہوا لیجیگا ۔ حضرت کیون اپنی مراسلہ اور میری مکتوب کا
حال پوچہا مصرع ۔ انہم کہ جوابی ننویسند جوابست ۔ سمجہلو اور چپ ہو رہنی مانا جسکو تمنے
لکہا ہی وہ لکہیگا کہ مینی مختار سے پوچہا اوسنی یون کہا پہر مینی یون کہا اب یہ بات
قرار پائی ہی تو اس تقریر کو حضرت ہی باور کرینگے فقیر کبہی نمانیگا ایک حکایت سنو محمد علی
شاہ کی سلطنت کی آغاز مین ایک صاحب تبریزی نیم آشنا یعنی خدا جانی کہانکی رہنی والی
کسی زمانہ مین وارد اکبر آباد ہوی ہتی کہی کہین کے تحصیلدار ہی ہو گئی تہے

زبان آور اور حالات اکبرآباد مین نوکری کی جستجو کی کہین کچھہ نہوا میری ان دو ایک بارے
ابہی بہر وہ خدا جانے کہان گئی مین دلی آرہا کم وبیش بیس برس عمر ہی ہوگی امجد علی شاہ کی عہد مین
اونکا خط ناگاہ مجکو بسبیل ڈاک آیا چونکہ اون دونین دماغ تندرست اور حافظہ برقرار تہا
مینی جانا کہ یہ وہی بزرگ ہین مجکو پہلی یہ مصرع لکہا **مصراع** از بخت شکر دارم
واز روزگار ہم + اونسی جدا ہوکر بیس برس آوارہ بہراجی پور مین نوکر ہوگیا وہان سی دو
برسکے بعد کہان گیا اور گیا گیا اب لکہنؤ مین آیا ہون وزیر سی ملا ہون بہت عنایت کرتی ہین
بادشاہ کی ملازمت اونہین کی ذریعہ سی حاصل ہوئی ہی بادشاہ نی خانی اور بہادر یکا خطاب
دیا ہے مصاحبونمین نام لکہا ہی مشاہرہ ابہی قرار نہین پایا وزیر کو مینی آپکا بہت مشتاق کیا ہی
اگر آپ کوئی قصیدہ حضور کی مدح مین اور عرضی یا خط جو مناسب جانین وزیر کی نام لکہکر
میری پاس بہیجدیجئی گا تو بی شک بادشاہ آپکو بلائینگے اور وزیر کا خط فرنا لطلب آپکو
پہونچیگا مینی اوسی عرضی مین ایک قصیدہ لکہا تہا جسکے بیت اسم یہ ہی **آغاز قصیدہ**
امجد علی شہ آنکہ بذوق دعای او + صدرہ نماز صبح قضا کرد روزگار + الخ متردد تہا کہ کسکے
معرفت بہیجون توکلت علی اللہ بہیجدیا رسید آگئی صرف پہر دو ہفتہ کی بعد ایک خط آیا کہ قصیدہ
وزیر تک پہنچا وزیر پڑہکر بہت خوش ہوا یہ آئین شایستہ پیش کرنیکا وعدہ کیا مین متوقع ہون
کہ میان بدرالدین مہرکن سی میری مہر خطابی کہدوا کے بہیجدیجئی چاندیکا نگینہ مربع اور قلم جلی
قصہ لی سرانجام کرکی بہیجدیا رسید آئی اور قصیدہ کے بادشاہ تک گذرنی کی نوید پس پہر دو مہینے
تک ادہر سی کوئی خط نہ آیا مینی جو خط بہیجا اولٹا پہر آیا ڈاک کا یہہ توقیع کہ مکتوب الیہ یہان
نہین ایک مدت کی بعد حال معلوم ہوا کہ اوس بزرگ کا وزیر تک پہنچنا اور حاضر رہنا سبب
بادشاہ کی ملازمت اور خطاب کا ملنا غلط بہادری کی مہر مفتی بفریب حاصل کرکی مرشدآباد

کو چلا گیا چلتی وقت وزیر نی دو سو روپیہ دیی تہی ۱۲ ایک قاعدہ کلیہ دلی کا سمجہلو خالق نے
قدرت مقتضے اسکے ہی کہ جو اس شہر پناہ کی اندر پیدا ہوا مرد یا عورت خفقان مراق اوسکی خلقت
و فطرت مین ہوتا ہی دس برسکے بعد ساون کی اخیر مینہہ خوب برسا لیکن نہ دریا جاری ہوئی نہ طوفان
آیا ہان شہر کے باہر ایک دن بجلی گری دو ایک آدمی کچہہ جانور تلف ہوی مکان گری دس بیس آدمی
دبکر مری دو تین شخص کوٹہی پر سی گر کر مری مراقیون نے غل مچانا شروع کیا اپنی اپنی عزیزان
بسفر رفتہ کو لکہا جا بجا اخبار نویسون نے اون سے سنکر درج اخبار کیا لو اب دس بارہ دن سی
مینہہ کا نام نہین دہوپ آگ سی زیادہ تر تیز ہی خفقانی صاحب اب روتی پہرتی ہین کہ کہیتیان
جلی جاتی ہین اگر مینہہ نہ برسیگا تو پہر کال پڑیگا مکانات کی گرنی کا حال یہ ہی کہ چار پانچ
برس ضبط رہی بیچاری لوگ گڑہی تختہ کیواڑ چوکہٹ بعض مکانات کی چہپ کا مصالحہ سب
لیگئی اب اون غربا کو وہ مکان ملی تو اونمین مرمت کا مقدور کہان فرمائی مکانات کیونکر نہ گرین

ایضاً پیر و مرشد ۱۲ بجی تہی مین ننگا اپنی پلنگ پر لیٹا ہوا حقہ پی رہا تہا کہ آدمی نی آکر خط دیا
مینی کہولا پڑہا بہلی کو انگرکہہ یا کرتا گلی مین نہ تہا اگر ہوتا تو مین گریبان پہاڑ ڈالتا حضرت کا
کیا جاتا میرا نقصان ہوتا سری سی سینی آپکا قصیدہ بعد اصلاح پہنچا اوسکی رسید آگئی گئی
ہوی شعر اولٹی آئی اونکی قباحت پوچہی گئی قباحت بتائی گئی الفاظ قبیح کے جگہہ عیب
الفاظ لکہہ دیئی گئی تو صاحب بہ اشعار ہی قصیدہ مین لکہلو اس نگارش کا جواب آج
تک نہین شاہ امیر الحق کے نام کا کاغذ اونکو دیا جواب مین جو کچہہ اونہون نی زبانی فرمایا وہ
آپکو لکہا گیا حضرت کی طرف سی اس تحریر کا یہی جواب ملا **شعر** ہنر سون مین
شکوہ سے یون راگ سے جیسے باجا ٭ اک ذرا چہیڑئی پہر دیکہیئی کیا ہوتا ہی
٭ سوچتا ہون کہ دونون خط بیرنگ گئے تہے تلف ہونا کسے طرح

کسیطرح متصور نہین خراب بہت دن کی بعد شکوہ کیا لکہا جای یا سی گزرٹی ہین دوال
کیون آئی بندگی بیجا پانچ لشکر کا حملہ پی بہ پی اس شہر پر ہوا پہلا باغیون کا لشکر اوسمین
اہل شہر کا اعتبار لٹا دوسرا لشکر خاکیون کا اوسمین جان و مال و ناموس و مکان و مکین
و آسمان و زمین و آثار ہستی سراسر لٹ گئی تیسرا لشکر کال کا اوسمین ہزارہا آدمی بہوکی مری چوتہا
لشکر ہیضہ کا اوسمین بہت سی پیٹ بہری مری پانچوان لشکر تپ کا اوسمین تاب و طاقت عموماً لٹ
گئی مری آدمی کم لیکن جسکو تپ آئی اوسنی پہر اعضا مین طاقت نپائی ابتک اس لشکر نی شہر سے
کوچ نہین کیا میری گہر مین دو آدمی تپ مین مبتلا ہین ایک بڑا لڑکا اور ایک میرا داروغہ خدا ان
دونونکو جلد صحت دی برسات یہان بہی اچہی ہوی ہی لیکن نہ ایسی کہ جیسے کالپی اور بنارس
مین زمیدار خوش کہیتیان تیار ہین خریف کا بیڑا پار ہی ربیع کیواسطے پوہ ماہ مین مینہ درکار ہے
کتاب کا پارسل پرسون ارسال کیا جای گا ۱۲ اہا ہا ہا جناب حافظ محمد بخش صاحب میری بندگی
مغل علیخان غدر سی کچہ دن پہلی مستسقی ہوکر مر گئی ہی ہی کیونکر لکہون حکیم رضی الدین خان
کو قتل عالم مین ایک خاکی نی گولی مار دی اور احمد حسین خان اونکی چہوٹی بہائی تہی اوسدن
ماری گئی طالع یار خان کی دونون بیٹی ٹونک سی رخصت آئی تہی غدر کے سبب جا نسکے یہین رہ گئے
بعد فتح دہلی دونون بی گناہ ہون کو پہانسی ملی طالع یار خان ٹونک مین زندہ ہین پر یقین ہی کہ
مردہ سی بدتر ہونگی میر چہوٹم نی بہی پہانسی پائی حال صاحبزادہ میان نظام الدین کا یہ ہی کہ
جہان سب کا بر شہر کی بہاگی تہی وہان وہ بہی بہاگ گئی تہی بڑودہ مین رہی اورنگ آباد مین رہی
حیدرآباد مین رہی سال گذشتہ بغیر طلب جاٹو نمین یہان آئی سرکار سی اونکی صفائی ہو گئی لیکن
صرف خانچند روشن الدولہ کا مدرسہ جو عقب کوتوالی چبوترہ ہے وہ اور خواجہ قاسم کی حویلی جسمین مغل علیخان
مرحوم رہتی تہی وہ اور خواجہ صاحب کی حویلی انکا خاص حضرت کا لبصنا کی او کالی صاحب کی بعد میان نظام الدین کی قرار پاکر ضبط ہو

اور نیلام ہوکر روپیہ سرکار مین داخل ہوگیا ہان قاسم جان کی حویلی جسکے کاغذ میان نظام الدین کی والدہ کے نام کی ہین وہ اونکو یعنی میان نظام الدین کے والدہ کو مل گئی ہے فی الحال میان نظام الدین پاک پٹن گئی ہین شاید بہاول پور بہی جاینگے" ایضاً خداوند نعمت شرف افزا نامہ پہونچا شاہ اسرار الحق کی نام کا مکتوب اون کی خدمت مین بہجدیا گیا جناب شاہ صاحب سالک مجذوب یا مجذوب سالک ہین اگر جواب بہجوادینگے تو جناب مین ارسال کیا جائیگا قصیدہ کو بارہا دیکہا اور غور کے جسطور پر ہی اوسمین گنجایش اصلاح کی نہائی یعنے لفظ کی جگہہ لفظ مرادف بالمعنے لانا صرف اپنی دستگاہ کا اظہار ہی ورنہ کوئی لفظ بی محل اور بیموقع نہین کوئی ترکیب فارسی ٹکسال باہر نہین مگر ہان طرز گفتار کا بدلنا اوسکے واسطے یہ منظور ہے چاہئیے دوسرا قصیدہ اس زمین مین ایک اور لکہنا اور وہ تکلیف مالایطاق ہی بلکہ شاید حضرت کو یہ منظور نہو بس شرم کی خدمتی سی دلریش اور فرط خجلت سی درپیش ہوکر قصیدہ کو اس لفافہ مین بہیجتا ہون خدا کری مورد عتاب نہون غلہ کی گرانی آفت آسمانی امراض دموی بلای جانی انواع و اقسام کی اورام و شور شایع چارہ ناسودمند اور سعی ضایع مین نہین جانتا کہ اگی سنہ ۱۸۵۷ عیسوی کو پہر دن چڑہی وہ فوج باغی میرٹہہ سی دلی آئی تہی یا خود قہر الٰہی کا پہیہ نزول ہوا تہا بقدر خصوصیت سابق دلی تماشا ہی ورنہ سرتاسر قلمرو ہند مین فتنہ و بلا کا دروازہ باز ہی انا للہ وانا الیہ راجعون جناب میر امجد علی صاحب کو بندگی جناب منشی نبی بخش خانصاحب کو سلام ایضاً پیر و مرشد مین آپکا بندہ فرمان پذیر اور آپکا حکم بطیب خاطر بجالانیوالا ہون مگر سمجہہ تو لون کہ کیا لکہون وہ مکتوب کہان بہیجون آپکی پاس بہیجدون یا ادہین منشی صاحب کے پاس بہیجدون اور وسیم الدین و ظہیر الدین کو منشی میر شیخ خواجہ کیا کرکے لکہون دو حاکم رائے کی مشمول کا قید ہی اور اوس زمانہ مین

ہین سیکڑون جزیرہ نشین ہائی ہائی کر اپنی اپنی گہر گئی با اینہمہ منشی کو کیا اختیار ہی کہ وہ چہوڑ دی
یہہ اونکی تحریر سی معلوم نہین ہوتا کہ اب سعی منحصر اسمین ہی کہ قید ہی دریای شور کو نجات دی
اور یہین محبوس رہی یا یہہ منظور ہی کہ جزیرہ کو بہی نجات دی اور یہان کی قید سی بہی رہائی پائے
خواہش کیا ہی اور کار پردازی کس طرحکی اعانت چاہتی ہین پہلی تو یہ سوچتا ہون کہ کیا لکہون پہر
جو کچہہ لکہون اوسکو کہان بہیجون طریق تو یہ ہی کہ میان امیرالدین وہ نگارش لیکر منشی صاحب
کی پاس جائین اور بذریعہ اوس خط کی روشناس حضور ہین کیا جانون کہ امیرالدین کا مسکن کہان
ہی منشی صاحب کو خط بہیجدون اونکی نزدیک احمق بنون کہ کس امر موہوم مجہول مین مجکو لکہا ہی کیونکر
ہو سکتا ہی کہ وہ اس خط کو پڑہکر تفحص کرین کہ امیرالدین کون ہی اور کہان ہی اور کیا چاہتا
ہی بہرحال اس خط کی ساتہہ ایک اور لفافہ اونکی نام کا روانہ کرتا ہون اوسمین صرف ایک خط
موسومہ منشی صاحب کہلا ہوا اور اوسکو پڑہکر میان امیرالدین کی پاس بہیجدیجیگا مگر گوند لگا
کر اور اگر یہ منظور نہو تو میری طرفسے منشی صاحب کے نام کی خط کا مسودہ لکہہ کر میری پاس بہیجئے
اور لکہہ بہیجئے کہ اوس مسودہ کو صاف کر کی کہان بہیجون **ایضاً** پیر و مرشد شب رفتہ
کو مینہہ خوب برسا ہوا مین فرط برد و تسے گزند پیدا ہو گیا اب صبح کا وقت ہی ہوا ٹہنڈا
بگیرند چل رہی ہی ابر تنک محیط ہی آفتاب نکلا ہے پر نظر نہین آتا ہی مین عالم
تصور مین آپکو مسند عز و جاہ پہ جانشین اور منشی نادر حسین خانصاحب کو آپکا جلیس
مشاہدہ کر کے آپکی جناب مین کورنش بجا لاتا ہون اور منشی صاحبکو سلام کرتا ہون
کافر نعمت ہو جاؤن اگر یہ مدارج بجا نہ لاون حضرت نے اور منشی صاحب نے میری خاطر سے
کیا زحمت اوٹہائی ہے بہائی صاحب بہت خوشنودی منت پذیر ہین میری شریک غالب
ہین فی الحال بتوسط میری سلام نیاز عرض کرتی ہین غالب ہے کہ نامہ جداگانہ بہی رسال

گرچہ حضرت آپ غالب کی تراوتین دیکہتے ہین سب کچھ کہی جاتا ہی اور اوس اصل کا جسپر یہ مہ ہت
متفرع ہون ذکر نہین کرتا فقیر کو تو یہ طرز پسند آئی مطلب اصلی کو مقدر چہوڑ جانا کیا شیوہ
ہی یون لکہنا تہا کہ آپکا عنایت نامہ اور اوسکی ساتہہ نسب نامہ خاندان مجد و علا کا پارسل بہیجا
ہین ممنون ہوا نواب ضیاء الدین خان بہادر بہت ممنون و شاکر ہوی جناب عالی مین تو
غالب ہرزہ سرا کا معتقد نہ تہا اپنی اوسکو مصاحب بنا رکہا ہی اسی اسکا دماغ جل گیا ہی ۱۲
قبلہ و کعبہ کیا جناب مولانا قلق ہین حضرت شفیق نی جو غالب کی شفاعت کی تہی وہ مقبول
نہوی اب جناب حاشی کو اپنا ہم زبان اور مددگار بنا کر پہر کہتے ہین آپکی بابت ابہی ہین کبہی غالب نو اگر
جتبک سید صاحب کا خوشنودی نامہ نہ بہیجا ہی گا اس سارٹیفکٹ کی حصول مین رشوت دینی کو
بہی مین موجود ہون والسلام **ایضاً** پیر و مرشد کورنش مزاج اقدس الحمد اللہ تو اچہا
ہی حضرت دعا کرتا ہون پرسون آپکا خط معہ سارٹیفکٹ کی پہنچا آپکو مبدء فیاض سی اشرف
الوکلا خطاب ملا مجتبانہ مجتبانہ ایک لطیفہ نشاط انگیز سنیی ڈاک کا ہرکارہ جو بلی ماروں کے
محلہ کی خطوط پہنچاتا ہی اندنون مین ایک بنیا پڑہا لکہا حرف شناس کوئی فلان ناتہہ یا بہاگ
داس ہین بالا خانہ پر رہتا ہون جو بلی ہین اگر اوسنی دار وغہ کو خط دیا اور اوسنی خط دیکر مجہسے
کہا کہ ڈاک کا ہرکارہ بندگی عرض کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مبارک ہو آپکو جیسا کہ دلی کی بادشاہ نی [illegible]
کا خطاب دیا تہا اب کالپی سی خطاب کپتانی کا ملا حیران کہ یہ کیا کہتا ہی سر نامہ کو غور سی دیکہا
کہین قبل از اسم مخدوم نیاز کپتان لکہا تہا اوس فرقہ سارق نی اور الفاظ سی قطع نظر کر کی
کپتان کو کپتان پڑہا ہی ضیاء الدین خان صاحب شملی گئی ہوئی ہین شاید آخر ماہ
حال یعنی جولائی یا اول ماہ آیندہ یعنی اگست یہان آجائین آپ کو نوید تخفیف تصدیع
دیتا ہون آپ نواب صاحب سی کتاب کیون مانگین اور زحمت کیون اوٹہاوین

اوٹھائین جسقدر کہ علم اونکو اس خاندان مجددیت نشان کی حال پر حاصل ہوگیا ہی کافی ہے
مولانا قلق کی نام سی عرضی اونکو پہنچا دیجی گا اور جناب نادر حسین خانصاحب کو میرا سلام فرما
دیجی گا ۱۱ مرزا یوسف علی خان عزیز کے نام بہائی تم کیا فرماتی ہو جان
بوجھ کر انجان بنی جاتی ہو واقعی غدر مین میرا گہر نہین لٹا مگر میرا کلام میری پاس کب تہا
کہ نہ لٹتا ہان بہائی ضیاء الدین خانصاحب اور ناظر حسین مرزا صاحب ہندی اور فارسی نظم
اور نثر کی مسودات مجھسے لیکر اپنی پاس جمع کر لیا کرتی تہی سو اون دونون گہرون پر جہاڑو پہر گئے
نکتاب رہی نہ اسباب پہر اب مین اپنا کلام کہان سی لاؤن ہان تمکو اطلاع دیتا ہون کہ
کی گیارہوین ۱۸۵۷ء عیسوی سی جولائی کی اکتیسوین ۱۸۵۸ء تک پندرہ مہینے کا اپنا حال مینی نثر
مین لکہا ہی اور وہ نثر فارسی زبان قدیم مین ہی کہ جسمین کوئی لفظ عربی نہ آئی اور ایک قصیدہ
فارسی متعارف عربی اور فارسی ملی ہوی زبان مین حضرت فلک رفعت جناب ملکہ معظمہ انگلستان
کے ستایش مین اوس نثر کی ساتہہ شامل ہی یہہ کتاب مطبع مفید خلایق اگرہ مین منشی
نبی بخش صاحب حقیر اور مرزا حاتم علی بیگ مہر اور منشی ہرگوپال تفتہ کی اہتمام مین چہاپی
گئی ہی فی الحال مجموعہ میری نظم و نثر کا وہی ہے سوا اوسکے اور کہین نہین اگر جناب منشی امیر
علی خان صاحب میری کلام کی مشتاق ہین تو یہ نسخہ موسوم بدستنبو مطبع مفید خلایق
مین سی منگالین اور ملاحظہ فرمائین فقط ایضاً میان کل زین العابدین فوق کا
خط معہ اشعار کی ٹکٹ دار لفافہ کی اندر رکہکر بسبیل ڈاک بہجوا دیا ہے آج صبح کو تمہارا خط
آیا دوپہر کو مین نے جواب لکہا تیسری پہر کو روانہ کیا سو تمہارا لکہنا البتہ بہت مناسب ہے
خیر سو تمہارا کہنا لکہنا لکہا ہی ہی حافظ کی شعر کی حقیقت جب سمجھوگی کہ قواعد مقررہ اہل سخن
دریافت کرلوگی قاعدہ یہہ ہے کہ اگر مطلع میں یا ایک شعر میں قصیدہ کے احتیاط آپڑی اور اوسکے

اطلاع ایک شعر مین کر دین تو وہ عیب جاتا رہتا ہی جیسا کہ استاد کا قطعہ ہی اوسمین لوح
غزیو وکا نیوہ قافیہ ہی اور شعر اخیر قطعہ کا یہ ہی شعر غلط کردم درین معنی کہ گفتم ٭ ز نخدان
نگار خویش را سیو ٭ حال آنکہ صحیح سیب ہے بہ بای موحدہ شاعر نے اطلاع دی کہ مینے غلط
کیا جو سیو لکہا اسیطرح حافظ فرماتا ہی ع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ حاصل اسکا یہ
کہ دیکہہ کتنا تفاوت ہی ایک جگہہ حرف روی ساکن اور ایک جگہہ متحرک مگر یہان ابہی معترض
کو گنجایش ہی کہ وہ یہ کہی کہ ہان تفاوت کو ہم بہی جانتی ہین سوال یہ ہی کہ یہ تفاوت
تمنی کیون رکہا اسکا جواب پہلا مصرع ہی صلاح کار کجا و من خراب کجا ٭ یعنی حافظ
فرماتا ہے کہ مین عاشق زار و دیوانہ ہون صلاح کار سی مجکو کیا کام پورب کی ملک مین
جہانتک چلی جاوگی تذکیر و تانیث کا جہگڑا بہت پاوگی سانس میری نزدیک مذکر ہی
لیکن اگر کوئی مونث بولیگا تو مین اوسکو منع نہین کرسکتا خود سانس کو مونث نلکہونگا
سیف کو عدو کش کہو اور کمند کو عدو بند سیف عدو بند نہین ہو سکتی تم کو کہتا ہون کہ تم
تلوار کو عدو بند نلکہو کوئی اور اگر کہی تو اوس سی لڑو زلف کو شبرنگ اور شبگون کہتی ہین
شبگیر زلفکی صفت ہرگز نہین ہو سکتی شبگیر اوس سفر کو کہتے ہین کہ پہر چہہ گہڑی رات رہی چل
دین نالہ شبگیر آہ وزاری آخر شب کو کہتے ہین زلف شبگیر نہ مسموع نہ معقول سخن قافیہ بن ہے
درست ہی اور تن بہی جایز ہی یعنی سخن کا دوسرا حرف مضموم بہی ہی اور مفتوح بہی ہی
اور اس پہ متقدمین او متاخرین اور اہل ایران اور اہل ہند کو اتفاق ہی قبہ خشخاش و
پوست کی ڈوڈی کو کہتے ہین اسمین کچہ تامل نچاہیے تم اپنی تکمیل کے فکر مین رہا کرو نہ اسے
پہ اعتراض نکیا کرو والدعا میر مہدی کی نام برخوردار تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا
مین اس خیال مین تہا کہ اونکا کچہ حال معلوم کرون او کہان انگد ندر کا خط آئی اور مین اوسکو

اوسکو میر سرفراز حسین کی مقدمہ مین لکھہ لون تو اوسوقت تمہاری خط کا جواب لکھون
چونکہ آج تک اونکا خط نہ آیا مین سوچا کہ اگر اسی انتظار مین رہونگا اور خط کا جواب نہ بھیجونگا
تو میرا پیارا میر مہدی خفا ہوگا ناچار جو کچھہ الور کا حال سنا ہی وہ اور کچھہ اپنا حال +
لکھتا ہون ہرچند مینی دریافت کرنا چاہا مگر حکیم میر معصوم علی کا وہان پہنچنا اور پہر وہان
پہنچنے کی بعد کیا طور قرار پایا کچھہ معلوم نہین ہوا صرف خبر واحد ہی کہ اونکو راو راجہ صاحب نے
ایجنٹ سی اجازت لیکر بلا لیا ہی کہتے ہین کہ صاحب ایجنٹ الور نی راجہ کی بالغ اور عاقل
ہونیکی رپورٹ صدر کو بہیجی ہی کیا عجب ہے کہ انکا راج انکو ملجائی کہتے ہین کہ راو راجہ نے
اہل خطہ کی قزاقکی شکایت حاکم سی کی ہتی جواب پایا کہ وہ لوگ مفسد اور بدمعاش ہین
اور تمہاری برادری کی لوگ اون سی ناخوش ہین اونکی آنی مین فساد کا احتمال ہے
وہ نہ آنی پاوینگی مولانا غالب علیہ الرحمۃ ان دنون مین بہت خوش ہین پچاس ساٹھہ
جزو کی کتاب امیر حمزہ کی داستان کی اور اسیقدر حجم کی ایک جلد بوستان خیال کی
آگئی ہی سترہ بوتلین بادۂ ناب کی توشکخانہ مین موجود ہین دن بہر کتاب دیکھا کرتے
ہین رات بہر شراب پیا کرتی ہین بیت کسی کا این مرادش میسر بود + اگر جم نباشد
سکندر بود + میر سرفراز حسین کو اور میر نصیر صاحب کو اور میر نصیر الدین صاحب کو دعائین
اور دیدار کی آرزو ہین اہاہا میرا پیارا میر مہدی آیا آؤ بہائی مزاج تو اچہا ہی بیٹہو یہہ
رامپور ہی دار السرور ہے جو لطف یہان ہی وہ اور کہان ہی پانی سبحان اللہ شہر سی تین سو
قدم پر ایک دریا ہی اور کوسی اوسکا نام ہی بیشبہ چشمۂ آب حیات کی کوئی سوت اوسمین
ملی ہی خیر اگر یون بہی ہی تو بہائی آب حیات عمر بڑہاتا ہی لیکن اتنا شیرین کہان ہوگا
تمہارا خط پہنچا تردد عبث میرا مکان ڈاک گہر کی قریب اور ڈاک منشی میرا دوست ہی نہ عرف

لکہنے کی حاجت محلی کی حاجت ہی وسواس خط بسجد یا بہیجی اور جواب لیا بہیجی یہان کا حال
سب طرح خوب اور صحت مرغوب ہی اسوقت تک مہمان ہون دیکہون کیا ہوتا ہی تعظیم و
توقیر مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین ہی اُنکی دونون میری ساتہہ آئی ہین اسوقت اس سے
زیادہ نہین لکہہ سکتا **ایضاً** ای جناب میرن صاحب السلام علیکم حضرت آداب کہو
صاحب آج اجازت ہی میر مہدی کی خط کا جواب لکہنی کو حضور مین کیا منع کیا کرتا ہون مینی تو
یہ عرض کیا تہا کہ اب وہ تندرست ہوگئی ہین بخار جاتا رہا ہی صرف پیچش باقی ہی وہ بہی رفع
ہوجاوی گی مین اپنی ہر خط مین اُنکی طرف سی دعا لکہدیتا ہون آپ پہر کیون تکلیف کرین نہین
میرن صاحب اوسکی خط کو آئی ہوی بہت دن ہوی ہین وہ خفا ہوا ہوگا جواب لکہنا ضرور ہے
حضرت وہ آپکی فرزند ہین آپ سی خفا کیا ہونگی بہائی آخر کوئی وجہہ تو بتاؤ کہ تم مجہے خط لکہنے
سی کیون باز رکہتے ہو سبحان اللہ سبحان اللہ ای لو حضرت آپ تو خط نہین لکہتے اور مجہے
فرماتی ہین کہ تو باز رکہتا ہی اچہا تم باز نہین رکہتے مگر یہ تو کہو کہ تم کیون نہین چاہتی کہ
مین میر مہدی کو خط لکہون کیا عرض کرون سچ تو یہ ہے کہ جب آپ کا خط جاتا اور وہ
پڑہا جاتا تو مین سنتا اور حظ اوٹہاتا اب جو مین وہان نہین ہون تو نہین چاہتا کہ
تمہارا خط جاوی مین اب پنجشنبہ کو روانہ ہوتا ہون میری روان نکلے کی تین دن کی بعد
آپ خط شوق سی لکہئے گا میان ہوش کی خبر لو تمہاری جانی نجانی سی مجہی کیا
علاقہ مین بوڑہا آدمی بہولا آدمے تمہاری باتون مین آگیا اور اجتک اوسکو
خط نہین لکہا لاحول ولا قوت سنو میر مہدی صاحب میرا کچہ گناہ نہین
یہ اپنے خط کا جواب لکہو تب تو رفع ہوگئے پیچش کی رفع ہونے کے
حسب مشتاب لکہو یہ نہیر کا ہی خیال نہ کہا کرو یہ بری بات ہی کہ تان

کہ یہان کچھ کیا انکو ملتا ہی نہین تمہارا پر بیٹا اگر ہوگا بہی تو عصمت بی بی انکی چادر کے
ہوگا حالات یہانکی بتفصیل میر نصیر صاحب کے زبانی معلوم ہونگے دیکہو میٹہی مین کیا جانون حکیم میر
اشرف مین اور اومین کچھ کونسل ہوتو ہی یہی پنجشنبہ ونگی کا دن ٹہرا تو بہی اگر جانی بخیر
اور پہنچ جائین تو اون سی یہ پوچہو کہ جناب ملکہ انگلستان کی سالگرہ کی روشنی کی محفل
مین تمہاری کیا گت ہوئی تہی اور یہہ بہی معلوم کر لیجیو کہ یہ جو فارسی مثل مشہور ہے کہ دفتر
را گاؤ خورد اسکی معنی کیا ہین پوچہو اور نچہوڑیو جب تک نہ بتائین اوس وقت پہلی تو
اندہی چلی پہر مینہہ آیا اب مینہہ برس رہا ہی مین خط لکہہ چکا ہون سرنامہ لکہکر رکہہ
چہوڑونگا جب ترشح موقوف ہوجائیگا تو کلیان ڈاک کو لیجائیگا میر سرفراز حسین
کو دعا پہنچی الله الله تم پانی پت کی سلطان العلما اور مجتہد العصر بنگئی کہو وہانکی لوگ تمہین
قبلہ وکعبہ کہنے لگی یا نہین میر نصیر الدین کو دعا کہنا مرزا علاء الدین خانکی نام
سنو عالم دو ہین ایک عالم ارواح اور ایک عالم آب و گل حاکم ان دونون عالمونکا وہ ایک ہے
جو خود فرماتا ہی لمن الملک الیوم اور پہر آپ جواب دیتا ہی لله الواحد القهار ہرچند قاعدہ
عام یہ ہی کہ عالم آب وگل کی مجرم عالم ارواح مین سزا پاتی ہین لیکن یون بہی ہوا
ہی کہ عالم ارواح کی گنہگار کو دنیا مین بہیجکر سزا دیتی ہین چنانچہ ۸ رجب سنہ ۱۲۱۲
کو روبکاری کے واسطے یہان بہیجا ۱۳ برس حوالات مین رہا ۷ رجب
سنہ ۱۲۲۵ ہجری کو میری واسطے حکم دوام حبس صادر ہوا ایک بیڑی میرے
پانون مین ڈالدی اور دلی شہر کو زندان مقرر کیا اور مجہے اوس زندان
مین ڈالدیا نظم ونثر کو مشقت ٹہرایا برسون کے بعد مین جیلخانہ مین سے
بہاگا تین برس بلاد شرقیہ مین پہرتا رہا پایان کار مجہی کلکتہ سی پکڑ لائی اور پہر اوسی

محبس میں شہادیا جب دیکھا کہ یہ قیدی گریز پائی دو ہتکڑیاں اور بڑھا دیں پانو بیڑی سے
دگار ہاتھ ہتکڑیوں سے زخم دار مشقت مقرری اور مشکل ہوگئی طاقت ایک قلم زایل ہوگئی
بے حیا ہوں سال گزشتہ بیڑی کو زاویہ زندان میں چھوڑ مع دونوں ہتکڑیوں کے بھاگا میرٹھ مراد
آباد ہوتا ہوا رام پور پہنچا کچھ دن کم دو مہینے وہاں رہا تھا کہ پھر پکڑا آیا اب عہد کیا کہ پھر نہ بھاگونگا
بھاگوں کیا بھاگنے کی طاقت بھی تو نرہی حکم رہائی دیکھیے کب صادر ہو ایک ضعیف
سا احتمال ہے کہ اسی ماہ ذی حجہ ۱۲۷۷ھ میں چھوٹ جاؤں بہر تقدیر بعد رہائی کے تو آدمی
سوای اپنے گہر کے اور کہیں نہیں جاتا میں بھی بعد نجات سیدھا عالم ارواح کو چلا جاؤنگا

شعر
فرخ آن روز کہ از خانہ زندان بروم + سوی شہر خود ازین وادی ویران بروم +

میر مہدی مجھی نام او میاں سید زادہ آزادہ دلی کے عاشق دلدادہ ڈھے ہوئے اردو
بازار کے رہنے والے حسد سے لکھنو کو برا کہنے والے نہ دل میں مہر و آزرم نہ آنکھ میں حیا و
شرم نظام الدین ممنون کہاں ذوق کہاں مومن خان کہاں ایک آزردہ سو خاموش
دوسرا غالب وہ بیخود و مدہوش نہ سخنوری رہی نہ سخندانی کس برتے پر تتا پانی ہاے
دلی واے دلی بھاڑ میں جائے دلی سنو صاحب پانی پت کے رئیسوں میں ایک شخص ہیں +
احمد حسین خان ولد سردار خان ولد دلاور خان اور نانا اوس احمد حسین خان کے غلام حسین
خان ولد مصاحب خان اس شخص کا حال از روی تحقیق مشرح اور مفصل لکھو قوم کیا ہے معاش
کیا ہے طریق کیا ہے احمد حسین خان کی عمر کیا ہے لیاقت ذاتی کا کیا رنگ ہے طبیعت کا
کیا ڈھنگ ہے یہ حال لکھو اور جلد لکھو میر مہدی کے بھائی میر سرفراز حسین
کے نام نور چشم راحت جان میر سرفراز حسین جیتے رہو اور خوش رہو تمہارے
دستخط خفی میر جی ساتھ وہ کیا جو یوسف کے پیرہن نے یعقوب کے ساتھ کیا تھا

ہتا میاں یہ ہم تم بوڑھے ہیں یا جوان ہیں توانا ہیں یا ناتوان ہیں بڑی بیش قیمت ہیں بہر
حال غنیمت ہیں کوئی جلا بھنا کہتا ہے شعر یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ ۔ یاد رکھنا
فسانہ ہیں ہم لوگ ۔ وہی بالاخانہ ہے اور وہی میں ہوں سیڑھیوں پر نظر ہے کہ وہ میر مہدی آئے
آئے وہ میر سرفراز حسین آئے وہ یوسف مرزا آئے وہ میرن آئے وہ یوسف علیخان آئے مرے
ہوؤں کا نام نہیں لیتا بچھڑے ہوؤں میں سے بھی کچھ گنتی ہے الحمد اللہ الحمد اللہ ہزاروں کا میں ماتم دار ہوں
میں مروں گا تو مجھکو کون روئیگا سنو غالب فنا پیشہ کیا کچھ اختلاط کی باتیں کرو کہو میر سرفراز حسین
سے کہ یہ خط میر مہدی کو پڑھوا دو اور میرن صاحب کو بلا دو کل شام کو یا پرسوں شام کو میر اشرف علی
صاحب میرے پاس آئے تھے کہتے تھے کہ کل یا پرسوں پانی پت کو جاؤنگا میں نے اونکی زبانی کچھ
پیام میرن صاحب کو بھیجا ہے اگر بھول نجائینگے پہنچا دینگے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ صاحب اب نہیں
ہے تو غلام اشرف نہیں ہے تو اگر منظور کیجیے تو میں صوفی ہوں ہمہ اوست کا دم بھرتا ہوں
بموجب مصرع کے ع دل بدست آور کہ حج اکبر است ۔ تم سے کب انکار کرتا ہوں اگر مرزا
گوہر کی جگہہ مانو تو خوش اگر غلام اشرف جانو تو راضی انکو اپنی گھر میں باتیں بتا دین
کو مجھسے جی بہلاؤ قصہ مختصر آؤ اور جلد آؤ سید انور کا جو حال لکھتے ہو وہ سچ ہے راج پوت ایسا
ہی کچھ کرتے ہیں مگر مہاراجہ مسلمانوں کا دم بھرتے ہیں دن جاتے ہیں کہ یہ لوگ پھر وہاں آتے
ہیں کیا مجھ پر الہام ہوئی مجھکو کیا غم ہوا ہے تم اس طرح کیسے جدا ہو تمکو اندیشہ کیا ہے میر قربان علی
صاحب جیسا لکھیں ویسا کرو میر مہدی صاحب میرا خط پڑھکر کہینگے مجھکو دعا ہی نہ لکھی بھائی میرے
دعا پہنچی میر نصیر الدین ایک دن میرے ہاں آئے تھے اب میں نہیں جانتا یہاں ہیں یا وہاں
ہوں تو دعا کہنا میر نصیر صاحب کے نام تو اتنا کچھ پیام ہے دعا سلام کی حاجت کیا دیکھو ہم
اپنا نام نہیں لکھتے بھلا دیکھیں تو سہی تم جانتے ہو کہ یہ خط کسکا ہے میر مہدی کے نام

سید خدا کی پناہ عبارت لکہنے کا ڈہنگ تمہارے ہاتھ کیا آیا ہی کہ تمنی ساری جہان کو سر پر اوٹھا لیا
ہی ایک غریب سید مظلوم کی چہرہ نورانی پر مہاسا نکلا ہی تمکو سرمایہ آرایش گفتار ہم
پہنچا ہی میری اونکو دعا پہنچا دو اور اونکی خیر و عافیت جلد لکہو یہاں لکا بہائی نقشا ہی
کچہ اور ہی سمجہہ مین کسیکے نہین آتا کہ کیا طور ہی اوایل ماہ انگریزی مین روک ٹوک کے
شدت ہوتی ہی آٹہوین دسوین سی وہ شدت کم ہو جاتی ہی اس مہینے مین برابر وہی
صورت رہی ہے آج ۲۷ مارچ کی ہی پانچ چار دن مہینے مین باقی ہین آگے ویسے ہی تیز ہی خدا اپنے
بندون پر رحم کرے مجہپر میری اللہ نے ایک اور عنایت کی ہی اور اس عمر مین ایک گونہ خوشی اور کیسی
بڑی خوشی دی ہی تمکو یاد ہوگا کہ ایک دستنبو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی نذر بہیجی تہی آج ان دن
ہی کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کا خط مقام الہ آباد سی بسبیل ڈاک آیا ہی وہی کاغذ افشانی وہی
القاب قدیم کتاب کی تعریف عبارت کی تحسین مہربانی کے کلمات کہیں تمکو خدا ایمان لاوے گا تو
اوسکی زیارت کرنا پنشن کی ملنے کا بہی حکم آج کل آیا چاہتا ہی اور یہ توقع پڑی ہی کہ
گورنر جنرل بہادر کی وہان سی بہی کتاب کی تحسین اور عنایت کی مضامین کی تحریر آجائے
میرن صاحب کو سلام پہلے لکہہ چکا ہون میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین
کو دعا کہدینا اور یہ خط دکہا دینا **ایضاً** بہائی ایک خط تمہارا پہلی پہنچا اور ایک
خط کل آیا پہلی خط مین کوئی امر جواب طلب نہ تہا اگرچہ کل کے خط مین بہی صرف کتابونکی رسید تہی لیکن
چونکہ دو امر لکہنے کی لایق اور تہے اسواسطی ایک لفافہ تمہاری پسند کا تمہاری نذر کرتا ہون پہلا امر یہ کہ آج
میر نصیر الدین دوپہر کو میری پاس آئی تہی اونکو دیکہکر دل خوش ہوا تمنے بہی خط مین لکہا تہا کہ
میر سرفراز حسین لوہارو گئے تہی اور میر نصیر الدین کہتے تہی کہ مین اور وہ ایکدن باقی ہے تب چلے وہ لوہارو گئے
اور مین ادہر آیا ظاہر ایسا ہی کہ پہنچنے سی پہلے روانہ ہوئے ہین کتاب رکہ گئی اون تک کیونکر پہنچے گے

پہنچے گی خدا خیر کری بیان اُنکی سنو میر نصیر الدین اولاد مین سے ہین شاہ محمد اعظم صاحب کے
وہ خلیفہ تھی مولوی فخر الدین صاحب کی اور مین مرید ہون اس خاندان کا اسواسطے میر نصیر الدین
کو پہلے بندگی لکہتا ہون اور پہر تمہاری علاقہ سی اون کو دعا لکہتا ہون صوفی بہائی
ہون اور حضرات صوفیہ حفظ مراتب ملحوظ رکہتے ہین ع گر حفظ مراتب نکنی زندیقی
یہ جواب ہی تمہارے اوس سوال کا کہ جو پہلی خط مین تمنے لکہا تہا اگلی خط مین تمنے
میرن صاحب کے خیر و عافیت کیون نلکہے یہ بات اچھی نہین ہین تو ڈر گیا کہ اگر تمہارے
خط مین اونکو دعا سلام لکہو لگا تو اونسے تم کاہیکو کہو گی پیرزادہ صاحب یعنی میر نصیر الدین نے
اون کی بندگی مجھسے کہی ہی واسطے خدا کے میری دعا اونکو کہدینا ایضاً برخوردار نور چشم
میر مہدی کو بعد دعای حیات و صحت کی معلوم ہو بہائی تمنے بخار کو کیون آنی دیا تپ کو
کیون چڑہنی دیا کیا بخار میرنصاحب کی صورت مین آیا تہا جو تم مانع نہ آئی کیا تپ ابن بن کر
آئی تہی جو اوسکو روکتی ہوئی شرمائی حکیم اشرف علی ابہی گئی ہین کہتے تہے کہ مین نی
نسخہ لکہکر آج ڈاک مین بہیجدیا ہی چونکہ یہہ خط بہی آج روانہ ہوتا ہی کیا عجب ہے کہ دونو
خط ایکدن بلکہ ایکوقت پہونچین دل تمہارے واسطے بہت کڑہتا ہی حق تعالی تمکو جلد
شفا دی اور تمہارے تندرستی کی خبر مجکو سنائی سنو میان سرافراز حسین ہزار برس جئین
تمنے مجکو ایک خط لکہا تہا وہ بہی اسطرحکا کہ جیسا جلال اسیر کہتا ہی ع بہ غیر در شکرست در رہ
دارد پڑہتا ہون اوس خط کو اور ڈہونڈہتا ہون کہ میری واسطے کونسی بات ہی مجکو کیا پیام
ہی کچہ نہین شاید دوسری صفحہ مین کچہ ہو اودہر خاتمہ بالخیر ہی یارب سرنامہ میری نام کا آغاز تحریر مین
القاب میرا ہر ساری خط مین میرنصاحب کا جہگڑا یہ کیا سبب ہے مین ایسی خط کا جواب کیون لکہون
میری بلا لکہی اب جو تم خط لکہو گی اور اوسمین اپنی بہائیکی خیر و عافیت رقم کروگے

اور میرن صاحب کا نام اور ادنکی لبی سلام تک بہی اوس بابین ہوگا تو مین اوسکا جواب لکھونگا
لکہونگا اور ہان میان پہر مینی میر اشرف علی کو کیا لکہا کہ ہمنی سنا ہے کہ چچانی اوسکا مرنا سنا ہو
اوس عزیز کا قول یہہ ہی کہ میری دونون بہنین اور پانچ بہانجیان پانی پت مین ہین کیا تجہ
معلوم ہوگا کہ کونسی لڑکی مری کاش اوسکی باپ کا نام لکہتے تاکہ مین جانتا کہ کونسی بہانجی مری
ہی اسمین کسکا نام لیکر روؤن اور کسکی فاتحہ دلواؤن اس امر مین حق بجانب اوس مطلوب
ہی تو ضیح بقید نام لکہو ۔ الیضاً میری جان سنو داستان صاحب کمشنر بہادر دہلی یعنی جناب
ساندس صاحب بہادر نی مجکو بلایا پنجشنبہ ۲۴ فروری کو مین گیا صاحب شکار کو سوار ہو گئی
تہی مین اولٹا پہر آیا جمعہ ۲۵ فروری کو گیا ملاقات ہوئی کرسی دی بعد پرسش مزاج کے
ایک خط انگریزی چار ورق کا اوٹہاکر پڑہتی رہی جب پڑہ چکی تو مجہسے کہا کہ یہ خط ہی ہکلو و
صاحب حاکم اکبر صدر بورڈ پنجاب کا تمہاری بابمین لکہتے ہین کہ انکا حال دریافت کرکر لکہو سو ہم
تم سی پوچہتے ہین کہ تم ملکہ معظمہ سی خلعت کیا مانگتی ہو حقیقت کہی گئی ایک کاغذ آمد ولایت لیکیا
تہا وہ پڑہوادیا پہر پوچہا تمنے کتاب کیسی لکہی ہی اوسکی حقیقت بیان کی کہا ایک ہکلو و صاحب
نی دیکہنے کو مانگی ہی اور ایک ہکو دو مینی عرض کیا کل حاضر کرونگا پہر پنشن کا حال پوچہا وہ
بہی گذارش کیا اپنی گہر آیا اور خوش آیا دیکہو میر مہدی حاکم پنجاب کو مقدمہ ولایت کی کیا
خبر کیا پوچہتی کیا اطلاع پنشن کی پرسش ہے کیا مدعا یہ استفسار بحکم نواب گورنر جنرل بہادر ہوا
اور یہ صورت مقدمہ فتح دفر وزی ہی غرض کہ دوسری دن یکشنبہ یوم التعطیل تہا مین اپنی
گہر رہا دوشنبہ ۲۸ فروریکو گیا باہر کی کمری مین بیٹہہ کر اطلاع کروائی کہا اچہا توقف کرو بعد
تہوڑی دیر کے گدہ کپتان کے چہٹے آئی سواری مانگی جب سواری آگئی باہر نکلی مینی کہا وہ کتاب مین
حاضر ہین کہا منشی جیون لعل کو دی جاؤ وہ ادہر سوار ہو گئی مین ادہر سوار کر اپنی مکان پر

مکان سے آیا سہ شنبہ ۱۲ مارچ کو پھر گیا بہت انبساط اور اختلاط سی باتین کرتی رہی کچھہ سیب بقلعت
گورنر ونکی لیگیا تہا وہ دکہائی ایک خط مکلوڈ صاحب بہادر کی نام کا لیگیا تہا وہ یہی کہ یہہ
استدعا کی کہ کتابیں ساتھہ بہی بہیجا جاوی بہت اچہا لکہکر کہہ لیا پہر مجہسے کہا کہ ہمنی تمہاری نثر
کی باب مین اجرٹن صاحب کو کچہہ لکہا ہی تم اون سی معروض کیا پہر اجرٹن صاحب بہادر جیسا
کہ تمکو معلوم تہا گئی ہوی تہی کل وہ آئی آج مینی اونکو خط لکہا ہی جیسا وہ حکم دینگی اوسکی
موافق عمل کرونگا جب یہ لائینگی تب جاونگا دیکہو سید اسد اللہ الغالب علیہ السلام کی مدد سے
کہ اپنی غلام کو کس طرح سے بچایا پایا مین مہینی تک بہوکا پیاسا ہی رہنی دیا پہر کس محکمہ سی کہ وہ راج
سلطنت کا دہندہ ہے میری تصدق کا حکم بہجوایا حکام سی مجکو عزت دلوائی میری صبر و ثبات کے
داد ملی صبر و ثبات بہی اوسیکا بخشا ہوا تہا مین کیا اپنی باپ کے گہر سی لایا تہا میر سرفراز حسین
کو یہ خط پڑہا دینا اور اونکو اور نصیر الدین چراغ دہلی کو اور میرن صاحب کو دعا کہنا ایضاً
میان کس حال مین ہو کس خیال مین ہو کل شام کو میرن صاحب روانہ ہوی یہان اونکی سسرال
مین قضیہ کیا کیا ہوی ساس اور سالیون نی اور بی بی نی آنسوونکی دریا بہا دی خوشدامن
صاحب بلائین لیتی ہین سالیان کہڑی ہوی دعائین دیتی ہین بی بی مانند صورت دیوار
چپ چاپ تہا ہی چیخنی کو مگر ناچار چپ وہ تو غنیمت تہا کہ شہر ویران نہ کوئی جان نہ پہچان
ورنہ ہمسایہ مین قیامت برپا ہو جاتی ہر ایک نیکبخت اپنی گہر سی دوڑی آتی امام ضامن
علیہ السلام کا روپیہ بازو پر باندہا گیارہ روپیہ خرچ راہ دینی مگر ایسا جانتا ہون کہ میرن
صاحب اپنی حد نیاز کا روپیہ راہ ہی مین اپنی بازو پر سی کہول لینگی اور مجہسی صرف پانچ
روپیہ ظاہر کرینگی اب سچ جہوٹہ تم پر کہل جائیگا دیکہنا یہ ہوگا کہ میرن صاحب تمسے
بات چہپائینگی اس سی بڑہکر ایک بات اور ہی اور وہ محل غور ہی ساس نی بہت سی

جنبیان اور توده قلاقند ساتهه کر دیا هی اور میرزا صاحب نے اپنی جی مین یه اراده کر لیا هی که
جلیبیان راه مین چٹ کر نگے اور قلاقند تمهاری نذر کر کر تیرا احسان دهر نگے یه بانی مین دے
سی آیا هون قلاقند تمهاری واسطی لایا هون زنهار نه باور کیجیو مال مفت سمجهکر لی لیجیو
کون گیا هی کون لایا هی کلوا یار کی سر پر قرآن رکهو کلیان کی هاتهه گنگا جلی دسو بلکه مین بهی
قسم کهاتا هون که ان تینون مین سی کوئی نهین لایا والله میرزا صاحب نے کسی سے نهین منگایا او
سنو مولوی مظهر علی صاحب لاهوری دروازه کی باهر صدر بازار تک اونکے پهنچانی کو گئی رسم
متابعت عمل مین آئی آپ کهو بهائی کون برا اور کون اچها هی میرن صاحب کی نازک مزاجیون
نی کهیل بگاڑ رکها هی یه لوگ تو ان پر اپنی جان نثار کرتی هین عورتین صدقی جاتی هین
مرزا یار کرتی هین مجتهد العصر سلطان العلما مولانا سرفراز حسین کو میری دعا کهنا اور
کهنا که حضرت هم تمکو دعا کهین اور تم همکو دعا دو میان کس قصی مین پهنسا هی فقه پڑهکر کیا
کریگا طب و نجوم و ریاضیات و منطق و فلسفه پڑه جو آدمی بنا چاهی خدا کی بعد نبی اور نبی کی بعد امام
یهی هی مذهب حق والسلام والاکرام علی علی کیا کرو اور فارغ البال هوکر بیٹهیا واه واه سید صاحب
تم تو بڑی عبارت آرائیان کرنی لگی نثر مین خود نمائیان کرنی لگی کئی دن سی تمهاری خط کے جواب
فکر مین هون مگر جاڑی نے بی حس و حرکت کر دیا آج جو سبب ابر کے وه سردی نهین تو مین نے خط لکهنے کا
قصد کیا هی مگر حیران هون که کیا سحر سازی کرون جو سخن پردازی کرون بهائی تم تو اردو مرزا
قتیل بنگئی هو اردو بازار مین نهر کی کنارے بستی بستی رود نیل بنگئی هو کیا قتیل کیا رود نیل
سب کهنے کی باتین هین لو سنو اب تمهارے دلی کی باتین هین چوک مین بیگم کی باغ کی دروازی کی سامنے
حوض کی پاس جو کنوان تها اوس مین سنگ و خشت و خاک ڈال کر بند کر دیا بلی ماروں کے
دروازه کی پاس کئی دکانین ڈها کر راسته چوڑا کر لیا شهر کی آبادی کا حکم خاص و عام

عام کچھ نہین ہی سپنداردن سی حاکمون کو کام کچھ نہین تاج محل مرزا قیصر مرزا جوان بخت کی
سالی ولایت علی بیگ جی پوری کی زوجہ ان سبکی الہ آباد سی رہائی ہوگئی بادشاہ مرزا جوان
بخت مرزا عباس شاہ زینت محل یہ کلکتہ پہنچی اور وہان سے جہاز پر چڑہائی ہوگئی دیکہی کیسے پہنچتے
رہین بالیقین جانین خلق نی از روی قیاس جیساکہ دلی کی خبر تراشونکا دستور ہی یہ بات
اوڑادی ہی سو ساری شہر مین مشہور ہے کہ جنوری شروع سال ۱۸۵۹ مین لوگ مجموعہ شہر مین
آباد کیی جاینگے اور سپندارونکو جہولیان بہر بہر روپیہ دی جاینگی خیر آج بدہ کا دن ۲۲
دسمبر کے ہی اب شنبہ کو بڑا دن اور اگلی شنبہ کو جنوری کا پہلا دن ہی اگر جیتی ہین تو دیکہیہ
کہ کیا ہوا تم اس خط کا جواب لکہو اور شتاب لکہو میر بحان سرافراز حسین تم کیا کر رہی ہو اور
کس حال مین ہو اب صورت کیا ہی اور آیندہ عزیمت کیا ہی میر اشرف علی صاحب آپ تو
دایر سایر تہی پانی پت مین مقیم کیونکر ہوگئی کچھ لکہیے تو مین جانون میر نصیر الدین کو صرف
دعا اور مشتاق دیدار میر نصاحب کہان ہین کوئی جای اور بلالای حضرت آئی سلام
علیکم مزاج مبارک کہیی مولوی مظہر علی نی آپکی خط کا جواب بہیجا یا نہین اگر بہیجا تو کیا لکہا
مین جانتا ہون کہ میر اشرف علی صاحب اور میر سرافراز حسین تم اور یہ ستم پیشہ میر مہدی بہت
آپکی جناب مین گستاخیان کرتے ہین کیا کرون مین کہین تم کہین وہان ہوتا تو دیکہتا کہ کیونکر ایسے
بی ادبیان کر سکتے ہین انشاء اللہ تعالے جب آپ یکجا ہونگی تو انتقام لیا جاےگا ہی کیونکہ ایکجا ہونگی دیکہئے
زمانہ اور کیا دکہای گا اللہ اللہ الضیّا میان کیون تعجب کرتی ہو یوسف مرزا کی خطوط کے آنے سے
وہ وہان جہی طرح ہی حاکمونکی ہان آنا جانا نوکری کی تلاش حسین مرزا صاحب بہی وہین ہین وہ بہی
حکام سی ملتی ہین وہانکی ننکلے درخواست کر رہی ہین اندونون صاحبون کی ہر ہفتہ
مین ایک دو خط مجکو آتی ہین جواب بہیجتا ہون بہائی لکہنؤ مین وہ امن و امان ہے

کہ نہ ہندوستانی عملداری مین ایسا امن و امان ہوگا نہ اس فتنہ و فساد سے پہلے انگریزی عملداری
مین یہ چین ہوگا امرا اور شرفا کی حکام سے ملاقات بقدر رتبہ تعظیم و توقیر پنشن کی تقسیم علی
العموم آبادیکا حکم عام لوگونکو کمال لطف و مہربانی سے آباد کر لی جاتی ہین اور ایک نقل سنو وہان کے
صاحب کمشنر بہادر عظیم نے جو دیکھا کہ عملہ ہنود بہرے ہوئے ہین اہل اسلام نہین ہین ہنود کو اون
علاقون پر سے بیجا اور انکی جگہہ مسلمانون کو بہرتی کیا یہ تو آفت دلی ہی پر ٹوٹ پڑی ہی
لکھنو کی سوا اور سب شہرونمین عملداری کی صورت وہ ہی جو غدر سے پہلی تہی اب یہان ٹکٹ
چہاپی گئی ہین مینے ہی دیکہی فارسی عبارت یہ ہی ٹکٹ آبادی درون شہر دہلی بشرط ادخال
جرمانہ مقدار روپیہ حاکم کی رای سے ہی آج پانچ ہزار ٹکٹ چہپ چکا ہی کل اتوار یوم التعطیل ہے آج
پرسون دوشنبہ سے دیکہیے یہ کاغذ کیونکر تقسیم ہون یہ تو کیفیت عموماً شہر کی ہی خصوصاً میرا حال
سنو پانسو مہینی کی بعد پرسون کوتوال کو حکم آیا ہی کہ اسد اللہ خان پنشندار کی کیفیت لکہو کہ
وہ بے مقدور اور محتاج ہی یا نہین کوتوال نے موافق ضابطہ کی مجہسے چار گواہ مانگی ہین سو کل
چار گواہ کوتوالی چبوترے جاینگے اور میری بیمقدوری ظاہر کر آئینگے تم کہین یہ نہ سمجہنا کہ بعد ثبوت
مفلسی چڑہا ہوا روپیہ مل جاوے گا اور آیندہ کو پنشن جاری ہو جاوی گی نہ صاحب یہ تو ممکن ہی
نہین بعد ثبوت افلاس مستحق ٹہرونگا چہہ مہینے کا یا برس دن کا روپیہ علی الحساب پاونگا میرن صاحب
جو بلائی گئی ہین اوس طلب کے جواب مین یہی کیون نہین لکہتے کہ ٹکٹ میری نام کا حاصل کر کے
بہیجدو تو مین آون دیکہو اب دس پانچ دن مین سب حال کہلا جاتا ہی میر سرفراز حسین کو
دعا کہنا اور میری طرف سے گلی لگانا اور پیار کرنا میر نصیر الدین کو دعا کہنا میرن صاحب کو
مبارکباد کہنا ایضاً کیون یار کیا کہتے ہو ہم کچہ آدمی کام کی ہین یا نہین تمہارا
خط پڑہکر دو سو بار یہ شعر پڑہا شعر وعدہ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد

تمکو مولوی مظہر علی صاحب کے پاس بہیجکر کہلا بہیجا کہ آپ کہین جائیگا نہین مین آتا ہون بہلا
بہائی اچہی حکمت کی کیا وہ میری باپ کی نوکر ہین کہ مین اونکو بولاتا اونہون نے جواب مین کہلا
کہ آپ تکلیف نکرین مین حاضر ہوتا ہون دو گہڑی کی بعد وہ آئی ادہر بات اودہر کی بات کوئی
انگریزی کا غذ کہیا کوئی خط فارسی پڑہوا لیا جی کیون حضرت آپ میر نصیر صاحب کو نہین بلاتی
صاحب مین تو اونکو لکہہ چکا ہون کہ تم چلی آؤ اور ایک مقام کا اونکو پتا لکہا ہی کہ وہان ٹہر کر
مجہکو اطلاع کرو مین تمہین بلوا لونگا صاحب اب وہ ضرور آوینگی آخرکار اونسی اجازت لیکر اب
تمکو لکہتا ہون کہ اونسی مختصر یہ کلمہ کہدو کہ بہائی یہ تو مبالغہ ہی روئی دہان کہا تو تونے
بیان ہو یہ کہتا ہون کہ عید دہان کرو تو یا سی عید یہان کرو یہہ میرا حال سنو کہ بی زرق
جبینی کا وہ سب مجکو اگیا ہی اس طرف سی خاطر جمع رکہنا رمضان کا مہینا روزہ کہا کہا کر کاٹا
آیندہ خدا رازق ہی کچہ اور کہانیکو نملا تو غم تو ہی پس جب ایک چیز کہانیکو ہوئی اگرچہ
غم ہی ہو تو پہر کیا غم ہی میر سرفراز حسین کو میری طرف سی گلی لگانا اور پیار کرنا میر نصیر الدین
کو دعا کہنا اور شفیع احمد صاحب کو اور میر احمد علی صاحبکو سلام کہنا میر نصاحب کو سلام نہ دعا یہ
خط پڑہا دو اور ادہر کو روانہ کرو کیا خوب بات یاد آئی ہی کیون وہ شہر سی باہر ٹہرین اور کیون
کسیکی بلانیکی راہ دیکہین شکرم مین کرانچی مین جو یہی مین یعنی ڈاک مین آئین بلیمارون کے
محلہ مین میری مکانکی در پر اتر پڑین مرزا قربان بیگ کی مکانمین مولوی مظہر علی رہتی ہین میرے
اونکی مسکن مین ایک میر خیرات علی کی حویلی درمیان ہی ڈاک کو زنہار کوئی نہین روکتا یہ
صلاح تو ایسی ہی کہ اگر اس خط کی پہنچتے ہی چلدین تو عید یہین کرین الصلا
برخوردار کامگار میر مہدی قطعہ تمنے دیکہا سچ مچ میرا حلیہ ہی واہ اب کیا شاعری رنگی
ہی جسوقت ملی یہ قطعہ وہ اونکی پہنچنے کی واسطے لکہا ارادہ تہا کہ خط بہی لکہون اگر کون فی تا یا کہ

که دادا جان چلو کهانا تیار هی همین بهوک لگی هی مین خط اور لکها چاهتا تها مین نے کها
اب کیون لکهون اوسی کاغذ کو لفافی مین رکهه ٹکٹ لگا سرنامه لکهه کلیان کی حوالے کر گهر مین
چلا گیا اور وهان ایک چهپر هی که دیکهون میرا بیٹا مهدی خفا هو کر کیا باتین بناتا هی سو
رها هو تمنی چلی سوتی پهوری نواب تها اور خط لکهنی بیٹها هون کیا لکهون یهان کا حال باقی
میر نصیر ا چکی سن لیا هو گا مگر وه جو کچه تمنے سنا هو گا اصل باتین هین پر انکا مقدمه کلکته
مین نواب گورنر جنرل بهادر کے پیش نظر یهان کی حاکم نی اگر ایک روبکاری لکهکر اپنی دفتر
مین رکهه چهوڑی میرا اوسمین کیا ضرر یهان تک لکهه چکا تها که دو ایک آدمی آگئی دن بهتی
تهوڑا رهگیا مین نی بکس بند کیا باهر تخته پر آ بیٹها شام هوئی چراغ روشن هوا منشی سید احمد حسین
سرهانی کی طرف مونڈهی پر بیٹهی هین مین پلنگ پر لیٹا هوا هون که ناگاه چشم و چراغ
دودمان علم و یقین سید نصیر الدین آیا ایک کوڑا هاته مین اور ایک آدمی ساته اوسکی
سر پر ایک ٹوکرا اوس پر گهانس هری بچهی هوئی مین نی کها ها ها سلطان العلما مولانا
سرفراز حسین دهلوی نے دوبارہ رسد بهیجی هی بارے معلوم هوا که وه نهین هی کچه اور هی
فیض خاص نهین لطف عام هی شراب نهین آم هی خیر یه عطیه بهی بی خلل هی بلکه نعم البدل
هی ایک ایک آم کو ایک ایک سر بمهر گلاس سمجها ملکو سی بهرا هوا مگر واه کس حکمت سی بهرا هی
که شیشه گلاس مین سی ایک قطره نهین گرا هی میان کهتا تها که یه اسی تهی نیدره بگڑ گئی
بلکه سڑ گئی تا اونکی بهرائی اور وه نین سرایت نکری ٹوکرے مین سی پهینک دئی مین نی کها بهائی
یه کیا کم هی مگر مین تمهاری تکلیف اور تکلف سی خوش نهین هوا تمهاری پاس ویسه
کهان جو تمنی آم خریدی خانه آباد دولت زیاده ملکور ایک انگریزی شراب هوتی هی
قوام کے بهت لطیف اور رنگت کے بهت خوب اور طعم کی ایسی بیٹهی

میٹھی جیسا قند کا قوام بتلا دیکھو اس لغت کی معنی کسی فرہنگ میں نہ پاؤ گی ہان فرہنگ
سرور میں ہو تو ہو مجتہد العصر اور حکیم میر اشرف علی کو کہ وہ اونکی علم کی گنجی ہیں اور انکی
نکلی کی کتابیں چالیس پچاس روپیہ کو بکتی ہیں سیر کروگا کہدینا ۱۲ القصہ میری جان
خدا تجکو ایک سو بیس برس کی عمر دے بوڑھا ہونی آیا ڈاڑھی میں بال سفید گئی مگر بات سمجھنے
نہ آئی پنشن کی باب میں الجھی ہو اور کیا بچا الجھی ہو یہ تو جانتی ہو کہ دلی کے سب پنشندار نکو
مئی ۱۸۵۷ عیسوی سے پنشن نہیں ملا یہ فروری ۱۸۵۹ عیسوی بائیسوان مہینا ہے چند
اشخاص کو اس بائیس مہینے میں سال بھر کا روپیہ بطریق مدد خرچ مل گیا باقی چہری
سوئی روپیہ کی باب میں اور آیندہ ماہ بماہ ملنی کی واسطے ابھی کچھہ حکم نہیں ہوا تو اب اپنے
سوال کو دیا کرو کہ اس واقعہ سے اوسکو کچھہ نسبت ہی یا نہیں یہ حضرت کا سوال میر خسرو کی
انملی ہی ہے ۵ چل لسولا لیگئے تو کاہے سے پکون راب علی بخش خان پچاس روپیہ
مہینا پاتی تھی بائیس مہینے کی گیارہ سو ہوتی ہیں اونکو چھہ سو روپیہ مل گئی باقی
روپیہ چہری ہار ہا آیندہ ملنی میں کچھہ کلام نہیں غلام حسین خان سو روپیہ مہینے کا
پنشندار بائیس مہینے کی بائیس سو روپیہ ہوتی ہیں اوسکو بارہ سو ملی دیوان کشن
لعل ڈیڑھ سو روپیہ بائیس مہینے کی ہوتے ہیں اوسکو اٹھارہ سو ملے تھا جامعہ دار کے
روپیہ مہینا کا سکہ نمبر سال بھرکے ایک سو بیس ۱۲۰ نے آیا اسیطرح پندرہ سولہ
آدمیوں کو ملا ہے آیندہ کیواسطے کسیکو کچھہ حکم نہیں مجکو پھر مدد خرچ نہیں
ملا جب کئی خط لکھی تو اخیر خط پر صاحب کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ سال
کو بے بطریق مدد خرچ سو روپیہ ملجاینگے میں نے وہ سو روپیہ نہ لیے
اور پھر صاحب کمشنر بہادر کو لکھا کہ میں ماسٹہ روپیہ آٹھہ آنہ مہینا پانی والا ہوں

سال بہر کی ساڑہی سات سو روپیہ ہوتی ہین تنخواہ دارون کو سال سال بہر کا روپیہ ملا مجکو سو
روپیہ کیسی ملتی ہین مثل اورونکے مجھے بہی سال بہر روپیہ ملجاتی ہی ہمین کچہ جواب نہین ملا آبادیکا
یہ رنگ ہی کہ ڈہنڈورا پٹوا کر ٹکٹ چہپوا کر اجرائن صاحب بہادر بطریق ڈاک کلکتہ چلی گئی دلی کے
حمقا جو باہر پڑی ہوئی ہین منہ کہول کر رہگئی اب جب وہ معاودت کرینگے تب شاید آبادی آتی ہے
ہوکی یا کوئی اور نئی صورت نکل آئی میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین اور میرن صاحبکو
دعا پہونچین ۱۲ **ایضاً** سید صاحب نہ تم مجرم نہ مین گنہگار تم مجبور مین ناچار لو اب کہانی
سنو میری سرگذشت میری زبانی سنو نواب مصطفے خان بمیعاد سات برس کے قید
ہوگئی تہی سو اونکی تقصیر معاف ہوئی اور اونکو رہائی ملی صرف رہائی کا حکم آیا ہے
جہانگیر آباد کی زمینداری اور دلی کے املاک اور پنسن کے باب مین ہنوز کچہ حکم نہین ہوا ناچار
وہ رہا ہوکر میرٹہہ ہی مین ایک دوست کے مکان مین ٹہری ہین مین بمجرد اس خبر کی استماع کی
ڈاک مین بیٹہکر میرٹہہ گیا اونکو دیکہا چار دن وہان رہا پہر ڈاک مین بیٹہ کر گہر آیا دن اور تاریخ آنے
جانیکی یاد نہین مگر ہفتہ کو گیا منگل کو آیا آج بدہ دوم فروری ہے مجکو آئی ہوئی نوان دن ہی انتظار
مین تہا کہ تمہارا خط آئی تو اوسکا جواب لکہا جائے آج صبح کو تمہارا خط آیا دوپہر کو مین جواب لکہتا ہون
سنو اس شہر مین ایک نیا حکم ہوا ہی کچہ سمجہ مین نہین آتا ہی کہ کیا ہوتا ہی میرٹہہ سی آکر
دیکہا کہ یہان بڑی شدت ہی اور یہہ حالت ہی کہ گورونکی پاسبانی پر قناعت نہین ہی
لاہوری دروازہ کا تہانہ دار مونڈہا بچہا کر سڑک پہ بیٹہتا ہی جو باہر سی گوری کی آنکہ بچا کر آتا ہے
اوسکو پکڑ کر حوالات مین بہیجدیتا ہی حاکم کی ہان سے پانچ پانچ بید لگتے ہین یا دو روپیہ جرمانہ لیا
جاتا ہے آٹہہ دن قید رہتا ہے اس سے علاوہ سب تہانون پر حکم ہی کہ دریافت کرو کون بے ٹکٹ مقیم ہے
اور کون ٹکٹ رکہتا ہی تہانون مین نقشی مرتب ہونی لگی یہانکا جمعدار میری پاس ہی آیا

آیا مینی کہا بہائی تو مجہی نقشی مین نہ کہہ میری کیفیت کی عبارت الگ لکہہ عبارت یہ اسد اللہ
خان پنشندار سنہ ۱۸۵۰ع سی حکیم پٹیالی والی کے بہائی کی حویلی مین رہتا ہی نہ کالون کے وقت مین
کہین گیا نہ گورون کے زمانہ مین نکلا اور نہ نکالا گیا کرنیل برون صاحب بہادر کے زبانی حکم پر
اوسکی اقامت کا مدار ہے اب تک کسی حاکم نی وہ حکم نہین بدلا اب حاکم وقت کو اختیار ہی پرسون
یہہ عبارت جماعہ داری محلی کی نقشی کے ساتہہ کوتوالی مین بہیجدی کل سے یہ حکم نکلا کہ یہ لوگ
شہر سے باہر مکان و دکان کیون بناتی ہین جو مکان بن چکی ہین اونہین ڈہا دو اور آیندہ
کو ممانعت کا حکم سنا دو اور یہہ بہی مشہور ہے کہ پانچہزار ٹکٹ چہاپی گئی ہین جو مسلمان شہر
مین اقامت چاہے بقدر مقدور اوسکا اندازہ قرار دینا حاکم کے رای پر ہے روپیہ دیوی اور
ٹکٹ لی گہر برباد ہو جای آپ شہر مین آباد ہو جای آج تک یہ صورت ہی دیکہئے شہر کے بستی کے
کون صورت ہی جو بستی ہین وہ بہی اخراج کی جاتی ہین یا جو باہر پڑی ہوئی ہین وہ شہر مین
آتی ہین الملک للہ والحکم للہ نور چشم میر سرفراز حسین اور برخوردار میر نصیر الدین کو دعا اور
جناب میرن صاحب کو سلام ہی اور دعا ہی اسمین سی وہ جو چاہین قبول کرلین ۱۲ ایضاً

میر مہدی جیتی رہو آفرین صد ہزار آفرین اردو عبارت لکہنی کا کیا اچہا ڈہنگ پیدا کیا ہی کہ مجکو
رشک آنی لگا سنو دلی کی تمام مال و متاع و زر و گوہر کی لوٹ پنجاب احاطہ مین گئی ہی یہ طرز
عبارت خاص میری دولت تہی سو ایک ظالم پانی پت انصارون کی محلہ کا رہنی والا لوٹ لی گیا
مگر مینی اوسکو بحل کیا اللہ برکت دی میری پنشن اور ولایت کی انعام کا حال کما حقہ سمجہلو وللہ الحمد
الطاف خفیہ ایک طرز خاص پر تحریک ہوئی نواب گورنر جنرل بہادر نی حاکم پنجاب کو لکہا کہ حاکم
دہلی سی فلانی شخص کے پنشن کی کل چڑہی ہوی روپیہ تا یکشت پانیکی اور آیندہ ماہ بماہ پانی
ملنی کی رپورٹ منگوا کر اپنی منظوری لکہکر ہمارے پاس بہیجدو تا کہ ہم حکم منظوری دیکر تمہارے پاس

بھیجدین سو یہان اوسکی تعمیل فوراً بطرز مناسب ہوگئی کم و بیش دو مہینے مین روپیہ سب
ملجائیگا اور ہان صاحب کمشنر بہادر نے یہہ بہی کہا کہ اگر تمکو ضرورت ہو تو سو روپیہ خزانے سے
منگوالو مین نے کہا صاحب یہہ کیسی بات کہ اورونکو برس دنکا روپیہ ملا اور مجھے روپیہ دلواتے
ہو فرمایا کہ ہمکو اب چند روز مین سب روپیہ اور اجرا کا حکم ملجائیگا اور اورون کو یہہ
بات برسون مین میسر آئیگی مین چپ ہو رہا آج دوشنبہ یکم شعبان اور ہفتم مارچ ہے وہ
مہر ہوجائے تو اپنا آدمی معہ رسید بھیجکر سو روپیہ منگالون پر یار ولایت کی انعام کی توقع
خدا ہی سے ہے حکم تو اسی حکم کے ساتھہ اوسکے رپوٹ کرنیکا بہی آیا ہے مگر یہہ بہی حکم ہے کہ اپنی
رای لکھو اب دیکھئے یہہ دو حاکم یعنے حاکم دہلی اور حاکم پنجاب اپنی رای کیا لکھتے مین حاکم پنجاب
گورنر بہادر کا یہہ بہی حکم ہے کہ دستنبو منگاکر اور تم دیکہہ کر ہمکو لکھو کہ وہ کیسی ہے اور اوسمین
کیا لکھا ہے چنانچہ حاکم دہلی نے ایک کتاب مجھسے بہی کہکر مانگی اور مینے دی اب دیکھون حاکم
پنجاب کیا لکھتا ہے اسوقت تمہارا ایک خط اور یوسف مرزا کا ایک خط آیا مجکو باتین کرنے
کا مزا ملا تو دونون کا جواب ابہی لکھکر روانہ کیا اب مین روٹی کہانے جاتا ہون

میر افراز حسین میرن صاحب میر نصیر الدین کو دعا ۱۲ **ایضاً** مارڈالا
یار تیری جواب طلبی نے اس چرخ کجرفتار کا برا ہو ہمنے اس کا کیا بگاڑا تہا
ملک اور مال جاہ و جلال کچہہ نہین رکہتے تہے ایک گوشہ و توشہ تہا چند مفلس بے
نوا ایک جگہہ فراہم ہوکر کچہہ ہنس بول لیتے تہے **شعر** سو بہی نہ تو کوئی
دم دیکہہ سکا ای فلک ہاے اور تو یہان کچہہ نہ تہا ایک مگر دیکہنا یاد رہے ہا
یہہ شعر خواجہ میر درد کا ہے کل سے مجکو میکش بہت یاد آتا ہے سو صاحب اب
تم بتاؤ کہ مین تمکو کیا لکھون وہ صحبتین اور تقریرین جو یاد کرتے ہو

اور تو کچھہ بن نہین آئی مجھسے خط یہ خط لکھوا تے ہوا نسوؤن پیاس نہین بجتی
یہ تحریر تلانے اوس تقریر کا نہین کر سکتے بہر حال کچھہ لکھتا ہون دیکھو کیا لکھتا
ہون سنو نپتنگے رپورٹ کا ابہی کچھہ حال نہین معلوم دیر آید درست آید یہی ہے مین
تم سے بہت آزردہ ہون میرن صاحب کی تندرستی کی بیان مین نہ اظہار مسرت
نہ مجکو تہنیت بلکہ اسطرحسے لکھا ہے کہ گویا اونکا تندرست ہونا تمکو ناگوار ہوا ہی لکھتے
ہو کہ میرن صاحب ویسے ہی ہو گئی جیسے آگے تہی او چہیلتے کودتی پہرتی ہین اسکے
یہہ معنے کہ ہے ہے کیا غضب ہوا کہ یہ کیون اچھے ہو گئی یہ باتین تمہارے ہمکو پسند
نہین آتے تمنے میر کا وہ مقطع سنا ہوگا بہ تغیر الفاظ لکہتا ہون ؛ کیون میرن
کو مغتنم جانون ؛ دلی والون مین ایک بچا ہی یہہ میر تقی کا مقطع یون ہی ؛
میر کو کیون نہ مغتنم جانین ؛ اگلی لوگون مین ایک رہا ہی یہہ میر کے جگہہ میرن
اور رہا کے جگہہ بچا کیا اچھا تصرف ہے ارہی میان تمنے کچھہ اور بہی سنا کل یوسف
مرزا کا خط لکھنو سے آیا وہ لکہتا ہا کہ نصیر خان عرف نواب جان والد اونکا دایم
الحبس ہو گیا حیران ہون کہ یہ کیا آفت آئی یوسف مرزا تو جہوٹ کاہیکو
لکھیگا خدا کرے اوسنے جہوٹ سنا ہو لو بہی اب تم چاہو بیٹہے ہو چاہو اپنے
گھر جاؤ مین تو روٹی کہانے جاتا ہون اندر باہر سب روزہ دار ہین
یہان تک کہ بڑا لڑکا باقر علی خان بہی صرف ایک مین اور ایک میرا پیارا
بیٹا حسین علی خان یہہ ہم روزہ خوار ہین وہی حسین علی خان جسکا
روزہ مرہ ہی کہلونی منگادو مین بہی بجار جاون گا میر سرافراز حسین کو دعا کہنا اور
یہہ خط اونکو ضرور سنا دینا برخوردار میر نصیر الدین کو دعا پہنچی **الیضاً**

ایضاً خوبی دین و دنیا روزی باد میر اشرف علی صاحب نی تمہارا خط دیا وہ جو تمنی لکہا تہا کہ تیرا
خط میری نام کا میری ہمنام کی ہاتہہ جا پڑا صاحب قصور تمہارا ہی کیوں ایسے شہر میں رہتی ہو جہاں دوسرا
میر مہدی بہی ہو مجکو دیکہو کہ میں کب سی دلی میں رہتا ہوں نکوئی اپنا ہمنام ہونی دیا نکوئی اپنا ہم
عرف ہونی دیا نہ اپنا ہم تخلص بہم پہنچایا فقط پنشن کی صورت یہہ ہی کہ کوتوال سی کیفیت طلب ہوئی
اوسنی اچہی لکہی کل ہفتہ کا دن ساتویں اگست کی مجکو اجرٹن صاحب بہادر نے بلایا کچہہ سہل سوال مجہسے
کئی اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تنخواہ ملی اور جلد ملی تردد اگر ہی تو اس میں ہی کہ ۱۵ مہینے پچہلے ہی ملتی
ہیں یا صرف آیندہ کو مقرر ہوتی ہی غلام فخر الدین خان کی دو ایک روبکاریاں ہوئی ہیں
صورت اچہی ہی خدا چاہی تو رہائی ہو جائی صاحب ہمنی گہبرا کر اوس تحریر فارسیکو تمام کیا
دفتر بند کر دیا اور یہہ لکہدیا کہ یکم اگست ۱۸۶۰ء تک یعنی ۱۵ مہینے کا حال لکہا اور آیندہ
لکہنا موقوف کیا تمکو آگی اس سے لکہا تہا کہ تم اپنی اوراق کا فقرہ اخیر لکہہ بہیجو اب پہر تمکو لکہا
جاتا ہی کہ جلد لکہو تا کہ میں اوسکی آگی کی عبارت تمکو لکہکر بہیجدوں ہاں صاحب میر
اشرف علی صاحب یہہ بہی فرماتی تہی کہ میر سرافراز حسین پانی پت آیا چاہتے ہیں اگر آجائیں تو
مجکو اطلاع کرنا ۱۲ **ایضاً** سید صاحب تمہاری خط کی آنی سی وہ خوشی ہوئی جو کسی دوست کی دیکہنے
سی ہو لیکن زمانہ وہ آیا ہی کہ ہماری قسمت میں خوشی ہی نہیں خط سی معلوم ہوا تو کیا معلوم
ہوا کہ ڈہائی سو دہی اندونمین ڈہائی روپیہ بہی بہاری ہیں ڈہائی سو کیسی سبحان اللہ باوجود
اس تہیدستیکے پہر بہی کہنا پڑتا ہی کہ روپیہ گئی بلا سی آبرو بچی جان بچی اب میر سرافراز حسین
کو چاہیی کہ الور چلی جائیں شاید نئی بندوبست میں کوئی صورت نوکری کی نکل آئی
میری دعا کہو اور یہ کہو کہ اپنا حال اوس اپنا قصد اپنی ہاتہہ سے مجکو لکہیں نشتہ کا
حال کچہہ معلوم ہوا ہو تو کہوں حاکم خط کا جواب نہیں لکہتا عملہ میں ہر چند تفحص

تفحص کیجئے کہ ہمارے خط پر کیا حکم ہوا کوئی کچھ نہیں بتاتا یہ حال تنا ہے اور دلائل اور قرائن سے
معلوم ہوا ہے کہ میں بیگناہ قرار پایا ہوں اور ڈپٹی کمشنر بہادر کی رائے میں پنشن پانیکا استحقاق
رکہتا ہوں بس اس سے زیادہ یہ مجہے معلوم نہ کسیکو خبر یہاں کیا باتیں کرتے ہو میں کتابیں کہاں سے
چہپوا ماروں گی کہانیکو نہیں شراب پینے کو نہیں جاڑے آئے ہیں لحاف توشک کی فکر ہے کتابیں
چہپواؤنگا منشی امید سنگہ اندور والے دلی آئے تہے سابقہ معرفت مجہسے نہ تہا ایک دوست انکو میرے
گہر لے آیا انہوں نے وہ نسخہ دیکہا چہپوانیکا قصد کیا آگرہ میں میرا شاگرد رشید منشی ہرگوپال تفتہ تہا
اسکو میں نے لکہا اوسنے اس اہتمام کو اپنے ذمہ لیا مسودہ بہیجا گیا ۸ روپئے جلد قیمت ٹہری پچاس
جلدیں منشی امید سنگہ نے لیں پچیس روپیہ چہاپہ خانہ میں بطریق ہنڈوی بہجوادی صاحب مطبع
نے بشمول سعی منشی ہرگوپال تفتہ چہاپنا شروع کیا آگرہ کے حکام کو دکہایا اجازت چاہی حکام نے
بکمال خوشی اجازت دی پانسو جلد چہاپی جاتی ہے اوس پچاس جلد میں سے شاید پچیس جلد منشی
امید سنگہ مجکو دینگے میں عزیزوں کو بانٹ دونگا پرسوں خط تفتہ کا آیا تہا وہ لکہتے ہیں کہ ایک
فرمہ چہپنا باقی ہے یقین ہے کہ اسی اکتوبر میں قصہ تمام ہو جاے پہلی مئی ۱۱ مئی ۱۸۵۷ع
سے اکتیسویں جولائی ۱۸۵۸ع تک کا حال لکہا ہے اور خاتمہ میں اسکی اطلاع دیدی ہے امین الدین
خان کے جاگیر کی ملنے کا حال اور بادشاہ کی روانگی کا حال کیونکر لکہتا انکو جاگیر اگست میں
ملی بادشاہ اکتوبر میں گئے کیا کرتا اگر تحریر موقوف نکرتا منشی امید سنگہ اندور جانیوالے تہے اگر ختم کرکے
مسودہ انکے سامنے آگرہ نہ بہیجدیتا تو پہر چہپواتا کون اہل خطہ کا حال ازروے تفصیل مجکو کیونکہ معلوم ہوتا
سنو کہ دعوی خون پیش کیا چاہتے ہیں سودا ہو گیا ہے سودہ ہو رہا ہے بلنگ صاحب کے جی پر بن
گئی ہے گورنمنٹ مدعی ہوئی قصاص لیا اب ایک ہندوستانی کے خونکا قصاص کون
لیگا **شعر** اے بسا ہنگام از جور یار چہ نالی + در کیش روزگاران گل خون بہا ندارد

خیر جو ہوتا ہی ہو رہیگا بعد وقوع ہم ہی سن لینگے تم اتنا کیون دل جلا رہے ہو ۱۲

ایضاً میری جان وہ پارسی قدیم جو ہوشنگ و جمشید و کیخسرو کے عہد مین مروج تہی اوسمین خر بجای مضموم نور قاہر کو کہتے ہین اور چونکہ پارسیون کی دید ۂ دانست دانست مین بعد خدا کے آفتاب سی زیادہ کوئی بزرگ نہین ہی اسیواسطے آفتاب کو خر لکہا اور شید کا لفظ بڑہا دیا شید بہ شین مکسور و یای معروف بر وزن عید روشنی کو کہتے ہین یعنے یہہ اوس نور قاہر ایزدی کی روشنی ہی خر اور شید یہہ دونون اسم آفتاب کی ٹہری جب عرب و عجم مل گئے تو اکابر عرب نے کہ وہ متبحر علوم ہوئے واسطے التباس کی خر مین واو معدولہ بڑہا کر خور لکہنا شروع کیا ہر آئینہ متاخرین نے اس قاعدہ کو پسند کیا اور منظور کیا اور فی الحقیقت یہہ قاعدہ بہت مستحسن ہے نقیر خر جہان مے اضافہ لفظ شید لکہتا ہی موافق قانون عظمای عرب بواو معدولہ لکہتا ہی یعنے خور اور جہان باضافہ لفظ شید لکہتا ہی وہان پیروی بزرگان پارسے سے لفظ خور کو بی واو لکہتا ہی یعنے خرشید خور کا قافیہ در اور بر کی ساتہہ جائز اور روا ہی خود مین نے دو چار جگہہ باندہا ہوگا وہان مین بیواو کیون لکہون رہا خورشید جاہو بی واو لکہو چاہو مع واو لکہو مین بی واو لکہتا ہون مگر مع الواو کو غلط نہین جانتا اور خر کو کبہی بیواو نلکہونگا یہ قافیہ ہو یا نہو یعنے نظم مین وسط شعر مین آپڑی یا نثر کی عبارت مین واقع ہو خور لکہونگا یہ بات بہی تمکو معلوم رہی کہ جسطرح خر ترجمہ قاہر کا ہی اسیطرح جم ترجمہ قادر کا ہی کہ باضافہ لفظ شید اسم شہنشاہ وقت قرار پایا ہی مجتہد العصر دمیر سرفراز حسین کو دعا پہنچے سچ کہتے تمہین وہان کوئی مجتہد العصر نکہتا ہوگا تمکو کیا مین نے تمنے مان لیا اب کوئی کہی یا نکہی میان بدر الدین ہی ایک مہر کہدوادونگا

مستقیم ہو جناب مجتہد العصر میر سرفراز حسین یاد رکھو تم یہہ مہر خطون پر مختصر سی ہمیشہ کہدوا کر
کرنے شروع کرنا سکے سب تمکو مجتہد العصر کہنے لگین گے حکیم میر اشرف علی کو اور ان کے
فرزند کو دعا پہنچے میرن صاحبکو دعا پہنچے بہائی میرن اب وہ حسن کا پردہ کہول دو
صفائیان جہجر پہ لپیٹتا ہون دم بدم بہگوتا ہون وہ تو کہان جو پہر دن سی سکے
صافی کو لگے کر اور پانیکو ٹہنڈا کری وہ پانی جو میر مہدی اور تم اور حکیم جی
پینگی ہو اب کہان صرف پندرہ دن بچے اور باقی ہی آیندہ خدا رازق ہے ۱۲ ایضاً
ہان صاحب تم کیا چاہتی ہو مجتہد العصر کے مسودہ کو اصلاح دیکر بہیجدیا اب اور
کیا لکہون تم میری ہمعمر نہین جو سلام لکہون مین فقیر نہین جو دعا لکہون تمہارا
دماغ چل گیا ہی لفافہ کو کریدا کرو مسودہ کو کاغذ کو بار بار دیکہا کرو پاؤگے کیا یعنے
تمکو وہ محمد شاہی روشین پسند ہین یہان خیریت ہی وہان کی عافیت مطلوب ہے
خط تمہارا بہت دنکی بعد پہنچا جی خوش ہوا مسودہ بعد اصلاح کی بہیجا جاتا ہے برخوردار میر سرفراز
حسین کو دینا اور دعا کہنا اور ہان حکیم میر اشرف علی اور میر افضل علی کو بہی دعا کہنا امیر
سعادت مند یہہ ہی کہ ہمیشہ اسیطرح سے خط بہیجتے رہو کیون سچ کہیو اگلون کی خطوط کے
تحریر کے یہی طرز تہے ہای کیا اچہا شیوہ ہے جب تک یون نہ لکہون وہ خط ہی نہین ہے چاہ
بی آب ہی ابر بی باران ہی نخل بی میوہ ہے خانہ بی چراغ ہی چراغ بی نور ہے ہم جانتی ہین تم زندہ ہو
تم جانتی ہو کہ ہم زندہ ہین امر ضروری کو لکہہ لیا زوائد کو اور وقت پہ موقوف رکہا اور اگر تمہارے
خوش نہونے کا اسیطرح کی نگارش پر منحصر ہی تو بہائی ساڑہی تین سطرین ویسی ہی مین نے لکہدین کیا تمہار
تقاضا نہین پہنچتے اور وہ مقبول نہین ہوتے خیر ہمسے ہی نہ عبارت جو مسودہ کی ساتہہ لکہی تہے
اب لکہہ بہیجی قصور معاف کرو خفا نہو میر نصیر الدین ایکبار آئے تہی پہر نہ آئی غالب نے مین نے یہان لکہی کہ تمہارے

چچا کو پانسو بہیجے دون نواب نفیس محمد خان کے بہائی حسن علی خان مر گئی حامد علی خان کے
ایک لاکہہ تیس ہزار کئی سو روپیہ کی ڈگری بادشاہ پر ہو گئی کلو داروغہ بیمار ہو گیا تہا آج اوسنے
غسل صحت کیا باقر علی خان کو مہینے بہرسی تپ آتی ہی حسین علیخان کی گلی مین دو غدود ہو گئے
ہین شہر چہپ جانے کہین پہاوڑا چلتا ہی نہ سرنگ لگا کر کوئی مکان اوڑایا جاتا ہے نہ اہنی سرکائی
ٹکمین دمدمہ بنتا ہی دلی شہر خموشان ہی کا غدر بگڑ گیا ورنہ تمہارے دل کی خوشی کے واسطے ابہی اور لکہتا

ایضاً سید صاحب کل پہر دن رہے تمہارا خط پہنچا یقین ہی کہ اوسیوقت یا شام کو میر سرفراز
حسین تمہارے پاس پہنچ گئی ہون حال سفر کا جو کچہہ ہی اون کی زبانی سن لوگی مین کیا لکہون
مینی ہی جو کچہہ سنا ہی اونہین سی سنا ہی انکا اسطرح ناکام پہر آنا میری تمنا اور میری مقصود کے
خلاف ہی لیکن میری عقیدہ اور میری تصور کے مطابق ہی مین جانتا تہا کہ وہان کچہہ نہوگا
سو روپیہ کی ناحق زیر باری ہوئی چونکہ یہہ زیر باری میری کہنی سے ہوئی تو مجہی شرمساری ہوئی
مینی اس چہاپسیہ سے مین اس طرح کی شرمساریان اور روسیاہیان بہت اوٹہائی ہین جہان ہزار
داغ ہین ایک ہزار ایک یہی میر سرفراز حسین کے زیر بار ہونے کا دل کر رہنا ہے دیا کو کیا پوچہتی ہو قدر انداز
قضا کے ترکش مین یہی ایک تیر باقی تہا قتل اسلام لوٹ ایسی سخت کال ایسا پڑا دیکہون نہو لسان الغیب نے
دس برس پہلی فرمایا ہی **شعر** ہوچکین غالب بلائین سب تمام ⁂ ایک مرگ ناگہانی اور ہے میان ۱۲۷۷
کی بات غلط نہتی مگر مینی وبای عام مین مرنا اپنی لائق نہ سمجہا واقعی اسمین میری کسر شان تہی بعد رفع فساد ہوا
سمجہہ لیا جائیگا کلیات اردو کا چہاپا تمام ہوا غالب کہ اسی ہفتی مین غایت اسی مہینی مین ایک نسخہ بسبیل
ڈاک تمکو بہیجا جائی کلیات نظم فارسی کے چہاپی کی بہی فکر ہو رہی ہی اگر ڈول بنگیا تو وہ بہی چہاپا جاویگا
کاقاطع برہان کی خاتمہ مین کچہہ فوائد بڑہا دئیے گئی ہین اگر معترض مباحثہ کریگا تو مین بشرکت غیر اوسکو چہیڑونگا
لکہ یہہ خیال محال ہی میری معتقدون پرستار کا حال مجتہد العصر کو معلوم ہے واللہ علی کل شی قدیر حیدر کا بندہ ہون علی کا غلام میرا ہا خدا کریم

کریم میرا خانہ زاد سخی علی فارم چہ غم دارم و باز آج مدتم ہوگئی ہی کہ سات دن تپ لرزہ زور شور پر رہا برسون خواجہ
مرزا ولد خواجہ امان مع اپنی بی بی بچون کی دلی مین آیا کل آٹھوین دن اوسکا نو برس کا بیٹا ہیضہ کرکے مر گیا
انا للہ وانا الیہ راجعون الورین سے وبا ہی الگ نہ دید نہ شنید یہ اسکا صاحب مر گیا تو قسمت تھی تکلف شدہ میرا عزیز
اور ترقیخواہ اور مزاج مین وبہ مین متوسط تہا اسی جرم مین آخر خود ہوکر مرا خیر یہ عالم اسباب ہے اپنے سکے
حالات ہے سمجھو کیا ہے ایضاً جان غالب ایکی ایسا بیمار ہوگیا تہا کہ مجھکو خود افسوس تہا پانچوین دن غذا کہائی
اب اچھا ہون تندرست ہون ذی الحجہ ۱۲۸۱ تک کچہ کہٹکا نہین ہی محرم کے پہلے تاریخ سی اسد اللہ ہے میر نصیر
الدین آئی تہی بار بہنی اونکو دیکھا نہین انکی بار دردین مجھکو غفلت سب ہے اکثر احباب کے اونکی خبر نہین
سنو مے جیسے اچھا ہوا ہون سید صاحب نہین آئی تمہارے انکہون کی غبار کی وجہہ ہی کہ جو مکان دلی مین
ڈہائی گئی اور جہان جہان سڑکین نکلین جتنی گرد اوڑی اوسکو آپنی ازراہ محبت اپنی آنکہون مین
جگہہ دی بہرحال اچھی ہو جاؤ اور جلد آؤ مجتہد العصر میر سرفراز حسین کا خط آیا تہا مینی میر نصیر کے
آزردگی کی خوف سی اوسکا جواب نہین لکہا یہ رقعہ اون دونون صاحبون کو پڑہا دینا کہ میر سرفراز حسین صاحب
اپنی خط کی رسید سی مطلع ہو جائین اور میر نصیر صاحب میری پاس لعنت پر اطلاع پائین ۔ ایضاً
جان غالب تمہارا خط پہنچا غزل اصلاح کی بعد پہنچتی ہی ۔ ہر ایکسی پوچہتا ہون وہ کہان ہے
مصرع بدل دینی سی یہ شعر کس رتبہ کا ہو گیا ای میر مہدی تجھے شرم نہین آتی ع میان یہ اہل دہلی
کی زبان ہے اری اب اہل دہلی یا ہندو ہین یا اہل حرفہ ہین یا خاکی ہین یا پنجابی ہین یا گورے ہین اِن مین تو کسکے
زبانکی تعریف کرتا ہی لکہنو کی آبادی مین کچہ فرق نہین آیا ریاست تو جاتی رہی باقی ہر فن کے کامل لوگ
موجود ہین جسکی تمہی سیر دیکھا ہوا اب کہان لطف وہ تو اوسی مکان مین تہا اب میر خیراتی کی حویلی مین وہ جہت
سمت بدلی ہوئی ہی بہرحال بسر گذر مصیبت عظیم یہ ہے کہ قاری کا کنوان بند ہوگیا لال ڈگی کی کنوین یک
لخت کہاری ہوگئی خیر کہاری ہی پانی پیتی گرم پانی نکلتا ہی پرسون مین سوار ہوکر کنوون کا حال معلوم

آ لگی تہا مسجد جامع ہوتا ہوا راج گہاٹ دروازہ کو چلا مسجد جامع سی راج گہاٹ دروازہ
تک بلا مبالغہ ایک صحرا لق و دق ہی اینٹون کی ڈہیر جو پڑی ہین وہ اگر اوٹہ جائین
تو ہو کا مکان ہو جای یاد کرو مرزا گوہر کی باغیچہ کی اس جانب کو کئی بانس نشیب تہا
اب وہ باغیچہ کی صحن کی برابر ہو گیا یہان تک کہ راج گہاٹ کا دروازہ بند ہو گیا فصیل
کی کنگوری کہلی رہی ہین باقی سب اٹ گیا کشمیری دروازی کا حال تم دیکہہ گئی
ہو اب آہنی سڑک کی واسطی کلکتہ دروازہ سے کابلی دروازی تک میدان ہو گیا
پنجابی کٹرہ دہوبی واڑہ رامجی گنج سعادت خان کا کٹرہ جرنیل کی بی بی کی حویلی
رامجیداس گودام والی کی مکانات صاحب رام کا باغ حویلی انمین سی کسیکا پتا نہین
ملتا قصہ مختصر شہر صحرا ہو گیا تہا اب جو کنوی جاتی رہے اور پانی گوہر نایاب ہو گیا
تو یہ صحرا صحرای کربلا ہو جای گا اللہ اللہ دلی نرہے اور دلی والی اب تک یہان
کی زبان کو اچہا کہے جاتی ہین واہ ری حسن اعتقاد اری بندہ خدا اردو بازار نرہا اردو
کہان دلی واللہ اب شہر نہین ہی کنپ ہی چہاونی ہی نہ قلعہ نہ شہر نہ بازار نہ نہر الور کا
حال کچہ اور ہی مجہی اور انقلاب سے کیا کام الگزنڈر ہیدرلی کا کوئی خط نہین آیا ظاہرا اونکی صاحب
نہین ورنہ مجکو ضرور خط لکہتا رہتا میر سرفراز حسین اور میرن صاحب اور نصیر الدین کو دعا
کہنا **ایضاً** بہائی کیا پوچہتی ہو کیا لکہون دلی کی ہستی منحصر کئی ہنگامون پر ہے قلعہ چاندنی
چوک ہر روزہ بازار مسجد جامع کا ہر ہفتہ سیر جمنا کی پل کی ہر سال میلہ پہول والونکا یہ پانچون باتین
اب نہین پہر کہو دلی کہان ہان کوئی شہر قلمرو ہند مین اس نام کا تہا نواب گورنر جنرل بہادر ۱۵
دسمبر کو یہان داخل ہون گی دیکہئی کہان اوترتی ہین اور کیونکر دربار کرتی ہین آگی
کی دربارون مین سات جاگیردار تہی کہ اونکا الگ الگ دربار ہوتا تہا جہجر بہادر گڈہ بلبگڈہ

گڈہ فرخ نگر دوجانہ پاٹودی لوہارو چار معدوم محض ہین جو باقی رہی اونمین سی دوجانہ
و لوہارو تحت حکومت ہانسے حصار پاٹودی حاضر اگر ہانسے حصار کی صاحب کلکٹر بہادر
اون دونون کو یہان لی آئی تو تین رئیس ورنہ ایک رئیس دربار عام والی مہاجن
لوگ سب جو اہل اسلام مین سی صرف تین آدمی باقی ہین میرٹھہ مین مصطفے خان سلطانجی مین
مولوی صدر الدین بلی ماران مین سگ دنیا موسوم بہ اسد تینون مردود و مطرود و محروم و مغموم
شعر تو رہیے جبکہ ہم جام و سبو پہر ہمکو کیا ۔ آسمان سی بادہ گلفام گر برسا کری ۔ تم اپنی بیوی
او جان نثار کی چہیتے کی سڑک خان چند کی کوچے سڑک دیکھہ جاؤ بولاقی بیگم کی کوچی کا
ڈہنا جامع مسجد کے گرد ستر ستر گز گول میدان نکلنا سن جاؤ غالب افسردہ دل کو دیکہہ جاؤ
جاؤ چلی جاؤ مجتہد العصر میر سرافراز حسین کو دعا حکیم الملک حکیم میر اشرف علی کو دعا قطب
الملک میر نصیر الدین کو دعا یوسف ہند میر افضل علی کو دعا ۔۔ ایضاً میان کیون
ناسپاسی و حق ناشناسی کرتی ہو چشم بیمار ایسے چیز ہی کہ جسکے کوئی شکایت کری تمہارا منہہ
چشم بیمار کی لایق کہان چشم بیمار میر صاحب قبلہ کی آنکھہ کو کہتے ہین جسکو اچھی اچھی عارف
دیکھتے رہتے ہین تم گنوار چشم بیمار کو کیا جانو خیر ہنسے ہو چکی اب حقیقت مفصل لکھو تم تو زحمت
عادت رکھتے ہو عوارض چشم سے تمکو کیا علاقہ میری نور چشم کی آنکہ کیون دکھی اور یہ بال بال
بچ کیا جو اسکی خلاف کہی اوسکو غلط جانا مینی خط تمہین جانکر نہین لکھا تمنے لکھا تہا
کہ بعد عید مین وہان آونگا مجکو خط بہیجنے مین تامل ہوا لکتے کچہ ہو کرتے کچہ ہو تنخواہ کی
سو تین برسکے روپے دو ہزار دو سو پچاس ہوئے سو مدد خرچ کی جو باقی تہی وہ کٹ گئے دیڑہ
سو عملہ فعلہ کے نذر ہوئی مختار کا دو ہزار لایا چونکہ مین اوس کا قرضدار ہون روپیہ
اوسنی اپنی گہر مین رکہی اور مجہسے کہا کہ میرا حساب کیجے حساب کیا تو مول سات کم ہیدرہ سو ہوئے سو دینے کیا ہمری قرض متفرق

حساب کر کی کچھ اوپر گیارہ سو نکلی ہیں کہتا ہوں گیارہ سو بانٹ دی تو سوچی کہ دہی لی دہی مجھی
دی وہ کہتا ہی بندہ سو مجکو دو باقی سو ہاتھ تم ہو پھر جھگڑا مٹ جای گا تب کچھ ہاتھ آیگا
خزانہ سی روپیہ آگیا ہی میں نی آنکھ سی دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں بابت رکھی ہی رکھی جا سند کو
موت آگئی دوست شاد ہو گئی میں جیسا ننگا ہوں ویسا ننگا ہو کا ہوں جبتک جیونگا ایسا ہی رہونگا میرا
دار و گیر سی بچنا معجزہ اسد اللہی ہی ان پیسوں کا ہاتھ آنا عطیہ ید اللہی ہی حاکم شہر لکھدیگا یہ شخص ہرگز
پنشن پانی کا مستحق نہیں حاکم صدر مجکو پنشن دلوای اور پورا دلوای میر نصیر الدین صاحب کو دعا کہتا ہوں اور مزاج
کی خبر پوچھتا ہوں جو آپ نی لکھی کی جواب عربی عربی جواد ہوں نی لکھا وہ میں نی ہی لکھا مجتہد العصر کو
بندگی لکھوں دعا لکھوں کیا لکھوں نہیں ہی وہ مجتہد ہوں ہوا کریں میری تو فرزند ہیں میں
دعا ہی لکھونگا اور اسیطرح میر نصیر الدین کو بھی دعا ۱۲ **ایضاً** میری جان تمکو تو بیکاری
مین خط لکھنے کا ایک شغل ہی قلم دوات لئی بیٹھی اگر خط پہنچا ہی تو جواب ورنہ شکوہ و شکایت
و عتاب و خطاب لکھنے لگی کل حکیم میر اشرف علی آئی تھی سر منڈوا ڈالا ہی محلقین رؤسکم پر عمل
کیا ہے میں نی کہا کہ سر منڈوایا ہی تو ڈاڑھی رکھو کہنے لگی من از کجا آرم کہ جامہ ندارم واللہ اونکی
صورت قابل دیکھنے کے ہے کہتے تھی کہ میر احمد علی صاحب آگئے اور بحال اور برقرار ہی خدا کا شکر
بجالایا کبھی تو ایسا ہی ہو کہ کسی عزیز کی اچھی خبر سنی جای میرا سلام کہنا اور مبارکباد دینا
خبردار بھول نجانا تمہارے شکایتنامی بیجا کا جواب یہ ہی کہ تمنی جو خط مجکو پانی پت سی بھیجا تھا
اور کرنال کی روانگی کی اطلاع دی تھی میں نی تجویز کر لیا تھا کہ جب کرنال سی خط آیگا تو میں
جواب لکھونگا آج شنبہ ۱۵ اکتوبر صبح کا وقت ابھی کھانا پکا بھی نہیں تیرید پیکر تنہا تھا کہ تمہارا
خط آیا اور پڑھا اور یہ جواب لکھا کلیان ہمارے ایاز کو خط دیکر ڈاک گھر روانہ کیا لو تمہارا گلہ
بیجا بیجا تھا گلہ کرتے تو اپنی سی کرو کہ تمنی کرنال پہنچکر خط لکھنے میں کیوں دیر کی اور ہاں یہ کیا ہے

ہی کہ بہت دکہنی ہیر نصیر الدین کا نام تمہاری قلم سی نکلتا نہ اونکی خیر و عافیت نہ اونکی بندگی
اگر وہ مجہسے خفا ہین تو اونکی بندگی نہ لکہتے خیر و عافیت تو لکہتے یہ باتین اچہی نہین میرن صاحب کے
باب مین حیران ہون تہا تمہارے ساتہہ گئی ہین والدہ اونکی پانی پت مین ہین وہان کوئی مکان
لیکر والدہ کو وہین بلا لینگے یا خود بعد چند روز کے یہان آجاینگے یہہ دو باتین جواب طلب
ہین میر نصیر الدین کی بندگی نہ لکہنے کا سبب اور میرن صاحب کے بود و باش کی حقیقت لکہو تا میرا
جی ہین اوسکا ذکر نکرو اگر لینگے تو تمکو اطلاع دی جائیگی شہر کی آبادی کا چرچا ہوا کرایہ کو مکان ملنے
لگے چار سو پانسو گہر آباد ہوئی ہی کہ پہر وہ قاعدہ مٹ گیا اب خدا جانے کیا دستور جاری ہوا آیندہ
کیا ہوگا سلطان العلما مجتہد العصر مولوی سید سرفراز حسین کو اگرچہ نظر اونکی مدارج علم و عمل پر
بندگی چاہی مگر خیر مین عزیزداری و یگانگی کی راہ سی دعا لکہتا ہون میرن صاحبکو دعا اور بعد دعا
کی بہت سا پیار میر نصیر الدین کو زیادہ کیا لکہون ۱۲ **ایضاً** حضرت کیا خط لکہا ہے
اس خرافات کی لکہنے کا فائدہ بات اتنی ہی ہی کہ میرا پلنگ مجکو بلا میرا بچہونا مجکو بلا میرا حمام مجکو بلا
میرا بیت الخلا مجکو بلا آکار وہ شور کوئی آیو کوئی آیو فرد ہوگیا میری جان بچی میری آدمیونکے
جان بچے ع اکنون شب من شبست و روزم روزست ۱۲ بہئی تمنے یہ نہ لکہا کہ میرن صاحب کو
میرا خط پہنچا یا نہ پہنچا مین گمان کرتا ہون کہ نہین پہنچا اگر پہنچتا تو ہنستے وہ خط تمہارے نظر سی گزرتا
اور میرن صاحب کی اصل حقیقت تمسی کہتے اور اس صورت مین یہ بہی ضرور تہا کہ تم اوس کی ہاتہ
کی بدلے مجکو وہ روداد لکہتے جو میرن صاحب مین اور تم مین پیش آئی پس اگر جیسا کہ میرا گمان
ہی خط نہین پہنچا تو خیر جانی دو اگر خط پہنچا ہی تو میرن صاحب کے خط کی جواب لکہنے مین تمنے
میرا دم ناک مین کردیا تہا اب اونسی میری خط کی جواب کا تقاضا کیون نہین کرتے حسن بہی کیا چیز
ہی نادر کا اتنا خوف نہین جتنا حسین آدمی کا ڈر ہوتا ہی تم اونسے خواہش وصال کرتے ہوئے

دردمیری خط کےجواب کی باب مین کیون نہین لکہتے صاحب کچھ بات نہین میری خط کا
جواب اون سی لکہواکر بہجواؤ یہانکا حال وہی ہی جو دیکہہ گئی ہو پانی گرم ہوا گرم سین
ستول اناج مہنگا بیچارہ منشی میر احمد حسین کا بہتیجا یعنے میر امداد علی اشو لکا بیٹا محمد میر شب
گذشتہ کو گذر گیا آج صبحکو اوسکو دفن کر آئی جوان صالح پرہیزگار مومنین ہین نماز کا پابند تہا
انا للہ وانا الیہ راجعون مجتہد العصر کا حکم بجالاؤنگا اور نہ رئیس کو بلکہ مدار المہام ریاست
کو لکہونگا رئیس میری سوال کا جواب قلم انداز کر جاوی گا اور مدار المہام امر واقعی لکہہ بہیجیگا
مجتہد العصر کو دعا کہنا اور یہ خط پڑہا دینا میر نصیر صاحب کو دعا کہنا کہ بہلا صاحب تمنی ہماری
خط کا جواب نہین لکہا ہم ہے تمہاری طرز کا تتبع کرین گی حکیم میر اشرف علی کو دعا کہنا
اور کہنا کہ اگر تم مین اونمین راہ و رسم تعزیت و تہنیت ہو تو میر احمد حسین کو خط لکہو
اور یہہ بہی اونکو معلوم ہو کہ حفیظ یہان آیا ہوا ہے قبایل تمہارے نہین ہین اگر
وہان کچھ حاصل ہو رسائی تو خیر ورنہ یہان کیون نہ چلی آؤ شعر مین بہولا نہین تجکو
ای میر یہان ہ کر دن کیا کہ ہی مجھیہ قید گران ہ برسات کا حال نہ پوچہو خدا کا قہر
ہی قاسم جانکی گلی سعادت خان کی نہر ہے مین جس مکان مین رہتا ہون عالم بیگ
خان کی کٹرہ کی طرف کا دروازہ گر گیا مسجد کیطرف کی دالانکو جاتی ہوی جو دروازہ
تہا وہ گر گیا سیڑہیان گرا چاہتی ہین صبحکی بیٹہنے کا حجرہ جہک رہا ہی چہتین چہلنی ہو گئی
ہین مینہہ گہڑی بہر برسی تو چہت گھنٹا بہر برسے کتابین قلمدان سب توشہ خانی مین فرش پر
کہین لگن رکہا ہوا کہین چلمچی دہری ہوی خط کہان بیٹہکر لکہون پانچ چار دن سی فرصت
ہی مالک مکانکو فکر مرمت آج ایک امن کی صورت نظر آئی کہا کہ او میر مہدی کی خط کا جواب لکہو
اور کے با خوشی راہ کی محنت کشی بیت کی حرارت گرمیکی شرارت یاس کا عالم

عالم کثرت اندوہ وغم حال کے فکر مستقبل کا خیال تہا کہ تاریخ اوڑگی کا مرال جو کچہ
ہو وہ کم ہی بالفعل تمام عالم کا ایک عالم ہی سنتی ہین کہ نومبر مین مہاراج کو اختیار
مگر وہ اختیار ایسا ہوگا جیسا خدا نے خلق کو دیا ہے سب کچہ اپنی قبضہ قدرت میں
رکہا آدمی کو بدنام کیا ہی باری رفع مرض کا حال لکہو خدا کری تب جائے رہی ہو صحت
حاصل ہو گئی ہو میر صاحب کہتی ہین مصرع تندرستی ہزار نعمت ہی ۔ ہای ہشش مصرع
مرزا قربان علی بیگ سالک نی کیا خوب بہم پہنچایا ہی مجکو پسند آیا ہی شعر تنگدستی
اگر نہو سالک ۔ تندرستی ہزار نعمت ہے ۔ مجتہد العصر میر سرافراز حسین صاحب کو
دعا اہا ہا ہا میر افضل علی صاحب کہان ہین حضرت یہان تو اسنام کا کوئی نہین ہے
لکہنو کی مجتہد العصر کے بہائی کا نام میر نصاحب تہا جیبو کی مجتہد العصر کے بہائی
میرن صاحب کیون کہلائین ہان بہائی میر نصاحب بہلا اونکو ہماری دعا کہنا ۱۲
ایضاً شعر بے می نکند در کف من خامہ سوائے ۔ سر دشت ہوا آتش بی دود کجا
میر مہدی صبح کا وقت ہی جاڑا خوب پڑ رہا ہی انگیٹھی سامنے رکہی ہوی ہی دو حرف
لکہتا ہون آگ تاپتا جاتا ہون آگ مین گرمی نہین مگر ہای آتش سیال کہان کہ جب
دو جرعہ پی لئے فوراً رگ وپی مین دوڑ گئی دل توانا ہو گیا ع روشن ہو گیا نفس
ناطقہ کو تواجد بہم پہنچا ساقی کوثر کا بندہ اور تشنہ لب ہای غضب ہای غضب میان تم
نہیں نہیں کیا کر رہی ہو گور نر جنرل کہان اور ہین کہان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر صاحب کمشنر بہادر
نواب لفٹنٹ گورنر بہادر جب ان تینون نے جواب دیا ہو تو اوسکا مرافعہ گورمنٹ مین کرو میں تمہاری
تو دربار و خلعت کے لائے ہر مین مکو نہیں کے فکر ہی ہانکی حاکم کی میر انام مردمین نہین لکہا ہی اور
اپیل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ہاں گیا ہے ع دیکہئے کیا جواب آتا ہی ہر حال جو کچہ ہوگا تمکو لکہا جائیگا اوہ تو سیدنہ کی

یوسف عصر بھی سیف کشور بھی اونکی لپخانی شکم پاکر رکہا ہی بچہی تو خبر نہین ہین حضرت کہتے
ہین کہ مین ساڑھے سات روپیہ مہینے بہیجے جاونگا اب اونکا تقاضا ہی حکیم نجف خان ورانا ہی کہتا ہی
کہ یہ یہان کو لکھو کہ یہ بہی جان ہوکی مرتی ہین خرچ جلد بہیجو ورنہ نالش کی جاویگی اور بگوا
قرار دیا جاویگا بہر حال میر نصیر جنکو یہ عبارت پڑہوا دینا میر سرفراز حسین کو دعا میر نصیر الدین
کو دعا حکیم میر اشرف علی کو دعا یوسف ہفت کشور کو دعا ۱۲ **ایضاً** سید صاحب جہاد کہو سلام
لکہا ہی بعد القاب کی شکوہ شروع کر دینا اور میرن صاحب کو اپنا ہم زبان کر لینا مین میر مہدی
نہین کہ میرن صاحب سے مرتا ہون میر سرفراز حسین نہین کہ اونکو پیار کرتا ہون علی کا غلام اور اولاد کا
معتقد ہون اوس مین تم بہی آگئی کمال ہی کہ میرن صاحب سے محبت قدیم ہی دوست ہون عاشق
زار نہین بندہ مہر و وفا ہون گرفتار نہین تمہارے بہائی کی سخت شورش بلکہ نعل در آتش کر
رکہا ہی ایک سلام میرن صاحب کے واسطے بہیجا اور لکہا کہ بعد محرم کی بہین ہی آونگا یعنی سلام رسنی یاد
منتظر رہا کہ ڈاک مین کیون بہیجون وہ آینگی تو بہینا دونگا اونکو دونگا محرم تمام ہوا آج شنبہ غرہ صفر ہی
حضرت کا پتا نہین ظاہرا برسات نی آنی ندیا برسات کا نام آگیا سو پہلی تو مجملا سنو ایک غدر کالونکا ایک ہنگامہ
گوروں کا ایک فتنہ انہدام مکانات کا ایک آفت وبا کی ایک مصیبت کال کی اب یہ برسات جمیع
حالات کی جامع ہی آج اکیسوان دن ہی آفتاب اسطرح نظر آجاتا ہے جسطرح بجلی چمک جاتی ہی راتکو
کبہی کبہی اگر تارے دکہائی دیتے تو لوگ اونکو جگنو سمجہہ لیتی ہین اندہیری راتون مین چورونکی بن آ
ہی کوئی دن نہین کہ دو چار گہر کی چوری کا حال نہ سنا جاوی مبالغہ نہ سمجہنا ہزار مکان گر گئے
سینکڑون آدمی جا بجا دبکر مر گئی گلی گلی ندی بہہ رہی ہی قصہ مختصر وہ ان کال تہا کہ مینہ
نہ برسا اناج نہ پیدا ہوا یہ پن کال ہے پانی ایسا برسا کہ بوئی ہوئی دانہ بہہ گئی جنہوں نے
ابہی نہین بویا تہا وہ بونی سی رہ گئی ہین اب دلی کا حال اسکی سوا کوئی نئی بات نہین ہی غالب

جناب میر صاحب کو دعا زیادہ کیا لکھوں ۱۲ ایضاً میری جان تو کیا کہہ رہا ہے بنئے سے
سیانا سو دیوانہ صبر و تسلیم و توکل و رضا شیوہ صوفیہ کا ہے مجھسے زیادہ اسکو کون سمجھیگا جو تم
مجکو سمجھاتے ہو کیا میں یہ جانتا ہوں کہ ان امرونکی پرورش میں کرتا ہوں استغفر اللہ لا موثر فی
الوجود الا اللہ یا تم یہ سمجھے ہو کہ میں شیخ چلی کیطرحسے یہ خیال باندہتا ہوں کہ مرغی بیچ لونگا
اور اوسکے انڈے بچے بیچکر بکری خریدونگا اور پہر کیا کرونگا اور آخر کیا ہوگا بہائی یہ تو میں نے اپنا
راز دل تمسے کہا تہا کہ آرزو یوں تہی اور اب وہ نقش باطل ہوگیا ایک حسرتکا بیان تہا نہ خواہش کا
دیکہا اس نشیمن قدیم کا حال میں تو اس سے ہاتھ دہوے بیٹہا ہوں لیکن جبتک جان باقی ہے پاؤں کہیں
اور کیونکر چلا جاؤں حاکم اکبر کی آنیکی خبر گرم دیکہیے کب آتی ہے تو مجھے بہی دربار میں بلاتی یا نہ بلاتی
خلعت ملے یا نملے یہ پیچ میں ایک اور پیچ آپڑا ہے اوسکو دیکہہ لوں اور پہر صرف اسیکا انتظار نہیں اس
مرحلہ کی طے ہونیکے بعد پنسن کے ملنے نملنے کا تردد بدستور رہیگا پس کیونکر نجاؤں کہ یہ سب امور
ملتوی چھوڑکر نکل جاؤں پنسن جاری ہوئی پہر بہی تو سر آرام تو پر کہیں ٹہکانا نہیں ہے وہاں تو
جاؤں اور ضرور جاؤں تین برس ثبات قدم اختیار کیا اب انجام کار میں اضطراب کیا وجہ
جیسے ہو رہو اور مجکو کسی عالم میں غمگین اور مضطر گمان نکرو ہر وقت میں جیسا مناسب ہے ویسا ہی
غمگین آتا ہے صاحب میر صاحب نے جو دو سطریں دستخط خاص سے لکہیں ہیں واللہ میں کچھ نہیں
سمجھا کہ یہ کس مقدمہ کا ذکر ہے **منشی ہرگوپال تفتہ تخلص کے نام** شعر رکھیو غالب مجھے
اس تلخ نوائی میں معاف ۔ آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے ۔ بندہ پرور تمکو پہلے یہ لکہنا
جاتا ہے کہ میرے دوست قدیم میر مکرم حسین صاحب کی خدمت میں میرا سلام کہنا اور یہ کہنا
اب تک جیتا ہوں اور اس سے زیادہ میرا حال مجکو بہی معلوم نہیں مرزا حاتم علی صاحب مہر جناب میں
میرا سلام کہنا اور یہ میرا شعر میری زبان سے پڑہ دینا شعر شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب

ہی تو غالب ز نشتر مہر تو ایمان من است ۱۲ تمہارے پہلے خط کا جواب بھیج چکا تھا کہ اوسکے دو دن
یا تین دن کی بعد دوسرا خط پہنچا سنو صاحب جس شخص کو جس شغل کا ذوق ہو اور وہ اوسمین
بی تکلف عمر بسر کری اسکا عیش نام ہی تمہاری توجہ مفرط بطرف شعر و سخن کی تمہاری نفس شرافت
اور حسن طبع کی دلیل ہی اور یہ بہائی یہ جو تمہاری سخن گستری ہے اسکے شہرت مین میری
بھی تو نام آوری ہے میرا حال اس مین اب یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش اور اگلی کہے
ہوے اشعار سب بھول گیا مگر ہان اپنی ہندی کلام مین سی ڈیڑہ شعر یعنی ایک مقطع
اور ایک مصرع یاد رہگیا ہی سو گاہ گاہ جب دل اولٹنی لگتا ہی تب دس پانچ بار یہ
مقطع زبان پر آجاتا ہے شعر زندگی اپنی اسی وضع سے جو گذری غالب ۔ ہم ہے کیا
یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھی ۱ پھر جب سخت گھبراتا ہون اور تنگ آتا ہون تو یہ مصرع
پڑہکر چپ ہو جاتا ہون ع اے مرگ ناگہان تجھی کیا انتظار ہے یہ کوئی نہ سمجھی کہ مین
اپنی بی رونقی اور تباہی کی غم مین مرتا ہون جو دکھ مجھکو ہی اوسکا بیان تو معلوم مگر اوس
بیان کیطرف اشارہ کرتا ہون انگریزی کی قوم مین سی جو ان روسیاہ کالون کے
ہاتھ سی قتل ہوی اوسمین کوئی میرا امیدگاہ تہا اور کوئی میرا شفیق اور کوئی میرا دوست
اور کوئی میرا یار اور کوئی میرا شاگرد ہندوستانیون مین کچھ عزیز کچھ دوست کچھ شاگرد کچھ معشوق سو
وہ سبکے سب خاک مین مل گئی ایک عزیز کا ماتم کتنا سخت ہوتا ہی جو اتنی عزیزون کا ماتم دار ہو اوسکو
زیست کیونکر نہ دشوار ہو ہای اتنی یار مری کہ جو اب مین مرونگا تو میرا کوئی رونی والا بھی نہوگا انا
للہ و انا الیہ راجعون ۱۲

مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

شعر بہت ہی عمدہ گیتی شراب کم
کیا ہی غلام ساقی کو ترستے ہون مجھکو حکم کیا ہی سخن مین خامۂ غالب کے آتش افشانی یقین ہے ہمکو بھی لیکن
اب دے بیٹھی نام لیا، علاوہ محبت اوسکو حق شکر ادا چند مثالے جناب مدظلہ العالی کو بھیجا کر ایک بات ام کہتا ہون کہ

بینائی اگرچہ سبکو عزیز ہی مگر شنوائی بہی تو آخر ایک چیز ہی مانا کہ روشناسی اوسکی جاری مین آئی
ہی یہہ بہی دلیل آشنائی ہی کیا فرض ہی کہ جب تک دید وادید نہولی آپکو بیگانہ بلکہ گر سمجہین
البتہ ہم تو دوست دیرینہ ہین اگر ہمجہین سلام کی جواب مین خط بہت بڑا احسان ہی خدا کرے
وہ جس مین مینی آپکو سلام لکہا تہا آپکی نظر سی گذر گیا ہو اچانک اگر نہ دیکہا ہو تو اب مرزا
تفتہ سی لیکر پڑہ لیجیگا اور خط کی لکہنی کی احسانکو اوس خط کی پڑہ لینی سی دوبالا
کیجیے گا ہی میجر جان جاکوب کیا جوان مارا گیا ہی سچ اوس کا یہہ شیوہ تہا کہ
اردو کی فکر کو مانع آتا اور فارسی زبان مین شعر کہنی کی رغبت دلواتا بندہ پرور یہ بہی
اونہین مین ہے کہ جنکا مین ماتمی ہون ہزارہا دوست مرگئی کسکو یاد کرون اور کس سے
فریاد کرون جیون تو کوئی غمخوار نہین اور مرون تو کوئی عزادار نہین غزلین آپکی
دیکہین سبحان اللہ چشم بد دور اردو کی راہ کی تو سالک ہو گویا اس زبان کی
مالک ہو فارسی سی بہی البتہ خوبی مین کم نہین مشق شرط ہی اگر کہی جاوگی لطف پاوگی پہر الو
بقول طالب آملی اب یہ حال ہی بیت لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی * دہن بر چہرہ
زخمی بود و بہ شد * جب آپنی بغیر خط کی بہیجی مجکو لکہا ہو تو کیونکر مجکو اپنی خط کی جواب
کی تمنا ہو پہلی تو اپنا حال لکہیے کہ مین نی سنا تہا آپ کہین صدر مین ہین پہر آپ اکبرآباد
مین کیون خانہ نشین ہین اس ہنگامہ مین اپکی صحبت حکام سی کیسی ہی ۱۲ راجہ بلوان سنگہ کا
حال بہی لکہنا ضرور ہی کہ کہان ہین اور وہ دو ہزار روپیہ مہینا جو اونکو سرکار انگریزی سی ملتا تہا
اب بہی ملتا ہی یا نہین ۱۲ ہا ہی لکہنو کچہہ کہلتا کہ اوس بہارستان پر کیا گذری مال کیا
ہوئی اشخاص کہان گئی خاندان شجاع الدولہ کی زن و مرد کا انجام کیا ہو قبلہ و کعبہ حضرت
مجتہد العصر کی سرگذشت کیا ہی گمان کرتا ہون کہ بہ نسبت میری تمکو کچہہ

زیادہ لکہی ہوگی امیدوار ہون کہ جو آپ پر معلوم ہی وہ مجہپر مجہول نرہی تہا مسکن مبارک کشمیری بازار سی زیادہ نہین معلوم ہوا ظاہرا اسیقدر کافی ہوگا ورنہ آپ زیادہ لکہنی مرزا تفتہ کو دعا کہیے گا اور اونکی اوس خط کے پہنچنے کے اطلاع دیجیے گا جس مین ایک خط کی اونہون نے نوید لکہی تہی والسلام

ایضاً بندہ پرور آپکا مہربانی نامہ آیا آپکی مہرانگیز اور محبت آمیز باتون نے غم بیکسی بہولا یا کہان دہیان لڑاہی کہان ہے دستبوکی مناسبت کیواسطے ید بیضا ڈہونڈہ نکالا آفرین صد ہزار آفرین یہ مصرع اگر یون ہو تو فقیر کی نزدیک بہت مناسب ہے ع نامہ خود سال خویش دادستان ہے مرزا تفتہ کا خط بنارس سے آیا اونکی لڑکی بیمار ہی ہی جہی مین آپ گہبرائین نہین وہ اپہی کی آئینی مین اگر تمہیں بغیر اونکی آرام نہین تو اونکو یہ غیر تمہاری چین کہان ۱۲ اصلاً بندہ اثنا عشری ہون ہر مطلب کے خاتمہ پر بارہ کا ہندسہ کرتا ہون خدا کری میرا ہی خاتمہ اسی عقیدہ پر ہو تم ایک آقا کے غلام ہین تم جو مجہسے محبت کرو گی یا میری غمگساری مین محنت کر دگی کیا تمکو غیر جانون جو تمہارا احسان مانون تم سراپا مہر و وفا ہو واللہ ہم باہمی ہو ۱۲ مبالغہ اس کتاب کی تصحیح مین اسواسطے کرتا ہون کہ عبارتکا ڈہنگ نیا ہی صحیح کا درست پر بنا رہی بات ہی اگر غلط ہوجاے تو پہر وہ عبارت نری خرافات ہی ہاری بسبب التفات بہائی منشی نبی بخش صاحب کی صحت الفاظ سی خاطر جمع ہے متوقع ہون کہ وہ تکلیف سہین اور ختم کتاب تک متوجہ رہین منشی شیو نراین صاحب نی کاپی میری دیکہنے کو بہیجی تہی سب طرح میری پسند آئی چنانچہ اونکو لکہہ بہیجا ہی اگر ہوسکی تو سیاہی ذرا اور بہی زنگت کی اچہی ہو ۲ حضرت چار جلدین بہانکی حکام کو دونگا اور دو جلدین ولایت کو بہیجونگا اللہ اللہ کیا غفلت ہی اور کیا اعتماد ہی زندگی پر پہر حال یہ ہوس ہے اور شاید آپ بہی ہو کہ ان چہہ جلدونکی تحریر زینت اور آرائش کیجاے آپ اور بہائی صاحب اور اونکا فرزند رشید منشی عبد اللطیف اور منشی شیو نراین یہ چارون صاحب فہیم ہون اور یہ جلاس کون ہل بہہ امر تجویز کیا جاوے کہ کیا کیا جاے معہذا دو

دو دو روپیہ کتاب بھی زیادہ کا مقدور بھی نہیں ہاں یہ ممکن ہی کہ چار جلدین چھہ روپیہ مین اور
دو جلدین چھہ روپیہ مین تیار ہون پھر سوچتا ہون کہ یارب آرایش کی گنجایش کہان ناچار چار
کتابون کی جلد ڈیڑہ ڈیڑہ روپیہ اور دو کتابونکی جلد تین تین روپیے بنائی جائی قصہ
مختصر کچھہ کیا جاے یا یہی کہدیا جاے کہ تیری رای کونسل مین مقبول اور صرف جلدون کی تیاری منظور
ہوئی بارہ روپیہ بھیجدی ۱۲ مطالب اور مقاصد تمام ہوئی اور ہم تم بزبان قلم باہم دگر
کلام ہوئی ۱۲ ایضاً بھائی صاحب اونکی تحریر مرزا تفتہ ایکا چھہ کتابونکی تزئین کیطرف
متوجہ ہونا معلوم ہوا پھر بھائی منشی نبی بخش صاحب نے دوبار لکھا کہ مین باجمال لکھتا ہون مفصل
مرزا حاتم علی صاحب نی لکھا ہوگا یارب انکی دو خط آگئی مرزا صاحب نی اگر لکھا ہوتا تو اونکا خط
کیون نہ آتا ہی حسن اعتقاد سی یون سمجہا کہ نلکھنا بہ مقتضای یکدلی ہی جب اپنا کام سمجہہ لیے
تو مجکو لکھنا کیا ضرور ہی مگر اسکو کیا کرون کہ جواب طلب باتونکا جواب نہین مطبع اخبار آفتاب
عالمتاب مین یکم ستمبر ۱۸۵۸ع حال سی جسکا مہتمم احسن اللہ خان کا نام لکھوا دیا اور دو نمبر اونکا ایک
بھجوا دیا اور آیندہ ہر ہفتہ اونکے ارسال کا طور ٹھہرا دیا کیون صاحب یہ امر ایسا کیا دشوار تھا کہ اپنی تکلیف
اور اگر دشوار تھا تو اوسکی اطلاع دینی کیا دشوار تھی یہ شکایت نہین کرتا پوچھتا ہون کہ آیا یہ
امور مقتضی شکایت ہین یا نہین مرزا تفتہ کی ایک خط مین یہ قصہ لکھہ چکا ہون کیا اونہون
نی بھی وہ خط تمکو نہین پڑہایا ہر چند عقل دوڑائی کوئی درنگ کے وجہہ خیال مین نہ آئی اب حصول
مدعا سی قطع نظر مین یہ سوچ رہا ہون کہ دیکھون چھہ مہینے بعد برس دن بعد اگر مرزا صاحب
خط لکھتی ہین تو اس امر خاص کا جواب کیا لکھتے ہین مین بھی شاعر ہون اگر کوئی مضمون
ہوتا تو میری بھی خیال مین آجاتا کوئی عذر ایسا میری ذہن مین نہین آتا کہ قابل سماعت کے
ہو مین بھی تو دیکھون تم کیا لکھتے ہو ۱۲ ایضاً گشت عمر آبادہ دلی ہی مین توان نجستہ نامہ مودہ

وحشیم آفرین دارم ہا کل دوشنبہ کا دن ۲۰ ستمبر کی تہی صبح کو مین نی آپکو شکایت نامہ
لکہا اور بیرنگ ڈاک مین بہیجدیا دوپہر کو ڈاک کا ہرکارہ آیا تمہارا خط اور ایک مرزا تفتہ
خط لایا معلوم ہوا کہ جس خط کا جواب مین آپسی مانگتا ہون وہ نہین پہنچا کچہہ شکوہ سی شرمندگی
اور کچہہ خط کی نہ پہنچنے سی حیرت ہوئی دوپہر ڈہلی مرزا تفتہ کی خط کا جواب لکہکر ٹکٹ لگانے
لگا بکس مین سی وہ تمہاری نام کا خط نکل آیا اب مین سمجہا کہ خط لکہہ کر بہول گیا ہون اور
ڈاک مین نہین بہیجا اپنی نسیان کو لعنت کی اور چپ ہو رہا متوقع ہون کہ میرا قصور معاف
ہو بعد چاہنی عفو جرم کی آپکی کل کے خط کا جواب لکہتا ہون ۱۲ سبحان اللہ جلدون کے
آرائش کی باب مین کیا اچہی فکر کی ہی میری دل مین بہی ایسے ہی ایسی باتین ہین یقین
ہی کہ متاع شاہوار ہو جائنگے اہار مہرہ اگر ہو جائیگا تو حرف خوب چمک جائین گے
اسکا خیال اول چار جلد و بہتی ہی رہی بارہ روپیہ کے ہنڈوی پہنچتے ہی روپیہ
وصول کر کر مجکو اطلاع دیجیگا ورنہ مین مشوش رہونگا ۱۲ حضرت یہان دو خبرین مشہور
ہین انکی باتین آپسے تصدیق چاہتا ہون ایک تو یہہ کہ لوگ کہتی ہین آگرہ مین اشتہار جاری
ہوگیا ہی اور ڈہنڈورا پٹ گیا ہی کہ کمپنی کا سکہ ٹوٹ گیا اور بادشاہی عمل ہندوستان مین ہوگیا
دوسری خبر یہہ ہے کہ جناب اوٹسین صاحب بہادر گورنمنٹ کلکتہ کی چیف سکرتر اکبر آباد کی لفٹنٹ
گورنر بہادر ہوگئی خبرین دونو اچہی ہین خدا کری سچ ہون اور سچ ہونا انکا آپکی لکہنے پر منحصر ہی
ہان صاحب ایک بات اور ہی اور وہ محل غور ہے مین نی حضرت ملکہ معظمہ انگلستان کی مدح مین ایک
قصیدہ اندنون مین لکہا ہی تہنیت فتح ہند اور عملداری کے ساتہہ بیت منظور یہہ تہا کہ کتاب کے
ساتہہ قصیدہ ایک اور کاغذ سپید پر لکہکر بہیجون پہر یہہ خیال مین آیا کہ دس سطر کی مسطر پر کتاب لکہی
گئی ہی یعنی چہاپا ہوئی ہی اگر یہہ چہہ صفحے یعنی تین ورق اور چہپ کر اون کتاب آغاز مین

آغاز مین شامل جلد ہو جاوین تو بات اچھی ہی آپ اور منشی نبی بخش صاحب اور مرزا تفتہ
منشی شیو نراین صاحب سے کہکر اسکا طور درست کرین اور پھر مجکو اطلاع دین تو مین مسودہ
انکی پاس بہیجدون جب کتاب چھپ چکی تو یہہ چھپ جاے دو باتین ہین ایک تو یہہ کہ جہین بعد
کتاب کے اور لگایا جاوی پہلی کتاب سے دوسرے یہہ کہ اسکے سیاہ قلم کی لوح الگ ہو اور پہلی صفحہ
پر جس طرح کتاب کا نام چھاپتی ہین اسطرح یہہ بہی چھاپا جاوی کہ قصیدہ در مدح جناب ملکہ انگلستان
خلد اللہ ملکہ و میرا نام کچھ ضرور نہین کتاب کے پہلے صفحہ پر تو ہوگا ۱۲ ہنڈوی کے رسید اور اس مطلب خاص
کا جواب باصواب یعنی نوید قبول جلد لکہی ۱۲ **ایضاً** بہائی صاحب خدا تمکو دولت و اقبال روز افزون
عطا کری اور ہم تم ایک جگہہ رہا کرین خدا کری قصیدہ کے چھاپی کی منظوری اور ہنڈوی کی رسیدائی
گویا صفر کی مہینے مین عیدائی ہنڈوی کے روپیہ جب چاہو تب منگواؤ اور کتابون کی لوحین اور جلدین
موافق اپنی رای کی بنوالو ۱۲ اب آپ دو ورقہ کا ڈاک مین بہیجنا موقوف رکہین اور کتابون کی
درستی پر ہمت مصروف رکہین قصیدہ کے مسودہ کا ورق مرزا تفتہ کی خط مین پہونچ گیا ہوگا
آپ نے اور مرزا تفتہ نے اور بہائی منشی نبی بخش صاحب نے قصیدے کو دیکہا ہوگا قصیدے
کا شامل کتاب ہونا بہت ضرور ہی پر دیکہا چاہیی صاحب مطبع کو کیا منظور ہی اگر وہ کاغذ
کی قیمت کا عذر کرینگی تو ہم پانچ سات روپیہ اور بہی اونکا بہر دینگی ۱۲ جناب ادمنسٹن
صاحب بہادر سی مین صورت آشنا ہین کبہی ملنی اونکو کہین دیکہا ہی نہ خطوط کی بہی انکی
ملاقات ہی اور نامہ و پیام کی یون بات ہی کہ جب کوئی نواب گورنر جنرل بہادر و اجنٹ دہلی
اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ بہیجتا ہون اور صاحب سکرتر بہادر گورنمنٹ کا خط
لی آتی ہین تو میری طرف سی ایک قصیدہ بطریق نذر جاتا ہی ہی ذریعہ جناب صاحب بہادر
اوسکی رسید مین بسبیل ڈاک پاتا ہون جب جناب لارڈ کننگ بہادر نی کرسی گورنری پر اجلاس فرمایا

توین نی موافق دستور کے قصیدہ ڈاک مین بہیجا ایا ادمسٹن صاحب بہادر چیف سکرتر کا جو مجکو خط
ایا ہی انہون نی باوجود عدم سابقہ معرفت میرا القاب بڑہایا قبل ازین خانصاحب بسیار مہربان دوستان
میرا القاب ہتا اس قدرشناس نی ازراہ قدرافزای صاحب مشفق بسیار مہربان مخلصان لکہا
اب فرمائیی اونکو کیونکر اپنا محسن اور مربی نسجہانون کیا کافر ہون جو احسان نمانون برخوردار
مرزا تفتہ کو دعا کہتا ہون بہائی اب مین اسکا منتظر رہتا ہون کہ تم اور مرزا صاحب مجکو لکہو کہ میر
صاحب کے سنبو کا چہاپا تمام کیا گیا اور قصیدہ چہاپکر ابتدا مین لگا دیا گیا مادہ تاریخ مین کیا برائی
ہی جو تمہارے جی مین یہہ بات ائی ہی کہ مجہسے بار بار پوچہتے ہو مادہ چہاپا ہے قطعہ لکہہ لو اور خاتمہ کتاب
پر لگا دو ایک قطعہ مرزا صاحب کا ایک قطعہ تمہارا یہ دو تو قطعے رہین اور اگر وہان کوئی اور صاحب
شاعر ہون تو وہ بہی کہین اس عبارت سی یہ نہ سمجہنا کہ روی سخن ساری خدائی کی طرف
ہی بلکہ خاص یہ اشارہ بہائی کیطرف ہے مولانا حقیر کو توجہ کیا چاہین چاہی اور اونکا نام
بہی اس کتاب مین چہاپا چاہی ۱۲ اس خط کو لکہکر بند کر چکا تہا کہ ڈاک کا ہرکارہ میری مشفق منشی شیو
نراین صاحب کا خط لایا بابو کی قصیدہ کا مسودہ پہنچ گیا اور منشی صاحب نے اوسکا چہاپنا
قبول کیا یہ تشویش بہی رفع ہوگئی آپ اون سی میرا سلام کہی گا اور یہہ کہی گا ع شکر
رافت ہای تو چندانکہ رافت ہای تو ۱۲ اور یہ اونکو اطلاع دیجی گا کہ اخبار کا لفافہ ہرگز مجکو
نہین پہنچا ورنہ کیا امکان تہا کہ مین اوسکے رسید نہ لکہتا ایضاً بہای صاحب اپکی خامہ شکبار
کے صریر نے کتابون کی لوح طلائی کا اوازہ یہان تک پہنچایا بلکہ مجکو اون کی لوحون کا ہر خط
طلائی مانند شعاع افتاب منظر ایا کیا پوچہتا ہی اور کیا کہتا ہی مجکو تو بموجب اس مصرع کے
مصرع خاموشی از ثنای تو حد ثنای تست ۱۲ دل مین خوش ہوکر چپ ہتا ہی حضرت علائی
کو ایک موقع ضرور ہے مجکو اپکی حکم کا بجالانا منظور ہے اس نذر کی بہیجنے کے بعد جب کوئی

کوئی اونکا عنایت نامہ آئیگا تو بندہ زر کا پیچ گستریکا جو ہر دکہائیگا اوس نظم مین اونکا ذکر
خیر سے آجائیگا اب یہہ تو فرمائیے کہ مدت انتظار کب انجام پائیگی اور کتابون کے روانگی کی خبر مجھکو کب
آئیگی آپکے فرد توجہہ کا سب طرح یقین ہی سیاہ قلم کے پانچون توحین ہی اگر بن گئی ہون تو
کچہ عجب نہین ہی جلدونکا بننا البتہ چہاپیکی اختتام پر موقوف ہی معلوم تو ہوتا ہی کہ بہائی
نبی بخش صاحب اور ہمارے شفیق منشی شیو نراین صاحبکی ہمت اوسکی جلد انجام ہونی پر مصروف
ہی یا رب اسی اکتوبر کی مہینے مین یہہ کام انجام پاجائی اور چالیس جلدونکا شمارہ میری پاس
آجائی ۱۲ میرزا تفتہ کو کیا دون اور کیا لکہون مگر دعا دون اور دعا لکہون صاحب ڈہیل
نکرو کام مین تعجیل کرو ع ای ز فرصت بیخبر در ہر چہ باشی زود باش ٭ خدا کری نثر کی
تحریر انجام پا گئی ہو اور قصیدہ کی چہاپنی کی نوبت آگئی ہو قصیدہ کا نثر سے پہلی لگانا از
راہ اکرام و اعزاز ہے ورنہ نثر مین اور صنعت اور نظم کا اور انداز ہی یہہ اوسکا دیباچہ کیون
ہو بلکہ صورت ان دونون کی اجتماع کی یون ہو کہ سر رشتہ آمیزش توڑ دیا جائی اور قصیدہ کی
اور دستنبو کی بیچ مین ایک ورق سادہ چہوڑ دیا جائی ۱۲ رای امید سنگہ کا کوئی خط اگر
اندور سی آیا ہو تو مجکو بہی آگہی دو چاہو تمہین ابتدا کرو اور ایک خط اونکو لکہون اور اوسکا
پرداز اسبات پر رکہو کہ اب وہ کتابین تیار ہونیکو آئی ہین آپکی خدمت مین کہان بہیجی جائین
اور کیا پتا لکہا جائی یہ خط جواب طلب ہو جائیگا اور اونکو جواب لکہنا پڑیگا ۱۲

ایضاً مرزا صاحب مینی وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہی کہ مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا ہے
ہزار کوس سے بزبان قلم باتین کیا کرو ہجر مین وصال کے مزے لیا کرو کیا تمنے مجہسے بات
کرنیکی قسم کہائی ہی اتنا تو کہو کہ کیا بات تمہاری جی مین آئی ہی برسون ہو گئے کہ تمہارا
خط نہین نہ اپنی خیر و عافیت لکہی نہ کتابون کا بہیجوایا ہان مرزا تفتہ نے ہانرس سے

یہ خبر دی ہی کہ پانچ ورق پانچ کتابون کی آغاز کی اونکو دی آیا ہون اور اوہنون نی سیاہ
قلم کی لوح جو نکی تیاری کی ہی یہ تو بہت دن ہوئی جو تمنے مجکو خبر دی ہی کہ دو کتابون کی طلائی
لوح مرتب ہوگئی ہی پہر اب دن دو کتابون کی جلدین بنجانی کی کیا خبر ہی اور ان پانچ کتابونکی
تیار ہونی مین درنگ کس قدر ہی مہتمم مطبع کا خط پرسون آیا تہا وہ لکہتے ہین کہ تمہاری جامع
کتابین بعد مہائی لیعنی سات جلدون کی اسی ہفتہ مین تمہارے پاس پہنچ جائینگے اب حضرت ارشاد
کرین کہ یہہ سات جلدین کب آئینگی ہر چند کاریگرون کی دیر لگانی سی تم ہی مجبور ہو مگر ایسا کچہہ
لکہو کہ آنکہون کی نگرانی اور دل کی پریشانی دور ہو خدا کری اون بتیس جلدون کی ساتہہ
یا دو تین روز آگی پہنچے یہ سات جلدین آئیگی غنایتی ہی آئین تا خاص و عام جا بجا بہیجے جائین میرا
کلام میری پاس کبہی کچہہ نہین رہا ضیاء الدین خان اور حسین میرزا جمع کر لیتی تہی جو مینی کہا اونہون
نی لکہہ لیا اون دونون کی گہر لٹ گئی ہزارون روپی کی کتاب خانی برباد ہوئی اب مین اپنی
کلام کی دیکہنے کو ترستا ہون کئی دن ہوئی کہ ایک فقیر کہ وہ خوش آواز بہی ہی اور زمزمہ
پرداز بہی ہی ایک غزل میری کہین سی لکہوا لایا اوسنی وہ کاغذ جو مجکو دکہایا یقین سمجہنا
کہ مجکو رونا آیا غزل تمکو بہیجتا ہون اور صلہ مین اسکی اس خط کا جواب چاہتا ہون غزل درد
منت کش دوا نہ ہوا + مین نہ اچہا ہوا برا نہ ہوا + جمع کرتی ہو کیون رقیبون کو + ایک تماشا ہوا
گلہ نہوا + ہم کہان قسمت آزمانی جائین + تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا + کتنی شیرین
ہین تیری لب کہ رقیب + گالیان کہا کی بی مزا نہ ہوا + ہی خبر گرم اونکی آنی کی +
آج ہی گہر مین بوریا نہ ہوا + کیا وہ نمرود کی خدائی تہی + بندگی مین میرا بہلا نہ ہوا +
جان دی دی ہوئی اوسی کی تہی + حق تو یون ہی کہ حق ادا نہ ہوا + زخم گر دب گیا لہو نہ تہما +
کام گر رک گیا روا نہ ہوا + کچہہ تو پڑہیے کہ لوگ کہتے ہین + آج غالب غزلسرا نہ ہوا

سر اپریل ۱۸۶۴ء ۱۲ **ایضاً** بہائی صاحب مطبع مین سی سادہ کتابین یقین ہی کہ آج کل
بہیجے جائین اور پس وپیش سات جلدین آپ کی بنوائی ہوئین ہی آئین بالفعل ایک اور عقدہ
سر رشتہ خیال مین پڑا ہی یعنی از روی اخبار مفید خلایق ذہن لڑا ہی کہ اس ہفتہ مین جناب
ادمنسٹن صاحب بہادر آگرہ آئینگے اور دسادہ لفٹنٹ گورنری پر اجلاس فرمائینگے اس صورت
مین اغلب ہے کہ ولیم میور صاحب بہادر ان کی جگہہ چیف سکرتر بنجاینگے پہر دیکہیے کہ یہہ
محکمہ لفٹنٹ گورنری مین اپنا سکرترکسکو بنائینگے میر منشی اس محکمہ کے تو وہی منشی
غلام غوث خان رہینگے دیکہیے ہمارے منشی مولوی قمر الدین خان کہان
رہینگے بہر حال آپ سی یہہ استدعا ہی کہ پہلی کتابونکا احوال لکہیے اور پہر جدا جدا جواب
ہر سوال کا لکہیے جبتک ادمنسٹن صاحب بہادر چیف سکرتر تہی تو یہہ خیال مین تہا کہ اونکی
نذر اور نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر یعنے دو کتابین مع اپنی خط کے اونکی پاس
بہیجونگا اب حیران ہون کہ کیا کرون آیا آنکی جگہہ سکرتر کون ہوا اور یہہ جو لفٹنٹ گورنر
ہوئی تو اونہون نی سکرتر کسکو کیا میر منشی لفٹنٹ گورنر کا کون رہا اور گورنر جنرل
کا میر منشی کون ہی جو آپ کو معلوم ہو وہ اور جو معلوم ہو وہ دریافت کرکر لکہی قمر الدین
خان کا حال ضرور منشی غلام غوث خان کا حال بہ ضرور بہائی میری سرکی قسم اس خط کا جواب
ضرور لکہنا اور مفصل لکہنا اور ایسا واضح لکہنا کہ مجہسا کند ذہن اچہی طرح اوسکو سمجہہ لے زیادہ
کیا لکہون ۱۲ **ایضاً** بہائی جان کل جو جمعہ روز مبارک سعید تہا گویا میری حق مین روز
عید تہا چار گہڑی دن رہی نامہ فرحت فرجام اور چار گہڑی کی بعد وقت شام بیست
سات جلدونکا پارسل پہونچا واہ واہ کیا خوب بر محل پہونچا ہا آدمیکو موافق اوسکے تمناکے
آرزو برآئی بہت محال ہے میرے آرزو ایسے بر آئے کہ وہ بر تبہ

اَر دسم و خیال ہے یہہ تہا دتو میری تصور مین ہی ہنین گذرتا تہا مین تو صرف اسقدر خیال کرتا
تہا کہ جلدین بندہی ہوی دو کی توحین زرین اور پانچ کی توحین سیاہ قلم کی ہون گے واللہ اگر
تصور مین ہی گذرتا ہو کہ کتابین اس قسم کی ہونگی جب تک جہان ہی تم جہا نمین رہو ایمہ اطہار علیہم
السلام کی امان مین رہو میرا مقصود یہہ تہا کہ ایک کتاب مثل اون چار کے بن جای یہہ
کہ دو کتابون کا سارنگ ڈہلائی اب مین حیران ہون کہ آیا تمہارا ایمہ نے اون بارہ روپیونمین
برکت دی یا کچہ تمہارا روپیہ صرف ہوا دو پارسلونکا محصول دو رجسٹریکا معمول تین کتابون
کی توحین طلائی یہہ ساری بات اوس روپیہ مین کسطرح بن آئی اور کیونکر معلوم کرون کس سی
پوچہون خدا کری تم تکلیف نکرو اور اس امر کی اظہار مین توقف نکرو حقیقی آدمی کو بغیر حال
معلوم ہوی آرام نہین آتا جہان محبتین دینی اور روحانی ہون وہان تکلف کام نہین آتا
زیادہ اسی کہ شکر گذار ہون اور شرمسار ہون کیا لکہون ع چارہ خاموشیست چیزیکہ از تحصیل
گذشت ۱۲ **ایضاً** بندہ پرور آپکا خط کل پہنچا آج جواب لکہتا ہون داد دیتا کتنا شتاب
لکہتا ہون مطالب مندرجہ کے کا جواب کا ہی وقت آتا ہی پہلی تم سے یہہ پوچہا جاتا ہے کہ برابر
کئی خطوط مین ہمکو غم واندوہ کا شکوہ گذرتا پایا ہی پس اگر کسی ہمدرد پر دل آیا ہی تو شکایت
کی کیا گنجایش ہے بلکہ یہہ غم تو نصیب دوستان در خور افزایش ہے بقول غالب علیہ الرحمۃ
بیت کسیکو دیکی دل کوئی نوا سنج فغان کیون ہو نہو جب دل ہی پہلو مین تو پہر منہ مین
زبان کیون ہو ہی ہے حسن مطلع یہہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانیکو کیا کم ہے ع ہوا تو دوست
جسکا دشمن اوسکا آسمان کیون ہو افسوس ہی کہ اس غزل کے اور اشعار یاد نہ آئی
۱۲ اگر خدا نخواستہ باشد غم دنیا ہے تو بہای ہماری ہمدرد ہو ہمسے اس توجہہ کو مرانہ
او ٹہاری ہین تم بہی اوٹہا د اگر مرد ہو بقول غالب مرحوم **شعر** دلا یہہ درد و

درد و الم ہی تو مغتنم ہی کہ آخر ٭ نہ گریہ سحری ہی نہ آہ نیم شبی ہی ٭ سحر ہو گی خبر ہو گے اس
زمین مین وہ شعر یعنے تمہاری واسطے دلی مکان کوئی نہین بہتر جو انکو مین نہین رکہون تو ڈرتا ہون نظر
ہو گی کتنا خوب ہی اور دو کا کیا اچہا ہی اسلوب ہے قصیدہ کا مشتاق ہون خدا کری جلد چہاپا جائے تو
ہماری دیکہنے مین ہی آئی کیا کہیے بہلا کہیے یہ زمین ایکبار یہان طرح ہوئی تہی مگر بحر اور ہی تہی جب
اشعار کہون جو حال تو کہتے ہو مدعا کہئے ٭ تمہین کہو کہ جو تم یون کہو تو کیا کہئے ٭ رہی نجات تو قاتل
کو خون بہا دیجئے ٭ کٹی زبان تو خنجر کو مرحبا کہئے ٭ سفینہ جبکہ کنارے پہ آلگا غالب ٭ خدا سی کیا ستم
و جور ناخدا کہئے ٭ اور وہ جو فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن یہ بحر ہی اسمین ایک میرا قطعہ ہی کہ دو
مینی کلکتہ مین کہا تہا تقریب یہ کہ مولوی کرم حسین صاحب ایک میری دوست تہی اونہون نے
ایک مجلس مین چکنی ڈلی بہت پاکیزہ اور بے ریشہ اپنی کف دست پر رکہہ کر مجہسے کہا کہ اسکی کچہ تشبیہات
نظم کیجے مینی وہان بیٹھے بیٹھے نو دس شعر کا قطعہ کہکر اونکو دیا اور صلہ مین وہ ڈلی اون سے
لی اب سوچ رہا ہون جو شعر یاد آتی جاتی ہین لکہتا جاتا ہون **قطعہ** ہے جو صاحب کے کف دست
پہ یہ چکنی ڈلی ٭ زیب دیتا ہی اسی جسقدر اچہا کہئے ٭ خامہ انگشت بدندان کہ اسی کیا کہئے
ناطقہ سر بگریبان کہ اسی کیا کہئے ٭ اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجے ٭ خال مشکین رخ دل
لیلے کہئے ٭ حجر الاسود دیوار حرم کیجے عرض ٭ نافہ آہوی بیابان ختن کا کہئے ٭ صومعی مین
اسی ٹہرا ہئی گر بہر نماز ٭ میکدہ مین اسی خشت خم صہبا کہیے ٭ مسی آلودہ سر انگشت حسینان
لکہئے ٭ سر پستان پری زاد سی مانا کہئے ٭ غرض کہ بیس بائیس بیتیان مین اشعار سب کب
یاد آتی ہین اخیر کے بیت یہ ہی اپنی حضرت کی کف دست کو دل کیجے فرض ٭ اور اس
چکنی سپاری کو سویدا کہئے ٭ تو حضرت اپکی خط کے جواب نے انجام پایا اب میرا درد
دل سنو بر خوردار منشی شیونراین نی میری دو خط کا جواب نہین لکہا اور دو خطوط جو اطلب

ہی تم اونکو میری دعا کہو اور کہو کہ میان میرا کلام نہد ہی اوس مطلب خاص کا جواب
جلد لکھوائیے اگر وہ کتاب بن چکی ہی تو جلد بھیجو اور اگر اوسکے بھیجنے مین دیر ہی ہو تو
یہ لکھہ بھیجو کہ وہ سیاہ قلم کی لوح کی ہی یا طلائی ۱۲ ایضاً خدا کا شکر بجا لاتا ہون کہ
آپکو اپنی طرف متوجہ پاتا ہون مرزا تفتہ کا خط جو آپ نی نقل کرکر بھیجا ہی منشی شیو
نراین کا بھیجا ہوا اصل خط دیکھہ لیا ہی اگر تم مناسب جانو تو ایک بات میری مانو رقعات
عالمگیری یا انشاء خلیفہ اپنی سامنی رکھہ لیا کرو جو عبارت اوسمین سی پسند آیا کری وہ
خط مین لکھہ دیا کرو خط مفت مین تمام ہو جایا کریگا اور تمہاری خط کی آنی کا نام ہو جایا کریگا اگر
کبھی کوئی قصیدہ کہا اوسکا دیکھنا مشاہدہ اخبار پر موقوف ۱۲ ع برات عاشقان بر شاخ
آہو ۱۲ واقعی جو اخبار اگرہ سی دلی آتی ہین وہ میری سامنی پڑہی جاتی ہین صاحب تم
ہین اؤ اور مجکو بتاؤ کہ یہان جو بارسیون کی دکانون مین فرنج اور شام ہین کی درجن
دہری ہوئی ہین یا ساہوکارون کی اور جوہریون کی گہر روپیہ اور جواہر سے بہری ہوئی
ہین مین کہان وہ شراب پینی جاؤنگا اور وہ مال کیونکر اوٹہاونگا پس اب زیادہ باتین
نہ بناؤ اور وہ قصیدہ مجکو بھیجواؤ مین نی کتابین جا بجا بسبیل پارسل ارسال کی
ہین اگرچہ پہونچنی کی خبر پائی ہی مگر نوید قبول ابہی کہین سی نہین آئی ہے شعر
رات دن گردش مین ہین سات آسمان ٭ ہو رہیگا کچہ نہ کچہ گہبرائین کیا ٭ دیکھنا بہائی اس
غزل کا مطلع کیا ہی شعر جو رسی باز آئین پر باز آئین کیا ٭ کہتے ہین ہم تجکو منہہ دکہلائین
کیا ٭ سچ خون سرسی گذری کیون نجائی ٭ آستان یار سی اوٹہ جائین کیا ٭ لاگ ہو تو اوسکو
ہم سمجہین لگاو ٭ جب نہ ہو کچہہ بہی تو دہوکا کہائین کیا ٭ پوچھتی ہین وہ کہ غالب کون ہی ٭
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا ٭ غزل ناتمام ہی بلکہ ہر ایک اونکی شمارہ مین نشان اور ٭ کرتی ہین محبت

تو لڈرتا ہی گمان اور ٭ تم شہر مین ہو تو ہمین کیا غم جب اٹہینگی ٭ لی آئینگی بازار سے
جا کر دل وجان اور ٭ لوگونکو ہی خورشید جہانتاب کا دہوکا ٭ ہر روز دکہاتا ہون
مین ایک داغ نہان اور ٭ ابرو سی ہی کیا اوس نگہہ ناز کو پیوند ٭ ہی تیر مقرر مگر اسکی
ہی گمان اور ٭ یارب وہ نہ سمجہے ہین نہ سمجہینگے میری بات ٭ دی اور دل اونکو جو نہ
دی مجکو زبان اور ٭ ہرچند سبکدست ہوئی بت شکنی مین ٭ ہم ہین تو ابہی راہ
مین ہی سنگ گران اور ٭ پاتی ہین جب راہ تو چڑہ جاتی ہین نالی ٭ رکتی ہی میری
طبع تو ہوتی ہی روان اور ٭ مرتا ہون اس آواز پہ ہرچند سر اوڑ جائی ٭ جلاد کو لیکن
وہ کہی جائین کہ ہان اور ٭ ہین اور بہی دنیا مین سخنور بہت اچہی ٭ کہتے ہین کہ غالب
کا ہی انداز بیان اور ٭ دوشنبہ کا دن ۲۰ دسمبر کی صبح کا وقت ہی انگیٹہی رکہی
ہوئی ہی آگ تاپ رہا ہون اور خط لکہہ رہا ہون یہ اشعار یاد آگئی تمکو لکہہ بہیجی والسلام

ایضاً بہائی صاحب تمہارا خط اور قصیدہ پہنچا اصل خط تمہارا لفافہ مین لپیٹ کر مرزا
تفتہ کو بہیجدیا تہا کہ حال اونکو مفصل معلوم ہو جاوی بعد اس رپورٹ کی تمکو تہنیت دیتا ہون
پروردگار بہ تصدیق آیہ اظہار بہ بشیں اللہ اقبال تمکو مبارک کری اور منصب ہای خطیر
اور مدارج عظیم کو پہنچاوی واقعی کہ تمنے بڑی جرأت کی فی الحقیقت اپنی جان پر کہیلتے
تہی بات پیدا کی مگر اپنی مردی و مردانگی سی دولت کا ہاتہ آنا مع نیکنامی اس سی بہتر
دنیا مین کوئی بات نہین اب یقین ہی کہ خدمت صفحہ ملی اور جلد ترقی کرو ایسا کہ سال
آئندہ تک چشم بد دور صدالصدور ہو جاؤ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تہا کہ مغل نی تمہارا
ذکر مجہسے کیا تہا اور وہ اشعار جو تمنی اوسکی حسن کی وصف مین لکہی تہی تمہاری ہاتہ کی لکہی
ہوئی مجکو دکہائی تہی ایک یہ زمانہ کہ طرفین سے نامہ و پیام آتی جاتی ہین نامہ اسد تو وہ دن اچہا ہوگا کہ تم

تمہین اور بانہین کرین قلم بیکار ہو جاتی زبان بر سر گفتار آئی ۱۱ انشاء اللہ خان کا ہی قصیدہ
مینی دیکہا ہے تمنی بہت بڑہکر لکہا ہی اور اچہا سمان باندہا ہی زبان پاکیزہ مضامین اچہوتی معانی
نازک مطالب کا بیان دل نشین ہی زیادہ کیا لکہون ۱۱ ایضاً خود شکوہ دلیل رفع آزار
لبس است آید بزبان ہرانچہ از دل برود بندہ پرور فقیر شکوہ سی بُرا نہین مانتا مگر شکوہ کی قدر
سوائے میری کوئی نہین جانتا شکوہ کی خوبی یہہ ہے کہ راہ راست سی ہو یہہ نہو کہ ہی ادر معہلا
دوسری کیواسطے جواب کے گنجائش چہوڑی کیا مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ مجکو انکا فرخ آباد جانا
معلوم ہو گیا تہا اسواسطے انکو خط نہین لکہا تہا کیا مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ مینی اس عرصہ مین
کئی خط بہیجے اور وہ واپس پہر آئی اب شکوہ کا ہیکو کرتی مین اپنا گناہ میری ذمہ دہرتی
مین نہ جاتی وقت لکہا کہ مین کہان جاتا ہون نہ وہان جاکر لکہا کہ مین کہان رہتا ہون کل
انکا مہربانی نامہ آیا آج مین نی اوسکا جواب بہجوا دیا کیئے اپنی دعوی مین صادق ہون یا نہین سر
درد مند کو زیادہ ستانا اچہا نہین مرزا تفتہ سی آپ فقط اونکی خط نہ لکہنے کی سبب گران
ہین مین یہہ بہی نہین جانتا کہ اون دنون وہ کہان ہین آج تو کلت علی اللہ سکندر آباد خط
بہیجتا ہون دیکہون کیا دیکہتا ہون ۱۱ ایضاً شعر شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب
ای تو غایب ز نظر مہر تو ایمان من است ۱۲ حلیہ مبارک نظر افروز ہوا جانتی ہو کہ مرزا یوسف علی
خان عزیز نی جو کچہہ تمسے کہا اوسکا منشا کیا ہی کبہی مینی بزم احباب مین کہا ہو گا کہ مرزا حاتم
علی کی دیکہنے کو جی چاہتا ہے سنتا ہون کہ وہ طرحدار آدمی ہین اور بہائی تمہاری طرحدار نکا
ذکر مینی مغل جانسے سنا تہا جس زمانی مین کہ وہ نواب حامد علی خان کی نوکر تہی اور اونمین مجہ
مین بی تکلفانہ ربط تہا تو اکثر مغل سی پہروں اختلاط ہوا کرتی تہی اونسی تمہارے شعر اپنی تعریف
کی بہی مجکو دکہائی ہین پہر حال تمہارا حلیہ دیکہکر تمہاری کشیدہ قامت ہونی پر مجکو رشک

رشک آیا کس واسطے میرا قد بھی درازی مین انگشت نما ہی تمہاری گندمی رنگ پہ رشک آیا
کس واسطے کہ جب مین جیتا تھا تو میرا رنگ چنپئی تھا اور دیدہ ور لوگ اسکی ستایش کیا کرتی تھے
اب جو کبھی مجکو وہ اپنا رنگ یاد آتا ہی تو چھاتی پر سانپ سا پھر جاتا ہی ہان مجکو رشک آیا اور مینے خون
جگر کھایا تو اس کلمہ پر کہ ڈاڑھی خوب گھنی ہوئی ہی وہ مزی یاد آگئی کیا کہون جی پر کیا گذری
بقول شیخ علی حزین شعر تا دسترسم بود زدم چاک گریبان ❊ شرمندگی از خرقۂ پشمینہ ندارم ❊
جب ڈاڑھی مونچھہ مین سفید بال آگئی تیسری دن چیونٹی کی انڈی گالون پر نظر آنی لگی اس سے
بڑھکر یہ ہوا کہ آگی کی دو دانت ٹوٹ گئی ناچار مسی بھی چھوڑ دی اور ڈاڑھی بھی مگر یہ یاد رکھیے
کہ اس بھونڈی شہر مین ایک وردی ہی عام ملا حافظ بساطی نیچہ بند دھوبی سقہ بھٹیارہ جولاہہ
کنجڑہ مونھہ پر ڈاڑھی سر پر بال فقیر نی جسدن ڈاڑھی رکھی اوسی دن سر منڈایا لاحول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا بک رہا ہون ۱۲ صاحب بندہ دستنبو جناب اشرف الامرا جارج فریڈرک
ادمنسٹن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر مغرب و شمال کی نذر بھیجی تھی سو اونکا فارسی خط محررہ
دہم مارچ مشتمل بر تحسین و آفرین و اظہار خوشنودی بطریق ڈاک آگیا پھر مینے تہنیت مین لفٹنٹ
گورنری کی قصیدہ فارسی بھیجا اوسکی رسید مین نظم کی تعریف اور اپنی رضامندی پر متضمن خط
فارسی بسبیل ڈاک مرقومہ چہاردہم آگیا پھر ایک قصیدہ فارسی مدح اور تہنیت مین جناب رابرٹ
منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت مین بواسطہ صاحب کمشنر بہادر دہلی بھیجا تھا
کل اونکا بھی خط بذریعہ صاحب کمشنر بہادر دہلی آگیا پنشن کی باب مین ابھی کچھہ حکم نہین
اسباب توقع کی فراہم ہوتی جاتی ہین دیر آید درست آید آج تک جیتا ہی ہون ادہ سیر
گوشت دنکو اور پاو بھر شراب راتکو ملی جاتی ہی شعر ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے ❊ اگر ہم فقیر بھیجی ہین اور اس غزل کی طالب کا ذوق لیکانا

تو یہہ غزل اس خط سے پہلے پہونچ گئی ہوگی رہا سلام وہ اب پہنچا دینگے ۱۲ **ایضاً** جناب
مرزا صاحب آپکا غم افزا نامہ پہونچا مین نی پڑہا یوسف علی خان عزیز کو پڑہوا دیا اونہون نے
جو میرے سامنے اوس مرحومہ کا اور آپکا معاملہ بیان کیا یعنے اوسکے اطاعت اور تمہاری
اوس سے محبت سخت ملال ہوا اور رنج کمال ہوا سنو صاحب شعرا مین فردوسی اور
فقرا مین حسن بصری اور عشاق مین مجنون یہہ تین آدمی تین فن مین سر دفتر اور پیشوا
ہین شاعر کا کمال یہہ ہی کہ فردوسی ہو جاوی فقیر کی انتہا یہ ہی کہ حسن بصری سی ٹکر کہاوے
عاشق کی نمود یہ ہی کہ مجنون کی ہمطرحی نصیب ہو لیلی اوسکے سامنی مری تہی تمہاری
محبوبہ تمہاری سامنی مری بلکہ تم اوس سی بڑہکر ہوی کہ لیلی اپنی گہر مین اور تمہاری معشوقہ
تمہارے سامنے مری بہئی مغل بچے بہی غضب ہوتی ہین جس پر مرتی ہین اوسکو مار رکہتے ہین مین بہی
مغل بچہ ہون عمر بہر مین ایک بڑی ستم پیشہ ڈومنی کو مین نی بہی مار رکہا ہی خدا اون دونون کو
بخشے اور ہم تم دونون کو بہی کہ زخم مرگ دوست کہائی ہوی ہین مغفرت کری چالیس بہ
بیالیس برس کا یہہ واقعہ ہی باآنکہ یہ کوچہ چہٹ گیا اس فن سی مین بیگانہ محض ہو گیا
لیکن اب بہی کبہی کبہی وہ ادائین یاد آتی ہین اوسکا مرنا زندگی بہر نہ بہولونگا جانتا ہون
کہ تمہاری دل پر کیا گزرتی ہوگی صبر کرو اور اب ہنگامہ سازی عشق مجازی چہوڑو **بیت**
سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی + عشق محمد بس است و آل محمد + الله بس ماسوی ہوس ۱۲
ایضاً مرزا صاحب ہمکو یہہ باتین پسند نہین پینسٹہ برس کی عمر ہی پچاس برس عالم رنگ و بو کی
سیر کی ہی ابتدائی شباب مین ایک مرشد کامل نی یہ نصیحت کی ہی کہ ہمکو زہد و ورع منظور نہین
ہم مانع فسق و فجور نہین پیو کہاو مزی اوڑاو مگر یہہ یاد رہی کہ مصری کی مکہی بنو شہد کی مکہی نہ بنو میرا
اس نصیحت پر عمل ہی کسیکی مرنیکا وہ غم کری جو آپ نہ مری کیسی اشک فشانی کہان کی مرثیہ خوانی آزادی کا شکر بجا لاؤ غم

لکھا خدا اور اگر ایسی ہی ہی گرفتاری سی خوش ہو تو چنا جان نسہی منا جان سہی ہی مین جب بہشت
کا تصور کرتا ہون اور سوچتا ہون کہ اگر مغفرت ہو گئی اور ایک قصر ملا اور ایک حور ملی اقامت
جاودانی ہی اور اوسی ایک نیکبخت کی ساتھہ زندگانی ہی اس تصور سی جی گھبراتا ہی اور
کلیجا مونہہ کو آتا ہی ہی ہی وہ حور اجیرن ہو جائیگی طبیعت کیون نہ گھبرائیگی وہی زمردین کاخ
اور وہی طوبیٰ کی ایک شاخ چشم بد دور وہی ایک حور بھائی ہوش مین آو کہین اور دل لگاو ۱۲
بیت زن نو کن ای دوست در ہر بہار ۔ کہ تقویم پارینہ ناید بکار ۔ مرزا مظہر کی اشعار سے
تضمین کا مسدس دیکھا فکر سراپا پسند ذکر ہمہ جہت ناپسند اپنی نام کا خط مع اون اشعار کی
مرزا یوسف علیخان عزیز کی حوالہ کیا ۱۲ اکومی نواب محمد علیخان صاحب کی خدمت مین سلام عرض
کرتا ہون پروردگار اونکو سلامت رکھی ۱۲ مولوی عبدالوہاب صاحب کیمیر اسلام دم دیکی مجھسے فارسی
عبارت مین خط لکھوایا مین منتظر رہا کہ آپ لکھنو جائینگے وہ عبارت جناب قبلہ وکعبہ کو دکھائینگے اونکے
مزاج اقدس کی خیر و عافیت مجکو رقم فرمائینگے مین کیا جانون کہ حضرت میری وطن مین جلوہ افروز
ہین ع یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم ۱۲ اب مجھے اون سی یہ استدعا ہی کہ دستخط خاص
سی مجکو خط لکھین اور لکھنو نہ جانی کا سبب در جناب قبلہ و کعبہ کا حال جو کچھ معلوم ہو وہ اوس
مین درج کرین ۱۲ **ایضاً** صاحب میری عہدہ وکالت مبارک ہو ہو کلون سی کام
لیا کیجی پریون کو تسخیر کیا کیجی مثنوی پہنچی جھوٹ بولنا میرا شعار نہین کیا خوب بول چال
ہی انداز اچھا بیان اچھا روزمرہ صاف جیٹھون کا استغاثہ کیا کہون کیا مزا دیتا ہی
سو بگم صاحب پھوڑے مین پھنسایا چھٹا بیگم نی ہجرت کرایا ۱۲ اس مثنوی نی اگلی مثنویون
کو تقویم پارینہ بنا دیا ۱۲ بیان بخشایش ہم گنہگارون تک کیون پہنچی گا مگر ہان اس راہ
سی مستحق کرامت گنہگار ہمہ بخشش کا متوقع ہون مین وہ بات ہی نہین سمجھا کہ وہ نسخہ نظم ہی یا نثر ہی

اور مضمون اوسکا یہ ہی مرزا یوسف علیخان آٹھہ آٹھہ دس دس مہینے سے مع عیال و اطفال اسی شہر میں
مقیم ہین ایک ہمدرد امیر کے گھر پر مکتب کا ساطور کر لیا ہے میرے مکان کے پاس ایک مکان کرایہ کو لیا
ہے اوسمین رہتے ہین اگر اونکو خط بھیجو تو میرے مکان کا پتہ لکھہ دینا اور یہ بھی آپکو معلوم ہے کہ میرے
خط کے سرنامہ پر محلہ کا نام لکھنا ضرور نہین شہر کا نام اور میرا نام قصہ تمام ہان یار عزیز کے خط پر میرے
مکان کے قرب کا پتہ ضرور ہے دو روز سے شجاع مہر کو دیکھہ رہے ہین اکثر تمہارا ذکر رہتا ہے نواب ہر وقت
یہین تشریف رکھتے ہین راتکو تو پھر جیسے گھر کی نشست ہر روز رہتی ہے یہین سے اوٹھکر مکتب کو
گئے ہین تمکو سلام کہتے ہین اور شجاع مہر کے مداح اور بیان تنخواہ کے مشتاق ہین ۱۲ نواب
انور الدولہ بہادر شفق کے نام شعر ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت
است بر جریدہ عالم دوام ما ۔ خداوند نعمت آج دوشنبہ ۲ رمضان اور ۵ فروری کی ہے اسوقت
کہ بارہ پر تین بجے ہین عطوفت نامہ پہنچا ادہر پڑہا ادہر جواب لکھا ڈاک کا وقت نرہا خط کو معنون
کر رکھتا ہون کل سہ شنبہ ۶ فروری کی ڈاک مین بھجوا دونگا سال گذشتہ مین مجھپر بہت سخت گذرا ۱۲
۱۲ مہینے صاحب فراش رہا اوٹھنا دشوار تھا چلنا پھرنا کیسا نہ تپ تھا نہ کھانسی نہ اسہال نہ فالج نہ لقوہ ان
سب سے بدتر ایک صورت پر کدورت یعنے احتراق کا مرض مختصر یہ کہ سر سے پانون تک بارہ پھوڑے
ہر پھوڑہ ایک زخم ہر زخم ایک غار ہر روز بے مبالغہ ۱۲ ۱۳ پھائے اور پاؤ بھر مرہم درکار نو دس
مہینے بخور و خواب رہا ہون اور شب و روز بیتاب ایسے یون گذری ہین کہ اگر کبھی آنکھہ لگ
گئی دو گھڑی غافل رہا ہونگا کہ ایک آدہ پھوڑی مین ٹیس اوٹھی جاگ اوٹھا تڑپا کیا پھر سو لیا
پھر ہوشیار ہو گیا سال بھر مین سے تین حصے دن یون گذرے پھر تخفیف ہونے لگی دو تین
مہینے مین لوٹ پوٹ کر اچھا ہو گیا نئے سرے سے روح قالب مین آئی اجل نے میری سخت
جانی کی قسم کھائے اب اگرچہ تندرست ہون لیکن ناتوان اور سست ہون

ہون جو اس کمرے میں بیٹھا حافظ کو رد بیٹھا ہون تو اتنی دیر مین اوٹھا ہون کہ جتنی دیر مین ایک قد آدم
دیوار اوٹھی ہاں کی پرسش کی کیون نہ قربان جاؤن کہ جبتک میرا مرنا نہ سنا میری خبر نہ لی میری مرگ
کی مخبر کی تقریر اور رشتہ میری یہ تحریر آدھی سچ اور آدھی جھوٹ در صورت مرگ ہم مردہ
اور در حالت حیات نیم زندہ ہون شعر درکشاکش ضعفم نگسلد روان از تن + اینکہ من نمی
میرم ہم زندہ بودن است + اگر ان سطور کے نقل میری مخدوم مولوی غلام غوث خان بہادر
میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب و شمال کی پاس بھیجدیجیگا تو اونکو خوش اور مجھکو ممنون کیجیگا

خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام قبلہ کبھی آپکو یہہ بھی خیال آتا ہی کہ کوئی ہمارا دوست جو
غالب کہلاتا ہے وہ کیا کہتا ہے جیتا ہی اور کیونکر جیتا ہی پنشن قدیم اکیس مہینے سی بند اور مین
سادہ دل فتوح جدید کا آرزومند اوس پنشن کا احاطہ پنجاب کے حکام پر مدار سو اونکا یہہ شیوہ اور یہہ
شعار ہی کہ نہ روپیہ دیتی ہین نہ جواب مہربانی کرتی ہین نہ عتاب جز اوس سے قطع نظر کی اب سنئے
اودہ کے شاہ سے بموجب تحریر وزیر عطیہ شاہی کا امیدوار ہون تقاضا کرتی ہوئی شرماؤن اگر
گنہگار ہون گنہگار رہتا تو گولی یا پھانسی سے مرتا اسبات پر کہ مین بیگناہ ہون مقید اور مقتول
نہوئیسی آپ اپنا گواہ ہون پیشگاہ گورنمنٹ کلکتہ مین جب کوئی کاغذ بھیجا آتا ہی بقلم چیف سکرتر
بہادر اوسکا جواب پاتا ہی ابکی بار دو کتابین بھیجین ایک پیشکش گورنمنٹ اور ایک نذر شاہی ہی نہ
اوسکی قبول کی اطلاع نہ اوسکی ارسال کی آگاہی تا جناب ولیم مور صاحب بہادر نے بھی عنایت نہ فرمائی
اونکی بھی کوئی تحریر مجھکو نہ آئی یہ سب ایک طرف اب خبرین مین مختلف کہتے ہین کہ چیف سکرتر
بہادر لفٹنٹ گورنر ہوئی یہ کوئی نہین کہتا کہ اونکی جگہہ کون لینے صاحب عالی شان چیف سکرتر
ہوئی مشہور ہے کہ جناب ولیم مور صاحب بہادر صدر بورڈ مین تشریف لیگئی یہ کوئی نہین بتاتا کہ
لفٹنٹ گورنری کی سکرتری کا کام کسکو دیا گیا آپکا حال کوئی نہین کہتا کہ آپ کہان ہین

ہان آرزوی قیاس چاہتا ہون کہ آپ دسی منصب اور اوسی دفتر مین شاد و شادمان ہین
جواب لفٹنٹی کی سکرتری ہوی ہونگی اونسی علاقہ رہتا ہوگا میور صاحب بہادر سی کام ہیکو
ملنا ہوتا ہوگا لفٹنٹ گورنری اور صدر بورڈ یہ دونون محکمی الہ آباد کئی یا نگی بہرحال
آپ اب کیون آگرہ کو جاینگی نواب گورنر جنرل بہادر کی روانگی کی بہی خبر مین اختلاف ہے
کوئی کہتا ہی کہ ۲۰ جنوری کو گئی کوئی کہتا ہی فروری مین کوچ فرماینگی مین تو اوسی
یہی بات دہو بیٹہا ہر طرح اپنی قسمت کو رو بیٹہا مگر یہہ چاہتا ہون کہ حقیقت واقعی یکیا
ہو حقہ اطلاع حاصل ہوتا کہ تسلی خاطر اور تسکین دل ہو اگر ان مطالب کا جواب نہ مجمل بلکہ مفصل
نہ دیر بلکہ جلد مرحمت کیجیگا تو گویا مجکو مول لی لیجیگا زیادہ اس سی کیا لکہون **ایضاً**
پیر و مرشد یہ خط ہی یا کرامت ہی صاف صفائی ضمیر و کشف حجب کے علامت ہی مدعا صرف درے
التحریر اور اندیشہ نشان سکن دامنگیر اگر یہہ خط کل نہ اجاتا تو آج خط کیونکر لکہا جاتا
سبحان اللہ جیدن یہان مجکو وہ مطلب خطر در پیش آیا ہی اوسی دن آپنی وہان خط لکہنی
کو قلم اوٹہایا ہی اپکو عارف کامل کیونکر نکہون اور کیا کہون ولی اگر نکہون مدعا بیان کرتا
ہون مگر یہ گمان کرتا ہون کہ یہ خط پہنچنے نہ پائیگا کہ وہ راز سربستہ آپ پر کہل جائیگا یعنی
یکشنبہ ۲۸ نومبر کو دو خط اور دو پارسل ایک مین دستنبو کا ایک مجلد اور ایک مین تین مجالسی
ڈاک روانہ کر چکا ہون خطونکا چوتہی یا پانچوین دن اور پارسلونکا چہٹوین ساتوین دن
پہنچنا خیال کر رہا ہون پارسلون کی عنوان پر خطونکی معیت رقم کی ہی اور خطون کی نیز
پر پارسلونکی ارسال کی اطلاع دی ہی تین کتاب والی پارسل اور ایک خط بر جناب چیف سکرتر
بہادر اول کا نام نامی ہی اور ایک کتاب والی پارسل اور ایک خط بر جناب چیف سکرتر بہادر دوم کا
اسم سامی ہی آج پانچوان دن ہی خط دونون اگر پہنچ گئی ہون تو کیا عجب ہی بلکہ سچ تو یون ہی کہ اگر نہ پہنچی ہون تو غضب ہی اگلی عالم

کی پہنچی ہین کچہ شک نہین جواب امراحوی دفتر مین اوسکا پتا اجتک نہین یارب کار
پردازان ڈاک کو نہ بن جائین اور میری ان دونون اور پار ملون کو باحتیاط پہنچائین
صرف عنایت کی گنجایش تو آپ جب پائین کہ وہ خط اور پارسل پہنچ جائین گے ابہی تو ایسی
مجکو اونکی نہ پہنچنے کا سوال ہی کسواسطے کہ جتبک آپ اطلاع ندین گی اونکی نہ پہنچنے کی
بہی خبر مجہ تک پہنچنے محال ہے بہرحال یہ نیازنامہ جسدن پہنچے اوسکے دوسرے
دن جواب لکہیے جیسا مین نے جلد لکہا ایسا ہی آپ بہی شتاب لکہیے اگلی عنایت نامے
مین کوئی امر ایسا نہتا کہ جواب لکہا جاے یا اوس باب مین کچہ اور عرض کیا جاے لوہار
کی روانگی کا خط جب آئیگا تو ہاروکو بہیجدیا جائیگا جناب منشی نواب جان صاحب اور جناب
منشی اظہار حسین صاحب مین اور آپ مین اگر ربط بے تکلف ہو تو اون دو صاحبونکی
خدمت مین میرا سلام نیاز پہنچانی مین نہ توقف ہو ع تم سلامت رہو قیامت
تک ایضاً قبلہ اس نامہ مختصر نے وہ کیا جو بارہ ابر کشت خشک سے
کرہی لفافے خط اور پارسل کا پہنچ جانا ایسا نہین کہ اوسکی خبر پاکر بخت کی رسائیکا سپاس گذار نہون
یہ حضرت تکو لکہ چکا ہون کہ دوسرا پارسل اور خط معہ اس پارسل اور اس خط کی ساتہہ بہیجا گیا ہی اور ہر گونہ
توقع کا خیال اوسی پارسل پر ہے کسواسطی کہ اوسخط مین حاکم اعظم نام کی عرضی ملفوف ہی جانتا ہون
کہ محکمہ ڈاک ایکدفعہ دونون پارسل اور دونون لفافے ایکدن مجھے پہنچی ہونگی مگر دل نہین مانتا اور کہتا ہی
کہ نمانونگا جبتک کہ حضرت اوس سر رشتہ سی معلوم کرکر نہ لکہینگے اب آپ جانیے اور یہ دل سودا زدہ مین اسکی
سفارش کرنیوالا اور اوسکی مدعا کا گذارش کرنیوالا کون ہون اتنی بات ہے کہ آپ لکہہ سکتی ہین بلکہ یہ بہی
مجہ پر جتا سکتی ہین کہ خط کا امیدوار ہون یا نہین اپنی حسن طبع کا شکرگزار ہون یا نہین پہ گلہ کا
ہی بوالعجب دستور قدیم سے خط کا امیدوار ہون یا نہین اپنی حسن طبع کا جواب جلد عنایت مجکو

مجکو چلا بہیجیگا تو بارو کا خط ایک معتمد کی ہاتہ بہیجدیا گیا ایضاً قبلۂ حاجات عطوفت شعار کے
انی سی آپکا بہی شکرگذار ہوا اور اپنی بخت و قسمت کو بہی آفرین کہی ڈاک کی کارپردازی کا بہی
احسان مانا ہی دونو پارسل اور دونو لفافی پہنچگئے شعر نہال دوستی کی بر دہد ؎ حالیا رقیمہ و تحفی کا تسلیم
یہ کتاب جو مرسل ہی کے مطالعہ مین ہی پہر بہ نسبت اوس دوسری کتاب کے قسمت اچہی ہی یعنی خود
ملاحظہ فرماتی ہین اور اگر کہین کچہہ پوچہنا ہوگا تو یقین ہی کہ آپسی پوچہینگے دوسری کتاب دیکہنی یا
مجکو کیا دکہائی جنکو اوسکی دیکہنے کا حکم ہوا ہی وہ اہل علم و فضل ہین سہی ہین لیکن یہ طرز تحریر پیش
نہین کہتا کہ نادری مگر بیگانہ و ناآشنا ہی خدا کری وہ جو اوسکی سر پر ناظر ہین ان اوراق
کو بمشورت آپکی دیکہا کرین اور کہین کہین آپسی پوچہہ لیا کرین کیونکہ لکہون نہین لکہہ سکتا ہم سب
کچہہ چاہتی ہو جہان گنجائش پاؤگی جیسا مناسب جانوگی جو کچہہ کرسکوگی وہ کروگی تو بارو کو
خط بکمال احتیاط روانہ ہوگیا خاطر اقدس جمع رہی جواب الطلب زیادہ حد ادب ۱۲ ایضاً جناب
عالی آج دوشنبہ ۳ جنوری ۱۸۵۹ کی ہی پہر دن چڑہا ہوگا ابر گہر رہا ہی ترشح ہو رہا ہی سرد ہوا چل رہی ہے
ہی ملتی کو کچہہ میسر نہین ناچار روٹی کہائی ہی بیت اتفاقا برابر بہمن مہی ؎ سفالیہ جام من
از مَی تہی ؎ غم زدہ و درد مند بیٹہا تہا کہ ڈاک کا ہرکارہ تمہارا خط لایا سرنامہ کو دیکہکر اس راہ
سی کہ دستخط خاص کا لکہا ہوا ہی بہت خوش ہوا خط کو پڑہ کر اس دوستی کی حصول مدعا کے ذکر کی
حاکی تہا افسردگی حاصل ہوئی شعر ما خانہ رسیدگان ظلمیم ؎ پیغام خوش از دیار ما نیست ؎ اسی افسردگی
مین جی چاہا کہ حضرت سے باتین کرون تا انکہ خط جواب الطلب تہا جواب لکہنی لگا پہلی تو یہ سنیکہ آپکی دوست
کو آپکا خط پہنچ گیا مگر وہ دو بار مجکو لکہہ چکا ہی کہ مین جواب اوسکا نشان مرقومہ لفافہ کی مطابق
ڈاک مین بہیج چکا ہون جواب الجواب کا منتظر ہون ۱۲ آپ جانتی ہین کہ کمال یاس مقتضی استغنا ہی
پس اب اس سی زیادہ یاس کیا ہوگی کہ بامید مرگ جیتا ہون اس راہ کچہہ مستغنی ہوتا چلا ہون دو دو ہاتہ لگے

ڈہائی برسکی زندگی اور ہی ہر طرح گزر جاوی گی جانتا ہون کہ تمکو مجھسے اسکی کہ یہ لکھا ہی جسکا
زمانہ کون بتا سکتا ہی بجا ہی الہام سمجھیے جایے اوہام سمجھیے بیس بیس برس کے یہ قطعہ لکھ رکھا تھا
قطعہ من کہ باشم کہ جاودان باشم ٭ چون نظیری نماند و طالب مرد ٭ در بگویند در کدامین
سال ٭ مرد غالب بگو کہ غالب مرد ٭ اب بارہ سو چہتر ہین اور غالب مرد کی بارہ سو ستتر ہین
۱۲۷۷
اس عرصہ مین جو کچھہ مسرت پہنچنی ہو پہنچلے ورنہ پہر ہم کہان الیضاً قبلہ حاجات قطعہ مین
جو حضرت نی الہام درج کیا ہی وہ تو ایک لطیفہ لسبیل دعا ہی مگر ہان یہ کشف یقینی ہی اور
مخدوم کی روشندلی اور دوربینی ہی کہ جو سوالات ۳۰ جنوری کو کی اونکی جواب مینے
۲۷ کو لکھہ کر بہیجدی کیونکر نکہون کہ روشنضمیر ہو اگرچہ جوان ہو مگر میری پیر ہو خلاصہ تقریر
یہ کہ ستیوین کو آخر روز مینی خط ڈاک مین بہیجا اور اٹہیونکو ڈاک کا ہرکارہ پہر دن چڑہے
تمہارا خط لایا سوالات مین ایک سوال کا جواب باقی رہا ہی یعنی جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر سابق
جگہہ ٭ چیف سکرتر گورنمنٹ کلکتہ کون ہوا یہ دلمین پیچ و تاب باقی رہا کتاب کے باب مین جو کچھ لکہا ہی
واقعی کہ یہ درست اور بجا ہی جو کچھہ واقع ہوا اوسکو مفید مطلب فرض کرون لیکن اگر اجازت
پاؤن تو اسی باب مین یہ عرض کرون کہ پیشگاہ گورنمنٹ مین بتوسط چیف سکرتر بہادر سابق
اور لفٹنٹ گورنر بہادر حال دو مجلد پیش کی ہین ایک نذر گورنمنٹ اور دوسری کیواسطے یہ
سوال کہ میری عزت بڑہائی جاوی اور یہ مجلد حضور حضرت شاہنشاہی مین بہیجا جاوی جہان
نذر گورنمنٹ مین تو مولوی اظہار حسین صاحب کا وہ اظہار ہی کہ نذر سلطانی کی ارسال و عدم
ارسال مین کیا دار و مدار ہی دو نسخی جو اون دونون صاحبون کی پیشکش مقرر ہوی اونہین سی ایک جلد
بند کی حاکم اور لفٹنٹ گورنر ہوی رد و قبول و نفرین و آفرین کچھ بہی نہین کیا سا جو چاہون
سو کرون یقین کچھ بہی نہین ۱۶ دسمبر سنہ ۱۸۶۰ کا لکہا ہوا حکم وزیر اعظم کا ولایت کی ڈاک

مین مجکو آیا ہی کہ اوس قصیدہ کی صلہ و جایزہ کیواسطے کہ جو بتوسط لارڈ الن برا سایل نے
بہیجا ہی خطاب و خلعت و پنشن کی تجویز ضروری جو حکم صادر ہوگا سایل کو بتوسط گورنمنٹ
اوسکی اطلاع دینی ضرور ہی یہ حکم مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۸۵۶ آخر جنوری ۱۸۵۷ مین مجہے پہنچا فروری
مارچ اپریل خوشی اور توقع مین گذری مئی ۱۸۵۷ مین ملک مین یہ فتنہ اوٹہا اب اس کتاب اور
دوسری قصیدہ کی جابجا نظر کرنیکا یہ سبب ہے کہ سایل محکمہ ولایت کو یاد دہی کرنا اور گورنمنٹ
سی تحسین طلب ہے جب یہان سی نوید تحسین نہین تو ولایت کو نذر کی ارسال کا ہی یقین نہین
تحسین و آفرین سی گزر اندر کی ولایت جانیکا یقین کیونکر حاصل ہو جہان یہ تفرقہ اور یہ
اتفاقی اور یہ دشواری اور یہ مشکل ہو جہین آتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب لفٹنٹ
گورنر بہادر اور حاکم صدر بورڈ کو ایک ایک عریضہ جدا جدا لکہون پہر یہ سوچتا ہون کہ انگریزی
لکہواؤن فارسی لکہون اور دونون صورتون مین کیا لکہون کل کا بہیجا ہوا خط اور یہ آجکا خط
تو ہی کہ دونون معاً ایک وقت مین پہنچین عہ تو جواب طلب نہین اسکا جواب لکہی اور بہت شتاب
لکہیے ایضاً جناب عالی ایک شعر اوستاد کا مدت سے تحریر حافظ چلا آتا ہی شعر ظالم تو میری سادہ
دلی پہ تو رحم کر روٹہا تہا مجہسے آپ ہی اور آپ من گیا، یعنی از راہ تصرف اس شعر کی صورت بدل
ڈالی شعر ان کفر ہوئے نیکیون او سیہ پیارے آہ روٹہا جو بیگناہ تو عذر مین گیا ہم اخوان الصفا
مین سی ہو تمہاری آرزو کی اور انکی مہربانی سی خوش تری ہان حضرت کہتے منشی ممتاز علی خان
کی سعی بہی مشکور ہوگی وہ مجموعہ اردو چہپے یا چہپا ہی رہیگا احباب اوسکی طالب ہین بلکہ بعض
کی طلب کو بسرحد تقاضا پہنچا دیا ہے، میرا حال سنیے لارڈ کیننگ صاحب نے بعد فتح دہلی
میرا قصیدہ مجکو واپس بہیجدیا صاحب سکرتر نے مجہسے کہا کہ تم ایام غدر مین بادشاہ
باغی کے مصاحب رہی اب گورنمنٹ کو تمسے راہ و رسم آمیزش منظور نہین

نہیں ناچار چپ ہو رہا بھیجا ہوں لارڈ الجن صاحب بہادر کی وقت مین پھر موافق معمول
قصیدہ شملہ کی مقامات پر بھیجا خلاف تصور عجب دستور قدیم چیف سکرتر بہادر کا خط
آگیا وہی افشانی کا عذر وہی القاب وہی تحسین کلام وہی اظہار خوشنودی اب جو یہ
امیر کبیر دارای قلمرو ہند ہوی مین خدمت دیرینہ بجالایا ۱۲ فروری سنہ ۶۴ء حال کو قصیدہ
مع عرضداشت ارسال کیا آج تک کہ ۷ مارچ کی ہے جواب نہین پایا باوجود سوابق معرفت
رسم قدیم کا عمل مین نہ آنا خاطر آشوب کیون نہو مصرع بیدل نیم ہنوز بہ بینیم چہ می شود

ایضاً پیر و مرشد کوئی صاحب ڈپٹی کلکٹر ہین کلکتہ مین مولوی عبد الغفور خان اونکا
نام اور نساخ اونکا تخلص ہے میری اونکی ملاقات نہین ہوئی اونہون نی اپنا دیوان چھاپیکا
موسوم بہ دفتر بے مثال مجکو بھیجا اوسکے رسید مین یہ خط مینی اونکو لکھا چونکہ یہہ خط مجموعہ
نثر اردو کی لایق ہی اسکی پاس ارسال کرتا ہون اور ہان حضرت وہ مجموعہ چھپیگا بالفتح
یا چھپیگا بالضم چھپ چکا ہو تو حق التصنیف کی جتنی جلدین منشی ممتاز علی خانصاحب
کی ہمت اقتضا کری فقیر کو بھیجی والسلام ۱۲

مولوی عبد الغفور خان نساخ کی نام

جناب مولوی صاحب قبلہ یہ درویش گوشہ نشین جو موسوم بہ اسد اللہ اور متخلص بہ غالب ہے
مکرمت حال کا شاکر اور آیندہ افزایش عنایت کا طالب ہے دفتر بے مثال کو عطیہ کبری و موہبت عظمی سمجھکر
یاد آوریکا احسان مانتا ہے پہلے اس قدر افزائی کا شکر ادا کرتا ہون کہ حضرت نی اس ہیچمیرز ہیچمدان کو قابل
خطاب و لایق عطای کتاب جانا مین سخن گو نہین خوشامد میری خو نہین دیوان فیض عنوان اسم
با مسمی ہے دفتر بے مثال اسکا نام بجا ہی الفاظ متین معانی بلند مضمون عمدہ بندش دلپسند فقیر
نوک اعلان کلمۃ الحق مین بیباک و گستاخ ہین سنیے امام بخش طرز جدید کے موجد اور ناہموار روشون کی
ناسخ تھی آپ انسی بڑہکر بصیغہ مبالغہ نساخ ہین تم آئے زیور زبان سحر بیانی ترنگ قلم ہندوستان ہم

خاکسار نی ابتدای سن تمیز مین اردو زبان مین سخن سرای کی ہی پہر اوسط عمر مین بادشاہ دہلی کا
نوکر ہو کر چند روز اوسی روش پر خامہ فرسا رہی ہی نظم و نثر فارسیکا عاشق اور مایل ہون
ہندوستان مین رہتا ہون مگر تیغ اصفہانیکا گہایل ہون جہان تک زور چل سکا فارسی زبان مین
بہت کچہ بکا اب نہ فارسیکی فکر نہ اردو کا ذکر نہ دنیا مین توقع نہ عقبے کی امید مین ہون اور اندوہ کا
جاوید جیسا کہ خود ایک قصیدہ نعت کی تشبیب مین کہتا ہون شعر چشم کشودہ اند بکردار ہای من
زایندہ نا امیدم در رفتہ شرمسار ✤ ایک کم ستر برس دنیا مین رہا اب اور کہان تک رہونگا
ایک اردو کا دیوان ہزار بارہ سو بیت کا ایک فارسیکا دیوان دس ہزار کئی سو بیت کا تین
رسالہ نثر کی یہ پانچ نسخی مرتب ہو گئی اب اور کیا کہونگا مدح کا صلہ نہ ملا غزل کی داد نہ پائی
ہرزہ گوئی مین ساری عمر گنوائی بقول طالب آملی علیہ الرحمۃ شعر از گفتن چنان
بستم کہ گوئی ✤ دہن بر چہرہ زخمی بود بہ شد ✤ سچ تو یون ہی کہ قوت ناطقہ پژمردہ تصرف اور
قلم مین وہ رد زور نہ طبیعت مین وہ مزا نہ مزاج مین وہ شور رہا پچاس پچپن برسکی مشق کا ملکہ کچہ
باقی رہگیا ہی اوس سبب سے فن کلام مین گفتگو کر لیتا ہون جو اس کا ہی بقیہ اسقدر سی کہ
معرض گفتار مین مطابق سوال و جواب دیتا ہون روز و شب فکر رہتی ہی کہ دیکہئے وہان کیا پیش
آتا ہی اور یہ بال بال گنہگار بندہ کیونکر بخشا جاتا ہے حضرت سی یہ التماس ہی کہ اپنی خواہ دلی سے
یاد ہی اور محکو ارسال نامہ سے بیلکے ہادی ہوی ہین جبتک مین جیتا رہون نامہ و
پیام سی شاد اور بعد میری مرنیکی دعای مغفرت سی یاد فرماتی رہئی گا والسلام الوف
الاحترام ۱۲ ظہیر الدین کی طرف سی اون کی چچا کی نام جناب فیضمآب
چچا صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان کی حضور مین کورنش و تسلیم بہنچاتا ہون اگر ہزار زبان سی
اس توجہ کی مرحمت فرمانیکا شکر بجا لاتا ہون سبحان اللہ کیا آپ ہی جیسی آواز سی عدد کا دم بند

بند اور بجک کی رشک سی بجلی کو بجز گولہ اوسکا خدا کا قہر دہوان اوسکا دریای آتشکی لہر
ستغفر اللہ کیا باتین کرتا ہون جہوٹ سی دفتر بہرتا ہون جیسی بجک کیسا دہوان کیا گولہ کیسا جہرا کیسا
تراپ یہ وہ توپ ہے کہ بغیر ان عوارض کی صرف اوسکی آوازہی ستم کا زہرہ ہوجاتی اب بار ود ہو
تو بجک اوڑی آگ دکہاتین تو دہوان ہو گولہ چہرا کچہ اوسمین ہین تو ظاہر ہین کہین نشان نہ
صرف آواز پر مدار ہی نئی ترکیب اور نیا کاروبار ہے ایک آواز اور اوسمین یہ اعجاز کہ دوستوکو فتح
کی شکست کی صدا سنائی دشمن سنی تو ہیبت سی اوسکا کلیجا پہٹ جاتی آواز کا دم ما اگرچہ
صدائی صور سی دو نا ہی مگر ہمین یہی کہتی بن آتی ہی کہ صور کا نمونہ ہی کیا خدا کی قدرت
ہی دیکہو تو یہ کیسی ندرت ہی توپ کا گولہ توپ ہی مین رہ جاتی اور جو قلعہ اوپر آئی وہ وہ
جاتی دانا آدمی زنجیری گولہ اسکو کہتا ہی کہ توپ مین سی نکلکر پہر وہین او جہہ رہتا ہی اچہی
سیری چچاجان یہ توپ کسی بنائی ہی اور تمہاری بات کہانسی آئی ہی جو دیکہتا ہی وہ حیران
ہوتا ہی اب شہر مین ہر جگہہ اسیکا بیان ہوتا ہے حق تعالی شانہ انکو ہماری سر پر سلامت رکہی
اور ہمیشہ یہ دولت و اقبال و عز و کرامت رکہی ۱۲ **خواجہ غلام غوث بیخبر کی نام**
بندہ پرور اگر ایک بندۂ قدیم کہ عمر بہر فرمان پذیر رہا ہو بڑہاپی مین ایک حکم بجا نہ لاوی تو
مجرم نہین ہوجاتا مجموعہ نثر اردو کا انطباع اگر میری لکہی ہوی دیباچہ پر موقوف ہے
تو اوس مجموعہ کا چہپ جانا بالفتح مین نہین چاہتا بلکہ چہپ جانا بالضم چاہتا ہون سعدی
علیہ الرحمۃ فرماتی ہین بیت رسم ست کہ مالکان تحریر آزاد کنند بندہ پیر آپ ہی اوسی گروہ
یعنی مالکان تحریر مین سی ہین پہر اس شعر پر عمل کیون نہین کرتی حضرت وہ شعر بیگانے
زبان کا توشہ ہی مین ضیافت طبع احبابکی واسطے کلکتہ سی ارمغان لایا ہون صحیح تو یون
ہی رسم ست کہی ہی بات بن اپنکی سوائی نہین + قبلہ بندہ بات یہہ اس غم سے کچہہ کہانی

کہین والسلام بالوف الاحترام ۱۲ ایضاً قبلہ میرا ایک شعر ہی شعر عمر جو فقط بخشش حق خود کفیل گردش مای
منت ؎ ہردم بہ پرسش دل مایوس می رسد ؎ یہ معاملہ میرا اور آپکا ہی خارج سی مسموع ہوا
کہ مین نی جو اغلاط برہان قاطع کی نکال کر ایک نسخہ موسوم بقاطع برہان لکھا ہی اور ایک مجلد
اوسکا بجنسہ آپکو بہی بہیجا ہی آپ اوسکی تردید مین کوئی رسالہ لکہہ رہی ہین اگرچہ باور یقین آیا لیکن
عجب آیا ایک مولوی نجف علی صاحب ہین باوجود فضیلت علم عربی فارسی دانی مین اون کا
نظیر نہین وہ جو ایک شخص مجہول الحال نی اہل دہلی مین سی میری کلام کی تردید مین کتاب تصنیف
کی ہی مسمی بہ محرق قاطع برہان اونہون نی اوسکی توہین اور مسودہ کی تفضیح مین دو جز کا ایک
نسخہ مختصر لکہا ہی اور ایک طالب علم مسمی عبد الکریم نی سعادت علی مولف محرق قاطع سی سوالات
کئی ہین اور ایک مختصر اوسنی بفتوای علمای شہر مرتب کیا ہی ایک میری دوست نی بصرف زر
اوسکو چہپوایا ہی ایک نسخہ اوسکا آج اسی خط کی ساتہہ بسبیل پارسل ارسال کیا ہے
اس شہر مین ایک میلا ہوتا ہی پہول والون کا میلا کہلاتا ہے بہادون کی مہینے مین ہوا کرتا ہی امرای شہر
سی لیکر اہل حرفہ تک قطب صاحب جاتی ہین دو تین ہفتہ تک وہین رہتی ہین مسلمین و ہنود دونون فرقے
شہر مین دوکانین بند پڑی رہتی ہین بہائی ضیاء الدین خان اور شہاب الدین خان اور میری
دونون لڑکی سب قطب گئی ہوی ہین اب دیوان خانی مین ایک مین ہون اور ایک داروغہ اور ایک
ہمارا خدمتگار بہائی صاحب وہان سی آئینگے تو مقرر آپکو خط لکہینگے بڑی بہار سی اوتری چہوٹے
ہمارے پیر جی گئی علام تحریر بے وجہ ہی ۱۲ ایضاً مین سادہ دل آزردگی یار سی خوش ہون یعنے
سبق شوق مکرر ہوا تہا پیر و مرشد خفا نہین ہوا کرتی یون سنا مجہے باور نہ آیا یہان تک تو
مین مورد عتاب نہین ہو سکتا جہگڑا استعجاب بے محل استعجاب وہ ہی کہ آپکا دوست
کہتا ہی کہ میر منشی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر میری شاگرد ہین اور وہ قاطع برہان کا

کا جواب لکھہ رہی ہین اولیا کا یہ حال ہے وای بر حال ہم اشقیا کی یہ حکایت ہی شکایت
نہین ہی مین دنیا داری کی لباس مین فقیری کر رہا ہون لیکن فقیر ازادنہ شیادکیاد
ستر برسکے عمر ہے بے مبالغہ کہتا ہون ستر ہزار آدمی نظر سے گزری ہونگی زمرہ
خواص مین سے عوام کا شمار نہین دو مخلص صادق الولاد یکھی ایک مولوی سراج الدین
رحمۃ اللہ علیہ دوسرا منشی غلام غوث سلمہ اللہ العلی العظیم لیکن وہ مرحوم حسن صورت نہین
رکہتا تہا اور خلوص اخلاص اوسکا خاص میری ساتھہ تہا اللہ اللہ دوسرا دوست خیر خواہ
خلق حسن وجمال چشم بدور کمال مہر ووفا صدق وصفا نور علی نور مین آدمی نہین ہون
آدم شناس ہون شعر کچھ نصیب ہمیں دیہہ نہانخانہ دل + مژدہ ہا باد اہل ریا را کہ رسیدان
رفتیم + عنایت مہر ومحبت جسکے ملکہ کا تکو مالک سمجہا ہون وہ بہ نسبت اپنے اس قدر یقین
کرتا ہون کہ پچھلے آدمیون کو اپنے بعد اپنا ماتم دار سمجہا ہوا تہا ایک تو مین رو لیا اب اپنے
امین کا ایک دوست رہ گیا دعائین مانگتا ہون کہ خدایا اوسکا داغ نہ مجہی دکہائیو اپنے
سامنے مرون میان مین تمہارا عاشق صادق ہون بہائی اہی قطب سی نہین آئے
واقع ہریانہ کی دو مجلد اور بیجد ونگا ایضا قبلہ مین نہین جانتا کہ ان روزون مین
ہندی اختر شناسون کی کون سی کہوٹی گرہ آئی ہوئی ہی کہ ہر طرف سی رنج وزحمت کا
ہجوم ہی مولوی صاحب سی میری ایک ملاقات جب وہ دلی آئی تہی اور میر خیراتی کی گہر مین اورسے
تنے شرفا مین تعارف بنا محبت اور مودت ہی جہ جائے آنکہ معانقہ اور مکالمہ اور مشاعرہ واقع ہوا
واقع ہوا ہو بعد ملاقات سے اوس دن تک کہ حضرت دکن کو روانہ ہون کوئی امر
ایسا کہ باعث ناخوشی کا ہو درمیان نہین آیا اور میری اس قول کے اس
راہ سے کہ مولوی صاحب آپکی ہم نشین دہمدم تہے اور مجہہ مین آپ مین پیوند لا

رزق کی مستحق ہے آپ ہی گواہ ہو سکتی ہیں اگر خدا نخواستہ مجھ میں اودن سے کچھ پیدا ہوتا
تو آپ جدید بیت اصلاح میں ان ابیات کی طرف متوجہ ہوتی اب سنیے حال منشی حبیب اللہ ذکا میں
اونکو دیکھا ہو تو انہیں پہچانوں تین چار برس ہوئی کہ ناگاہ ایک خط حیدرآباد سے آیا اسمیں دو
غزلین خط کا مضمون یہ کہ میں مختار الملک کے دفتر میں نوکر ہوں آپکا تلمذ اختیار کرتا ہوں غزلوں
غزلوں کو اصلاح دیجیے اس امر کی وہ مادی نہیں برلی اور لکھنو اور کلکتہ اور بمبئی اور سورت سی اکثر
حضرت نظم و نثر فارسی و ہندی بھیجتی رہتی ہیں میں خدمت بجا لاتا ہوں اور وہ صاحب میری حک و
اصلاح کو مانتی ہیں کلام کا حسن و قبح میری نظر میں رہتا اور ہر ایک کا پایہ اور دستگاہ فن شعر میں معلوم
ہو جاتا ہی عادات و عندیات عدم ملاقات ظاہری کے سبب میں کیا جانوں آمدم بر سر مدعا منشی
حبیب اللہ ذکا کی اشعار آتی رہی اور میں اصلاح دیکر بھیجتا رہا بعد وارد ہونے مولوی صاحب کے ایک
غزل اونکی آئی اور اونہوں نے یہ لکھا کہ مولوی غلام امام شہید اکبرآبادی کی غزل پر یہ غزل
لکھکر بھیجتا ہوں میں نے حسب معمول غزل کو اصلاح دیکر بھیجا اور یہ لکھا کہ مولانا شہید اکبرآبادی نہیں ہیں الہ
آبادی ہیں اس کلمہ سی زیادہ کوئی بات میں نے نہیں لکھی اس میں سے تو میں کچھ معنے مستنبط ہوں تو میں انکا
مستحسن بھی سب میں نہیں جانتا کہ منشی صاحب نے مولوی صاحب سے کیا کہا اور مولوی صاحب نے آپکو کیا لکھا
ایضاً قبلہ کل خط آیا آج جواب لکھتا ہوں پہلے آپکا ایک فقرہ لکھکر اتنا ہنسوں کہ پیٹ میں بل
پڑ جائیں اور آنکھ سی آنسو نکل آئیں فقرہ یہ جاں ہے میں کیا جانیے کہاں کی حرارت مزاج میں
لگی ہے فقط کیوں صاحب تم نے تو ہو بمنے اپنا نام لکھوایا تو مجکو لازم ہی کہ میں اپنی کو اموات
میں گنوں تمہاری عمر میری نزدیک پچاس سے متجاوز نہو گی اگر تجاوز کیا ہو گا تو دو تین برس سے
وہ تجاوز زیادہ نہو گا بھائی ضیاء الدین خان اور تم ہمعمر ہو وہ کچھ کم پچاس تم کچھ اوپر پچاس
ابھی تم دونوں صاحبوں کو ایک سو بیس برس میں سے ستر برس یا کچھ کم ستر برس باقی ہیں ۱۲

بنا بہ آب رسیدن لازمی ہی اور بنا بہ آب رساندن متعدی یا جمع [illegible] انہدام وطن سی ہی
آب یعنی استحکام دہم یعنی انہدام در صورت استحکام ہو کہ اگر کھود نا محذوف ہی اور در صورت
انہدام لطمہ امواج سیلاب بنظر ہی ایکی لکھی ہوئی دو شعر مفید معنی ثانی ہین مصرع بنای عمر مسیح
وخضر بآب رسید یعنی ویران ہوگئی ڈہ گئی حال آنکہ یقینا وہ جاودانی تہی سہ شور تشنہ خون است
تیغ مژگانش بہ تا آنکہ تیغ مژہ ہی دو زندہ جاوید گویا اگر آب تشنہ خون ہی تشنہ یعنی مشتاق
اور خون یعنی قتل اور بنای عمر بآب رسیدن استعارہ ہلاک شعر ہزار میکدہ محتسب بآب رساند
بنای صومعہ شد ہمچنان بر پاست ۴ بنای میکدہ غلط ہزار میکدہ صحیح ہے کلیم کی دیوان مین موجود
یعنی محتسب نے ہزار میکدہ ڈہا دئی ویران کر دئی صومعہ زرق وریا اب تک معمور اور موجود ہی
یعنی استحکام بنا نعمت خان عالی کہتا ہی شعر بنیت محکم گر رسد بنیاد دنیا تا بآب ۴ چون حباب
اینجا بہ بی بنیاد میدانیم ما ۴ صائب کہتا ہی شعر چگونہ شمع تجلی ز رشک نگدازد ۴ رخ تو خانہ
آئینہ را بآب رساند ۴ بنون موقوف ۱۲ غالب کہتا ہی کہ اساتذہ کی کلام کی مشاہدہ مین
اگر توغل رہی تو ہزار ہا بات نئی معلوم ہوتی ہی مینی سات شعر امیر خسرو کی غزل پر لکہہ کر ایک مسطر
کو دئی وہ مجلسون مین گانی لگا اکبرآباد و لکھنو تک مشہور ہو وہ غزل جسکا مطلع یہ ہی مطلع
از جسم بیجان نقاب تا کی ۴ این گنج درین خراب تا کی ۴ ایک صاحب آگرہ مین اور ایک صاحب
لکھنو مین معترض ہوئی کہ گنج در خرابہ باید نہ در خراب ہر چند کہا کہ خرابہ مزید علیہ اور اصل
لغت خراب ہی فی الاصل بہ معنی ویران و ویرانہ ہی جسکی سندی اوجہ معترض مقررنا صاحب کی
دیوان مین سی یہہ مطلع نکالا **مطلع** بہ فکر دل نہ فتادی ہیچ باب دریغ ۴ بگنج راہ نبردی
درین خراب دریغ **نواب مصطفی خان بہادر شیفتہ کی نام** جناب عالی
صاحب و قبلہ یقین ہی کہ آپ مع الخیر اپنی دار الریاست مین پہنچ گئی ہون اور بجمعیت خاطر

روزہ رکھتے ہون سوایان کی اور خیال مولوی الطاف حسین کی فراق کی سوا کوئی وجہہ
ملال نہو خدا کری ہمکو یاد آجائی کہ مفتی جی شگفتی کو شگفت کا مزید علیہ مسلم نہین جانتی تہی
سکندر نامہ مین دیکہا بیت بسی در شگفتی بموزن طواف ٭ عنان سخن را کشید در گزاف ٭
صہبای شفق صبح کو غلط اور اس رنگ کو مخصوص بشام جانتا تہا محمد سعید اشرف مازندرانی
کی کلام مین نظر پڑا مصرع ہم چو صبح شفق آلودہ ریش سرخ و سفید ٭ اب جو فقیر کا یہ مطلع مشہور
ہوا **شعر** از حسنم بجان نقابت تا کی ٭ این گنج درین خرابہ تا کی ٭ حضرات کو اسمین تامل ہے
خرابہ کی جگہہ خراب کو نہین مانتی آیا یہ نہین جانتی کہ لغت عربی اصل خراب و خرابہ مزید
علیہ ویران لغت فارسی اصل اور ویرانہ مزید علیہ موج لغت عربی اصل اور موجہ مزید علیہ
ہی مزید علیہ جایز اور لغت اصلی ناجایز کیون ہو یہ ایک مصرع قدما مین سے کیدکا ہی مگر
پیش مصرع مجہے یاد نہین اور یہ بہی نہین معلوم کہ کسکا ہی **مصرع** چون مہر در کسوف و چون
گنج در خراب ٭ مین خود دیکہتا ہون کہ اسکو نمانون اس ارادہ سی کہ مین قایل کا نام نہین بتا سکتا
یہ مطلع مرزا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ کا اور اونکے دیوان مین موجود ہی **شعر** نکرد دل از منتہای وفا
بہ ہیچ باب دریغ ٭ بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ ٭ گنج و خراب گنج و خرابہ گنج و ویران
گنج و ویرانہ مستعمل اہل ایران ہی اس باتین متردد ہونا محض عدم اعتنا ہی والسلام صبح شنبہ
دہم ماہ صیام سال غافری اہل اسلام **خواجہ غلام غوث بیخبر** کی نام قبل آج
تیرا دن ہے کہ مین نبابہ آب رسیدن و بہ آب ساندن کی حقیقت بہ استناد اشعار اساتذہ لکہکر
بسبیل ڈاک بہیج چکا ہون آج اسوقت بہائی ضیاء الدین خان صاحب آئی اور اس امر خاص مین جو گفتگو
کی جادہی ہو ہی میری تقریر سنکر کہنے لگی کہ آب در نیا رسیدن و آب در نیا رساندنکی بابت بہی
متردد ہین کہ آیا یہ ترکیب جایز ہے یا نہین اب مین متنبہ ہوا کہ واقعی جو مین نے لکہا وہ

وہ سوال دیگر جواب دیگر تہا سترہ سکا یہ خرف حواس معروض معترض تلف اگرچہ ال
کو غلط سمجہا لیکن جواب غلط نہیں لکہا رسیدن بنا یہ آپ ہم معنے استحکام بنا وہم معنی
انہدام بنا درست فقط اب آپ در بنا رسیدن و رساندن کے کیفیت سنیے فصحی فارسی اساتذہ کی کلام
کہیں یہہ ترکیب نہیں دیکہی پس میں اسکے صحت او غلطی میں کلام نہیں کر سکتا جانب غلطے میری نزدیک راجح
ہی آپ جبتک کلام اہل زبان میں نہ دیکہہ لیں اسکو جائز نجانیے گا مگر کلام سعدی و لطافت و خزین اور انکے
امثال نظایر کا معتمد علیہ ہی آرزو اور واقف او قتیل و غیرہم کا میرا ایک مطلع ہی شعر
از جسم بجان نقاب تا کی + این گنج درین خراب تا کی + ایک گروہ معارض ہوا کہ گنج کو خرابہ
کہو نہ خراب میں متحیر کہ یارب کس سے کہوں خرابہ مزید علیہ خراب ہی مثل ویران و ویرانہ و موج
و موجہ الحاق ہای ہوزسی لغت دوسرا نہیں پیدا ہوا بارے صائب کے دیوان میں
ایک مطلع نظر آیا **بیت** بفکر دل نقد دہی بہ ہیچ یاب دریغ + بگنج راہ نبردی درین
خراب دریغ + یہہ مطلع لکہہ کر معترض صاحبونکو بہیجدیا کہ غالب کو دو سند نہ بہی جو نہ مانا
ہو وہ صائب سی پوچہہ لیجے عارف علی شاہ خراسانی نے انکی اسی مطلع پر **شعر**
از جسم بجان نقاب تا کی + این گنج درین خراب تا کی + تین اعتراض کیے ہیں پہلا
نقاب کی ساتہہ عارض و رخ کا ذکر بہی ضرور تہا وہ نہیں ہے دوسرا گنج تو ویرانے
ہے میں ہوتا ہے پہر او سپر تاسف کیا جو کہتے ہیں تا کے تیسرا ویرانہ کو خرابہ کہتے ہے
ہیں نہ خراب اوران اعتراضوں کے بعد انہوں نے انہیں دخل کیا تہا از جسم
بجان حجاب تا کی + گل بر رخ آفتاب تا کے خراب اور خرابہ کا جواب تو صاحب
مطلع اوپر کے خطوں میں لکہہ چکی یہہ خط بقیہ اعتراضوں کے جواب اور
دخل کے بیجا ہونیکے اظہار میں ہے **ایضاً** قبلہ دیکہیے ہم عارف پیر

ورق نامہ سے پہلی جواب نامہ لکہتے ہین مین بہول گیا ہون غایت یہ کہ آج تیسرا دن ہے
تیسرے کو مین نی آپ در بارہ سیادت بحث مین خلاصہ تحقیق لکہہ کر ارسال کیا اوسیدن
شام کو آپکا خط آیا بقیہ جواب اب لکہتا ہون نقاب اوس شعر مین معنی حایل ہی جو لگ وجہہ رخ کی
خصوصیت نہین جو چیز کسی چیز مین چہپ جاوی بلکہ اس سے بڑہکر یہ بات ہی کہ جو چیز کسی چیز کی مانع
نظارہ ہو وہ نقاب ہی اوس شئی مرئی کی رخ کا رخ بمناسبت نقاب مقدر ہی اور یہ تقدیر جائز
اور بلیغ ہی مجاز کا بیان اور یہی یعنی محل او نا ملایم ہونا بشرط عقل سلیم و طبع لطیف ظاہر ہے
کف خاک بہ آب آمیختہ کو کہتے ہین وہ رخ آفتاب تک کہان پہنچی ہان گرد و غبار مین آفتاب چہپ جاتا
ہی اسکا استعمال از روی مجاز جائز ہی گنج در ویرانہ تاکی یہ بہت لطیف بات ہی یعنی افسوس کیا
جاتا ہے او گنج کی بیکار ہونیکا گنج سی غرض یہی ہی نہین کہ جنگل مین مدفون رہی وہ تو یہہ چاہتا ہی کہ مدفن
سی نکلی و صرف ہو اور لوگ اوسکی وجود سی تمتع پاوین یہان ایک اور دقیقہ ہی کہ اس شعر مین گنج مشبہ بہ
اور روح انسانی مشبہ ہے اور یہ سب جانتی ہین کہ روح کا تعلق جسم سے جاودانی نہین پس کیا
قباحت ہی اگر ایک غمزدہ ستم زدہ قطع تعلق روح کا منتظر اور مشتاق ہو مثلاً ایک میعادی محبوس
حسرتمندانہ کہی کہ ابہی وہ دن کب آویگا کہ مین قید سی نجات پاؤن کبتک مرک کاٹون کبتک رنج
اوٹہاؤن فاخر مکین ایک شاعر تہا شجاع الدولہ و آصف الدولہ کے عہد مین اوسنی شیخ علی
حزین کی اشعار کو اصلاحین دی ہین جب ایک ہندوستانی بعلم تنک مایہ استاد نامی عجم کی کلام
کو اصلاح دی اگر ایک عالم خراسانی نی ایک ہندی کی مطلع مین تصرف کیا تو کیا قباحت لازم
آئی خدا کا شکر کہ مجکو ستر برس کی عمر مین پچاس برس کی مشق کی بعد استاد میسر آیا ۱۲ مرزا حاتم
علی مہر کے نام جناب مرزا صاحب دلی کا حال تو یہ ہی شعر گہر مین تہا کیا تو
تیرا غم اوسی غارتگرتا وہ جو رکہتی تہی ہم ایک حسرت تعمیر سو ہی یہان دہرا کیا ہی جو کہ

دیگا وہ خبر محض غلط ہی اگر کچھہ ہی تو یہی منظور ہی کہ چند روز چند گورون اپنی
دستانہ تہا اہل قلم اور اہل فوج کی یا انصاف مدار ہی مگر ایسا نہ ہو کہ دستگیر کیا اور وہ فساد
ان آتا ہی ہو یا سنجہر جو قسم جو ستارہ و ستاد کی میرے بہی دوست صادق الوداد ہی مگر ریختہ نہی بہی اچہا
غزل کہتے ہین قصیدہ اور مثنوی بہی اونکو کچہہ علاقہ نہ تہا سبحان اللہ تمنی تصنیف مین دیکہہ کر دکہایا
کہ اوستاکو رشک آیا مثنوی کی اشعار جو تمنی لکہی کیا کہون کیا خط اوٹہایا ہی بیت خداسی مین یہی
چاہتا ہون کہ مہر او فروغ میرزا حاتم علی مہر ہا اگر اسی انداز پر انجام پائیگی تو یہہ مثنوی کارنامہ
اردو کہلائیگی خدا تمکو جیتا رکہی تمہارا دم غنیمت ہی صاحب مین تم سی پوچہتا ہون کہ معیار
الشعرا مین تمنے اپنا خط کیون چہپوایا تمہارے ہاتہہ کیا آیا سنو تو سہی اگر سب کا کلام اچہا ہو تو امتیاز
کیا ہی خواجہ غلام غوث بیخبر کی نام جناب عالی کل میرے شفیق مکرم منشی نواب جان
کلیہ اجراءین تشریف لائی آپکا سلام کہا معلوم ہوا کہ خواجہ صدر الدین صاحب لشکر کی ساتہہ گئی
ہین اور آپ یہین ہین اس فصل مین کہ ایسی راندن آگ برستی ہی اچہا ہوا کہ زحمت سفر کھینچی
آجی حضرت یہہ منشی ممتاز علیخان کیا کر رہی ہین رقعی جمع کئی اور نہ چہپوائی فی الحال انتخاب
احاطہ مین اونکی بڑی خواہش ہی چاہتا ہون کہ وہ آپکو کہان ملین مجہی جواب اون سے کہین مگر
یہہ تو حضرت کی اختیار مین ہی کہ جتنی میرے خطوط آپکو پہنچی ہین وہ سب یا اون سبکی نقل بطریق
پارسل آپ مجکو بہیجدین جی یون چاہتا ہی کہ اس خط کا جواب بہی پارسل ہو تم سلامت رہو
قیامت تک **ایضاً** حضور پہلی خدا کا شکر پہر آپکا شکر بجا لاتا ہون کہ آپنی خط لکہا اور میرا
حال پوچہا یہہ پرسش حکم نشتر کا رکہتی ہی اب رگ قلم کی خونابہ فشانی دیکہو گورنر اعظم
میرٹہہ مین دربار کا حکم دیا صاحب کمشنر بہادر دہلی نی سات جاگیردارون مین سی جو بتین
بقیۃ السیف تہی اونکو دیا دربار عام مین سوا میرے کوئی باقی نہ تہا چند مہاجن مجکو حکم نہ پہنچا جیسے پہلا

کی تو جواب ملا کہ اب نہیں ہو سکتا جب شہر میں تخمیم خیام گورنری ہوئی میں اپنی عادت
قدیم کی موافق خیمہ گاہ میں پہنچا مولوی اظہار حسین خان صاحب بہادر میر منشی سکرتر
بہادر کو اطلاع کی جواب آیا کہ فرصت نہیں میں سمجھا کہ اسوقت فرصت نہیں دوسری دن
پھر گیا میری اطلاع کی بعد حکم ہوا کہ ایام غدر میں تم باغیون سے اخلاص رکھتی تھی اب گورنمنٹ
سے کیون ملنا چاہتی ہو اوسدن چلا آیا دوسری دن میں نی انگریزی خط اونکی نام کا
لکھکر اونکو بھیجا مضمون یہہ کہ باغیون سے میرا اخلاص مظنہ محض ہے امیدوار ہون کہ
اسکی تحقیقات ہو تاکہ میری صفائی اور بیگناہی ثابت ہو یہان کی مقامات سے جواب ہوا
اب ماہ گذشتہ یعنی فروری میں پنجاب کی ملک سے جواب آیا کہ لارڈ صاحب بہادر فرماتے
ہین کہ ہم تحقیقات نکرینگے پس یہہ مقدمہ طے ہوا دربار خلعت پر موقوف پنشن مسدود
وجہہ نامعلوم لا موجود الا اللہ ولا مؤثر فی الوجود الا اللہ ۱۲ سنہ ۱۸۵۸ء مین میری نواب
یوسف علی خان بہادر والی رامپور کہ میری آشنائی قدیم ہین اسسال یعنی سنہ ۱۸۵۷ء مین میرے
شاگرد ہوئی نظم اونکو تخلص دیا گیا میں تحسین غزلین اردو کی بھیجی میں اصلاح دیکر بھیجدیتا
گاہ گاہ کچھہ روپیہ اودھر سے آتا رہتا قلعہ کی تنخواہ جاری انگریزی پنشن کھلی ہوئی اونکی
عطا یا فتوح گنی جاتی تھی جب وہ دونون تنخواہین جاتی رہین تو زندگی کا مدار اونکے
عطیہ پر رہا بعد فتح دہلی وہ ہمیشہ میری مقدم خواہان رہتے تھی اور مین عذر کرتا تھا جب حضور سے
سنہ ۶۰ مین گورنمنٹ سے وہ جواب پایا کہ جو اوپر لکھہ آیا ہون آخر جنوری مین رامپور گیا چھہ سات
ہفتہ وہان رہکر دلی آیا یہان آپکا خط محررہ ۸ ج پایا استعفا کا جواب بھیجا جاتا ہے الہ ضیا بیت
پایان شب سیہ سپید است ٭ در نومیدی بسی امید است ٭ قبلہ آج انکی خوشی اور خوشنودی واسطے اپنے
روداد لکھتا ہون توطیہ سنہ ۶۱ مین لارڈ صاحب بہادر میرٹھہ مین دربار کیا صاحب کمشنر بہادر دہلی

اہالی دہلی کی ساہتہ نے لگی میں کہا میں بہی چلون فرمایا کہ نہیں جب لشکر میرٹہہ سے دلی
آیا سہون میں موافق اپنی دستور کی روز ورود لشکر مخیم میں گیا میر منشی صاحب نے بہی بلا اونکی خیمہ
میں سے اپنی نام کا ٹکٹ صاحب سکرتر بہادر کے پاس بہیجا جواب آیا کہ تم عذر کی دنون میں بادشاہ
باغی کی خوشامد کیا کرتی تہی اب گورنمنٹ کو تمسے ملنا منظور نہیں میں گدای مبرم اس حکم
سی ممنوع ہوا جب لارڈ صاحب بہادر کلکتہ پہنچی میں نی قصیدہ حسب معمول قدیم بہیجا نامعہ
اس حکم کی واپس آیا کہ اب یہہ چیزین ہماری پاس نہ بہیجا کرو میں مایوس مطلق ہوکر
بیٹہہ رہا اور حکام شہر سے ملنا ترک کیا واقعہ اواخر ماہ گذشتہ یعنی فروری ۱۸۶۳
میں نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب دلی آئی اہالی شہر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و صاحب کمشنر
بہادر پاس دوڑی اور اپنی نام لکہوائی میں تو بیگانہ محض اور مطرود حکام تہا جگہہ سے
نہ ہلا کسی نی نہ بلایا دربار ہوا ہزار ایک گنہگار ہوا شنبہ ۸ فروری کو آزادانہ منشی من پہول
سنگہ صاحب کی خیمہ میں چلا گیا اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرتر بہادر پاس بہیجا بلا لیا
مہربانی اگر نواب صاحب کی ملازمت کی استدعا کی وہ بہی حاصل ہوی دو حاکم جلیل القدر
کی عنایتین دیکہیں جو میری تصور میں بہی نہ تہین جملہ معترضہ میر منشی لفٹنٹ
گورنری سی سابقہ معرفت تہا وہ بطریق حسن طلب میری خواہان ہوی تو میں گیا جب
حکام مجرد استدعا میری سے بی تکلف ملی تو میں قیاس کرسکتا ہون کہ میر منشی کی طرف
سی حسن طلب ایما حکام ہوگا وللرحمن الطاف خفیہ بقیہ داد یہہ ہی کہ دو شنبہ
دوم مارچ کو سواد شہر مخیم حکام گورنری ہوا آخر روز میں اپنی شفیق قدیم جناب مولوی اظہار
حسین خان بہادر پاس گیا اثنای گفتگو میں فرمایا کہ تمہارا دربار اور خلعت بدستور بحال قرار پایا منجملہ
میں نے پوچہا کہ حضرت کیونکر حضرت نے کہا کہ حکام حال ولایت سے آئی تمہاری علاقہ کی سب کاغذ انگریزی فارسی دیکہی

اور یہ اجلاس کونسل حکم لکھوایا کہ اسد اللہ خان کا دربار اور نمبر اور خلعت بدستور بحال و برقرار
رہی میں نے پوچھا کہ حضرت یہ امر کس اصل پر متفرع ہوا فرمایا کہ ہمکو کچھ معلوم نہیں بس اتنا جانتی
ہیں کہ یہ حکم دفتر میں لکھوا کر ہم ادہر آئے اور ادہر کو روانہ ہوئی ہیں میں نے کہا سبحان اللہ
شعر کارساز ما بفکر کار ما ۔ فکر ما در کار ما آزار ما ۔ سہ شنبہ ۳ مارچ کو بارہ بجے نواب لفٹنٹ
گورنر بہادر نے مجکو بلایا خلعت عطا کیا اور فرمایا کہ لارڈ صاحب بہادر کے ہاں کا دربار اور
خلعت بہی بحال ہے انبالے جاؤگے تو دربار اور خلعت پاؤگے عرض کیا گیا کہ حضور کے قدم
دیکہے خلعت پایا لارڈ صاحب بہادر کا حکم سن لیا میں نہال ہو گیا اب انبالے کہاں جاؤں
جیتا رہا تو اور دربار میں کام پایا ہوں گا شعر کار دنیا کسی تمام نکرد ۔ ہر چہ گیرید مختصر گیرید

ایضاً حضرت پیر و مرشد اس سے آگے آپکو لکھہ چکا ہوں کہ منشی ممتاز علی خان صاحب سے
میری ملاقات ہے اور وہ میرے دوست ہیں یہ بہی لکھہ چکا ہوں کہ میں صاحب فراش ہوں
اوٹہنا بیٹہنا ناممکن ہے خطوط لیٹے لیٹے لکہتا ہوں اس حال میں دیباچہ کیا لکہوں یہہ بہی
لکہہ چکا ہوں کہ تفتہ کو میں نے خط نہیں لکہا اشعار انکی آئی اصلاح دیکے منشا اصلاح جا بجا
حاشیہ پر لکہدیا کل جو عنایت نامہ آیا اوس میں بہی دیباچہ کا اشارہ اور تفتہ کی خطوط کا حکم مندرج
پایا ناچار تحریر سابق کا اعادہ کر کے حکم بجا لایا ناظرین قاطع برہان پر روشن ہوگا کہ نامراد اور بے
مراد کا ذکر میری اسیر آیا ہے کہ عبد الواسع ہانسوی نے بے مراد کو صحیح اور نامراد کو غلط لکہا ہے میں
لکہتا ہوں کہ ترکیبیں دونوں صحیح لیکن بے مراد غنی کو کہتے ہیں اور نامراد محتاج کو اب انکی نزدیک
اگر دونوں کا محل استعمال ایک ہے سو تو میرا مدعا یعنی اصلی یعنی نامراد کی ترکیب کا علی الرغم عبد الواسع
کی صحیح ہونا فوت نہیں ہوتا شعر مرزا صائب شعر نامرادی زندگی بر خویش آسان کردنست ۔ کرد
جمعیت دل خود را سامان کردنست ۔ یہاں نامرادی اور بے مرادی کی معنے کیوں کر دیکھے

اغنیا خواہی اہل توکل خواہی اہل تمول متمولین پر بہی کام آسان نہین ہوتا بلکہ مفلسون
سی زیادہ اون پر مشکلین ہین یہی اہل توکل اونکی صفتین اور ہین وہ اہل اللہ ہین مقربان
بارگاہ کبریا مین دنیا پر پشت پا ماری ہوی ہین کام اون پر کب مشکل تہا کہ اونہون نی اوسکو
آسان کردیا نامراد صیغہ مفرد ہی مساکین کا اضافت مساکین کی شرح ضرور نہین سختی کشی
بینوائی تہیدستی گدائی یہ اوصاف ہین مساکین کی ان صفات مین سے ایک صفت جسمین پائی جاوی
وہ مسکین ہے نامراد البتہ مساکین پر نہ ایک کام بلکہ سب کام آسان ہین نہ پاس ناموس وعزت نہ حجاب
وبکنت نہ کسیکی مدعی نہ کسیکے مدعا علیہ دن رات مین دو بار روٹی ملی بہت خوش ایک بار ملی بہر
حال خوش خدا کیواسطے مولانا صاحب کے شعر مین بہی نامراد معنے کیا ہے بیمراد نہ داشتہ باشند
کیونکہ ثابت ہوتا ہی مساکین کی زندگی جیسا کہ مین اوپر لکہہ آیا ہون آسان گذرتی ہی یا غنیا
رہا مولوی معنوی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بیت عاقلان از بی مرادی ہای خویش + باخبر
گشتند از مولای خویش + مین نے مثنوی کی ایک نسخہ مین عاقلان کی جگہہ عاشقان
دیکہا ہے بہر صورت معنے یہہ ہین کہ عشاق یا عقلا بعد ریاضت شاقہ ماسوی اللہ سے اعراض
کرکے بی مراد اور بی مدعا ہوگئی یہہ پایہ تسلیم و رضا ہی البتہ اس رتبہ کی آدمی کو خدا کا دیدار
ہوگا ع باخبر گشتند از مولای خویش یہان بہی بی مرادی سے نامراد کی معنی نہین لئے
جاتی مگر ہان ع بی مرادی مومنان از نیک وبد + دوسرا مصرع ع در دلکی بی مرادست
داشتی + ان دونون مصرعون مین نامراد اور بی مرادی کے معنے مین خلط واقع ہوگیا ہے
خیر بی مراد اور نامراد ایک سہی ہر چند دوسری مصرع مولوی مین بی مرادکی معنے بحاجت
کی درست ہوتی ہین مگر ع من کہ بدنام شیوہ من ہست بحث + زیادہ تکرار کیون کرون
معہذا مصرعہ اولکی کچہہ توجیہہ ہی نہین کرسکتا نامراد کی ترکیب کی صحت علی الرغم

عبد الواسع ثابت ہوگئی فثبت المدعا کمال یہہ کہ نانند ناچار و بیچارہ اور نا انصاف اور
بی انصاف کی نا مراد اور بی مراد کا ہی مورد استعمال مشترک ہے والسلام ۱۲ ایضاً
پیر و مرشد سہل ممتنع مین کسرہ لام توصیفی ہی سہل موصوف اور ممتنع صفت اگرچہ بسبب
ضرورت وزن کسرہ لام مشبع ہو سکتا ہی لیکن مخل فصاحت ہی اور لام موقوف تو خود سر تا پا
قباحت ہی سہل ممتنع اوس نظم و نثر کو کہتے ہین کہ دیکھنے مین آسان نظر آوی اور اوسکا جواب
نہو سکے بالجملہ سہل ممتنع کمال حسن کلام ہی اور بلاغت کی نہایت ہی ممتنع النظیر ہی شیخ
سعدی کی بیشتر فقری اس صفت پر مشتمل ہین اور رشید وطواط وغیرہ شعرای سلف
نظم مین اس شیوہ کی رعایت منظور رکہتے ہین خود ستائی ہوتی ہی سخن فہم اگر غور کریگا
تو فقیر کے نظم و نثر مین سہل ممتنع اکثر پائیگا ۵ ہی سہل ممتنع یہ کلام ادق ہرا اگر سو بار
پڑہی تو یاد نہوگی سبق مرا یہہ مصرع حیرت آور ہی کلام ادق سہل ممتنع کی منافی ہی
یہہ یاد نہونا اور حافظہ پر نہ چڑہ جانا ہرگز سہل ممتنع کی صفت نہین ہوسکتی کلام ادق
جسکا حفظ دشوار ہو شاید کوئی قسم اقسام کلام مین سے ہو ہان کلام ادق کلام مغلق کو کہتے ہین اسعر
کلام مغلق اور کلام سہل ممتنع ضد یکدیگر ہی مغلق اور ادق سہل ممتنع اور سہل ممتنع مغلق اور ادق
کیونکر ہو سکیگا اور حافظہ مین محفوظ رہنا کلام مغلق اور ادق کی صفت کیونکر ہو گئی ہان کلام مغلق
عسیر الفہم ہو گا پڑہا نجائیگا معنی سمجہہ مین نہ آئنگی سہل ممتنع کی صفت وہ ہی جو فقرا اوپر لکہہ آیا
اس شعر سی مجکو کچہہ علاقہ نہین قسم آب در بنا رسیدن بمعنی خرابیٔ بنیاد قیاسی ہے اساتذہ کی کلام مین
مین نہین دیکہا اگر آیا ہو تو درست ہی ہان بر آب ساختن بنا بمعنی بظاہر آب در بنا رسیدن کا متعدی منہ ہی بلغا
کی کلام مین آیا ہی لیکن ضد ادعین سے ہی ہم بمعنی ویرانی بنا مستعمل اور ہم بمعنی استحکام بنا مستعمل اگر اسکا
لازمی درست ہو دہی آب در رسیدن بنا نہ آب نہ رسیدن آب در بنا جیسا کہ نعمت خان عالی کہتا ہے

بیت محکم گر رسد بنیاد دنیا تا بہ آب ۔ چون حباب اینجا بہ بی بنیاد می بندیم ما ۔ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ رسیدن بنا تا بہ آب موجب استحکام ہے اور شعر اول وجود وسیلۂ استحکام بنا کو نا استوار جانا
ہے حالانکہ یکتا ہے **بیت** چگونہ شمع تجلی ز رشک بگذارد ۔ رخ تو خستہ آئینہ را بہ آب رساند ۔
حاجی محمد جان قدسی **بیت** بگوش عطاردش رساند این خطاب کہ بنیاد کان را رساند
بآب ۔ یہ دونوں شعر مفید معنی ویرانی ہیں قصہ مختصر بہ آب رسیدن بنا خرابی خانہ و بہ آب
رساندن متعدی آن و رسیدن آب در بنا نا مسموع ہیں ابھی بیمار ہوں اور بیماری کے واسطے انجام
کو غسل صحت ہی یا غسل میت والسلام **مردان علی خان رعنا کی نام** خانصاحب عالیشان
مردان علی خان صاحب کو فقیر غالب کا سلام نظم و نثر دیکھ کر دل بہت خوش ہوا آج اس فن میں
تم یکتا ہو خدا تمکو سلامت رکھے ہاں ہی جفا کی مونث ہونے میں اہل دہلی و لکھنو کو باہم اتفاق ہے
کبھی کوئی نہ کہیگا کہ جفا کیا ہاں نرگادہ میں جہاں بولتے ہیں کہ آ ہی آیا اگر جفا کو مذکر کہیں
تو کہیں ورنہ ستم و ظلم و بیداد مذکر اور جفا مونث ہے بے شبہ و شک والسلام والاکرام ۱۲
ایضاً خانصاحب شفیق عالیشان کو میرا سلام کل تمہارا عنایت نامہ پہنچا رامپور کا لفافہ
آج رامپور کو روانہ ہوا کاغذ اشعار میں نے دیکھ لیا کہیں اصلاح کی حاجت نہ تھی نالہ در جگر
شعر رعنا گذا ہی مرا نالہ در جگر کہن سے تھا روح کا ہمدم نہ پھر آ جگر کی وطن سے ۔ نالہ دل نا با
نواب صاحب اردو کا تذکرہ لکھتے ہیں فارسی غزل مت بھیجا کیجیے لکھیے دیکھو صاحب تم نے اپنے مسکن کا پتہ
لکھا سو میں نے دوسرے دن تمہارے خط کا جواب ارسال کیا منشی نولکشور صاحب یہاں آئے تھے مجھ سے ملے بہت
خوبصورت اور خوش سیرت سعادتمند اور معقول پسند آدمی ہیں تمہارے وہ مداح اور میں ان کا
ثنا خوان خدا تمکو اور انکو سلامت رکھے ۱۲ **مرزا رحیم بیگ مصنف ساطع
برہان کی نام** سعادت و منت مشفقی مکرمی مرزا رحیم بیگ صاحب فسح اللہ قلبہ بالاسرار الغیبیہ

بالا تو از سخنی چند گفته میشود بیت ✦ نه در منطق پارسی و دری ✦ ہمین ہندی سادہ سر کے
جسطرح توحید مین نفی ما سوی اللہ دستور ہی مجکو تحریر مین حذف زواید منظور ہی غرض مقابلہ نہین
قصد مجادلہ نہین سراسر دوستانہ حکایت ہی خاتمہ مین ایک شکایت ہی شکوہ دردمندانہ ہی منافی
شیوہ ادب نہین معہذا اظہار درد دل مراد ہی کوئی بات جواب طلب نہین احسان مند ہون اونکا
کہ اپنی منشی سعادت علی کیطرح آدہا نام میرا نہ لکہا اونکی حسن ظن کے مطابق مجکو معشوق میری
اوستاد کا لکہا اور اگر ایک جگہہ یہہ الفاظ کہ بقول غالب یا کدام خرس در جوال شدہ ام ہم کہی یا اور جگہہ
جگہہ کلمہ توہین ترحم کہی مینی اپنی لطف طبع اور حسن عقیدت سی پہلی فقرہ کا مفہوم یون اپنی دل
نشین کیا کہ حضرت نی محمد حسین دکنی جامع برہان کو موافق میری قول کی حسن لقین کیا یا
خرس در جوال شدن عبارت ہی صحبت سی ہم اہی مدافعت کی واسطی ہو خواہی محبت سی مجکو اوسکا قرب
بسبیل آویزش ہی تکو اوسکا قرب از روی آمیزش ہی دوسری فقرہ کی معنی یہہ ٹہرائی بلکہ بی تکلف
میری ضمیر مین آئی کہ جسکی مدد دینی سی کوفت حاصل ہوئی اور وہ کوفت باعث درد دل ہوئی
شدت درد مین آدمی چیختا ہی چلاتا ہی ہائی ہائی کرتا ہی غل مچاتا ہی جیسا کہ سعدی بوستان
کی اوس حکایت مین جسکا پہلا مصرع یہہ ہی شبی زیت فکرت ہمین سوختم ✦ فرماتا ہی ع کہ
ناچار فریاد خیزد ز مرد ✦ جناب مرزا صاحب کیا تم نہین جانتی کیونکر نہین جانتی بی شبہ جانتی
ہوگی کہ اکابر امت کو امور دینی مین کیا کیا منازعتین باہم واقع ہوئی ہین کہ نوبت بہ تکفیر یکدگر
پہنچی ہے اگر فن لغت مین ایک شخص دوسری شخص کا معتقد ہوا یہان تک کہ اوسکی تحقیق نا پسند
کی تو اور مدعیان علم و عقل اوس مسکین کی جگر تشنہ خون کیون ہو جائین اور جب تک اسکا د
نقش ہستی صفحہ دہر سی نہ مٹائین آرام نہ پائین ظلم تو یہہ ہی کہ جو کچہہ مینی قاطع برہان مین لکہا ہی
اوسکو سمجہتے نہین اور نہ کچہہ آپ کہتی ہین دوسکی معنی سمجہتی ہین سوال دیگر جواب دیگر بر مدار ہے خارج از

محبت اقوال کی تکرار ہی برہان قاطع والی کی محبت سی دل شیرازی کی فرط غیظ و غضب
سے بدن رعشہ دار ہی منشی سعادت علی خان ناظم ہی نغمہ تار ہی ہو جب اس مصرع کی ع مقتضای
طبیعتش انیست ہنا چار ہی تمکو معرض تحریر مین تحمل او ترا ہل چاہیی نہ سخن یہہ دوری جانب دار سے
مین تعقل چاہیی بحسب اختلاف طبائع مانو یا نہ مانو مگر پہلی یہہ تو جانو کہ غالب سوختہ اختر کا فرہنگ
نویسون سے بابین عقیدہ کیا ہی اگرچہ قاطع برہان مین جابجا لکھتا آیا ہون مگر اپنی ہندی کے خیال
کر کی لکھتا ہون کہ یہ عقیدہ میرا ہی کہ فرہنگ لکھنی والی جتنی گذری ہین سب ہندی نژاد ہین یا ان
علم صرف و نحو عربی مین بقدر تحصیل مسلم اور اوستادون مین علم صرف و نحو کی کتب درسی موجود
ہین جتنی چاہا ہی ویسی اوستادسی اون کتب کو پڑہ لیا ہی فارسی کی جو فرہنگین حضرت نی
لکھی ہین مطالب مندرجہ کس اصول پر منضبط کئی ہین اور اسکا علم کس اوستاد سے حاصل کیا ہی آخر
مقاصد صرف و نحو عربی ہی تو صرف مطالعہ کتب سے نہین نکلی مین پہلی تعلیم و تعلم ہی پہر کتب
قواعد کے جابجا حوالی مین قواعد فارسیکا رسالہ اہل زبان مین سی کسنی لکہا ہی اور ان ہوس پیشہ
فرہنگ لکھنی والون نے وہ رسالہ کس فاضل عجم سی پڑہا ہی شیدای ہندی سکر و ہی نی حاجی محمد جان
قدسی علیہ الرحمۃ کی ایک شعر پہر اعتراض کیا ہی مرزا جلالا طباطبا علیہ الرحمۃ نی شیدا کو خط
لکھا ہی سر آغاز خط کا ایک قطعہ جس مین صحرا و دریا قافیہ اور رساند ردیف شعر کا آخر کا مصرع
ثانی یاد رہگیا ہی ع لغتی بہاد یو مقوی برساند خلاصہ مضمون خط یہہ کہ تو صاحب زبان نہین ہی
زباندان ہے یعنی مقلد اور کاسہ لیس اہل ایران کے حاجی محمد جان کے کلام کو سند پکڑ ہے تجہے کسنی کہا ہی کہ
اوستی لڑ گیا تو نی سنا نہین جو عرفی و فیضی مین گفتگو ہوئی ہے اور مومن الدولہ شیخ ابو الفضل کی
روبرو ہوئی ہی لغات فارسی اور ترکیب الفاظ مین کلام تہا مولانا جمال الدین عرفی رحمۃ
اللہ علیہ نے کہا کہ مین جیسی ہوش سنبہالا ہی اعز نطق تتلا ہو گیا ہون اپنی گہر کی پرسیون سے لغات فارسی

اور یہی ترکیبیں سنتا رہا ہوں فیضی بولا کہ جو کچھ تمھی نے گھر کی بڑھیوں سے سیکھا ہے وہ
ہمنے خاقانی و انوری سے اخذ کیا ہے حضرت عرفی نے فرمایا کہ تقصیر معاف خاقانی و انوری
کا ماخذ بھی تو فقط گھر کی بڑی بوڑھیاں ہی تھیں کہاں سے لاؤں جو دیکھے کہ یہہ حال قلم میں
کی صفائی کمایوں کا ہے قیاس میں آنکھ کی بہار دیکھو مجرد تقدم زمانی کا اختیار دیکھو تا کہ عرفی
تحصیل علوم عربیہ میں یا دستی کمتر ہے صفائی زبان اور ایرانی ہونے میں برابر ہے کیا عرفی
کیا انوری کیا خاقانی ایک شیرازی ایک خاوری ایک شروانی اگر مجھسے کوئی کہے کہ غالب تیرا
ہی مولد ہندوستان ہے میری طرف سے جواب یہہ ہے کہ بندہ ہندی مولد و پارسی زبان ہے

ہرچہ از دستگہ پارس بہ یغما بردند ٭ تا بنالم ہم ازان جملہ زبانم دادند

زبان دانی فارسی میری ازلی دستگاہ اور یہہ عطیہ خاص من جانب اللہ ہے فارسی زبان کا مجھکو
خدا نے دیا ہے مشق کا کمال میں نے استاد سے حاصل کیا ہے ہند کے شاعروں میں اچھے اچھے
نکتہ گو اور معنی یاب ہیں لیکن یہہ کون احمق کہیگا کہ یہہ لوگ دعوی زبان دانی کی بات ہی کر
فرہنگ لکھنے والی خدا انکی ... سے نکالی اشعار قدما کی ہر لئے اور اپنے قیاس کی مطابق
چل دئے وہ بھی نہ کوئی ہمقدم نہ کوئی ہمراہ بلکہ سو بہ سو پراگندہ قیاس رہنما ہو تو راہ تباہی
استاد ہو تو شعر کی معنی سمجہائی نہ آپ شیرازی نہ استاد صفاہانی نہیں رگ گردن و جہی
دعوی زبان دانی ہے سر ایہ قول خاص ہے نہ عالم ہے مجموع فرہنگ
نگاروں کے محقق ہونے میں کلام ہے یہہ کیا بات ہے کہ جامع برہان کا
ماخذ فرہنگ رشیدی و جہانگیری ہے عبد الرشید کی کیا شیخی اور میان انجو
میں کیا سرخاب کا پر ہے قطب شاہ و جہانگیر کی عہد میں ہونا اگر افتخار ہے تو
ہے بے تعمیر بیچارہ جعفر زٹلی بھی فرخ سیر کا ہے ایک لطیفہ لکھتا ہوں اگر خفا ہو جاؤ

توخطا اوٹہاؤگی جتنی فرہنگین اور جتنی فرہنگ طراز مین یہہ سب کتابین اور یہہ سب
جامع مانند پیاز ہین تو بتوا اور لباس اور لباس وہم در وہم اور قیاس در قیاس بیاز کی
چہلکی جس قدر اوتارتی جاؤگی چہلکونکا ڈہیر لگ جاویگا مغز نپاؤگی فرہنگ لکہنی والو
پردی کہولتی چلی جاؤ لباس ہی لباس دیکہوگی شخص معدوم فرہنگون کی ورق گردانی
کرتی رہو ورق ہی نظر آئینگی معنی موہوم ظرافت پرمدار تحقیق نہین ہی اپکی خاطر نشین
کرتا ہون جو میری دلنشین ہی فرہنگ نویسونکا قیاس یعنی لغات فارسی مین نہ سراسر غلط
ہی البتہ کمتر صحیح اور بیشتر غلط ہی خصوصاً دکنی تو عجیب جانور ہی لغو ہی پوچ ہی بلکہ کل ہی
دیوانہ ہی وہ تو یہہ ہی نہین جانتا کہ یا ہی اصلی کیا ہی اور یا ہی زائدہ کیا ہی حیران ہون
کہ اسکی جانب داری مین فائدہ کیا ہی خدا جانتا ہی کہ مین یکرنگ ہون مگر دکنی کی جانب
دارون کا جو رنگ ہی مجہی جو چاہو سو کہو اور سے تم کیون اڑتی ہو کہین جامع لطائف
غیبیہ کو برا کہتے ہو کہین نگارندہ دافع ہذیان سی جہگڑتی ہو جانتا ہون کہ دکنی کی عبارت
کے خامی اوسکے رای کی کجی اوسکے قیاس کے غلطے اگرنہ سب جگہہ بلکہ بعض جگہہ سچ جانتی
ہو مگر یہہ مین نہین جانتا کہ اتنی محنت کرنی اور اوسکی رفع تخطیہ کی واسطے توجیہات
باردہ ڈہونڈنی کسواسطے ایسا اوسکو کیا مانتی ہو جیسے جدا نہ آتی ہو مولوی نجف علی و
میان داد خان سے جدا بگڑتی ہو بہا ئی صاحب مغلچہ پن پر آگئی گو ہار اڑتی ہو سچ ہی غالب گندہ
گوش ہی کسیکی نہین سنتا سبی اپکی مقرر کیئی ہوئی قاعدہ کی موافق بحلف کہتا ہون کہ تمنی قاطع
برہان و دافع ہذیان و لطائف غیبیہ کو ہرگز نہین دیکہا آور نہ وہ فنوس کے بیان مین مجہسے وہ
سہو ہوا ہی کہ جسکا اقرار اور میرا دوست میان داد خان شرمسار ہی جو کچہہ اوس مصنف نے
اسباب مین لکہا وہ قول فیضی اور کافی ہی مانین تا نمانین ناظرین کو اختیار ہی گہریکا ف فارسی ملفوظ

بوزن اگہری لغت ہندی کا اصل وسکی شرح مین جداگانہ ایک فصل کاف فارسی کی سوز کے جگہ گاف
عربی مفتوح اعراب کا بوزن تشتری وضوح او مجہی او میری دوست سیف الحق کو دو سہو طبیعی
پیر ہنعذاد ہوا خواہان بوہرہ دکنی کو اغلاط متواتر کی جواز پر اصرار فاعتبروا یا اولوا الابصار
غرہ بی واو بمعنے نور اور غورہ مع الواو بمعنے جذام ایک ویزہ بمعنے پاک اور آویزہ بمعنے ناپاک ایک
اور ہزار ایسی اغلاط سند اور مقبول اور منظور گویا یہہ مصرع جو مجہ مین ہے ع کند ہرچہ خواہد بر و حکم نیست
اپنے شان مین صادق سمجہہ لیا ہی چشم بد دور اب چاہیے کہ اوسکی پوچہنے والی اوسکی نام کی بعد جل
جلالہ لکہین اور اگر اتنی جرات نکرین تو نظر بہ افادہ و استفادہ عم نوالہ لکہین سترہ اسکی عمر کا نون سے
پہر اجمعیت کم تفرقہ زیادہ اور پہر خود داری اور کسر نفس و استغنا خداداد یہودہ بکنی مین اوقات
کہون صرف کرون یا سنہ لگا زی کیون لفظ بلفظ و حرف بحرف کرون انکو اپنی نمود اور شہرت منظور
ہے خردہ گیری و عیب جوئی سی مجکو نفرت ہی اور حیا آتی ہی زیادہ گوئی سی انکی حسن کلمات طیبات
سی قطع نظر کر کے ناظرین منصف کے وجدان پر چہوڑ دیتا ہون اور شکایت موعودہ سے پہلے تین شے امر ضروری
لکہہ دیتا ہون صیحہ بمعنے آواز اسپ نہایت اسکے سچ ہوتی مین کیا کلام ہی جو صیحہ سی آواز آب
مراد لینی عذر ناقص ہے اور خام ہی کیا عرفی کا شعر عرفی کے خط سی لکہا ہوا کیسکو نظر پڑا کہ ناظر
سی شکر تمہارا ذہن وقاد نقاد وہان جا لڑا لغت لکسنے والے کی اندہے ہاتہہ سے لکہا جاتا اور پہر
عرفی جیسا شاعر دیدہ دریا زیرس مین پڑ جاتا تمہارا محبوب ہمیرہ دکنی شین منقوط مع التحانی کے
بیان مین شیشہ گہوڑیکی ہن ہناہٹ کی فارسی بتاتا ہی عربی مین گہوڑی کی ہنہنانیکو صہیل بوزن
دلیل کہتے مین صیحہ بوزن بیضہ عموما یعنی ہر صدای ہولناک و مہیب آتا ہی مین کیونکر فرہنگ
نگارون کی اور انکی مددگارون کی قیاس کو وحی سمجہون اور کیونکر کاتبون کی املا کو مصحف مجید کے
طرح در برون یہہ توجیہ ہوسکتا ہے کہ مین انکو جدا جدا ثابت فرض کرون جو متوسطے الغ بر مردگن

بر گردن بندگان جناب بہت مین آپکو مخاطب بالفتح پھر اگر یہی فقرہ ہے بکر جیب رہتا ہون لیکن
تبدل جیم بجیم تحتانی کو نامسموع کہتا ہون یعقوب بیگ بغیر لہجہ انگریزی زبانین عاکوب کہتی ہین کہان مبدل
منہ کہان تغیر لہجہ حضرت آپ جو کہتے ہین خوب ہے ہین کہ عدو کو ترجمہ طفل نہین مانتی اور پھر خاتمہ مین بندگان
بصیغہ جمع لکھوائی ہو اتفاقیہ یون ہے کہ جو کچھ لکھوائی ہو یہ بنظر و لبصر نہین بلکہ از روی سمع لکھوائی ہے
خط تمام ہوا اب مستغیث کی عرض سماعت ہو لیکن سماعت از روی انصاف بالای طاعت ہو عرضی گذر
سی پہلی مستغیث پوچھتا ہی کہ آپکی محکمہ عالیہ کا سررشتہ دار دیانتدار ہی یا نہین سخن فہم و سخن شناس ہے
یا نہین مین تو گمان کرتا ہون کہ نہین ہو دلیل سن لیجی اگر یقین نہو صحیح معنی آواز اسپ ہنہنانہ نیست
اسکے ماقبل اور یہی عبارت ہی منافی عالی نی نہ پڑہی ہو کتنا بعید ہے کسواسطے کہ اوس عبارت کی مفہوم
کو ملحوظ نرکہنا اور محمد اکرم پنجابیکا شعر تو قابل تہمات نہین مگر مولانا جمال الدین عرفی شیرازی رحمة الله
علیہ کا شعر بہ تتبع کاتب غلط لکہو دینا تمسے بسا بعید ہے انشا مین نسخو نکی تحریف کو مانتی ہو املا
مین کاتبون کے غلطے کی کیون نہ قائل ہون انشا و املا و لفظ و معنی مین تقلید چھوڑ کر تحقیق کی کیون نامل
ہو تقصیر معاف یہہ ہے استاد الکلام عرفی عالی مراتب ہی بلکہ پیروی خامہ کجرفتار کاتب ہی کہہ چکا
ہون کہ نہ مجکو مناظرہ کا دماغ ہا بہجوم امراض جسمانی و آلام روحانی سی فراغ اگی جو ہمت نہین ہارنی
ہتی اور عجب ہے توقع مددگاری تہی تو اپنا یہہ شعر ارد و میری ورد زبان اور اس ہنجار سے
مین زمزمہ سنج فغان رہتا تہا شعر راتدن گردش مین ہین سات آسمان ٭ ہو رہیگا کچہ
نہ کچہہ گہبرائین کیا ٭ اب جو اصلاح حال و حصول مطالب سے دل مایوس ہی تو طبیعت اسی غزل
کی اس بیت کی ترنم سے مانوس ہے شعر عمر بہر دیکھا کیا مرنیکی راہ ٭ مر گئی پر دیکھئے دکھلائیں
کیا ٭ کوئی یہ نہ سمجھے کہ شرار و نا بہ رق کا ہی جب معاش مقرر ہو تو پہر غم کیا ہی نہ صاحب
یہ باتین جانورون کے ہین کہ کچہہ کہا لیا پانی پی لیا اور چین سے سو رہے آدمی عموما اور صاحبان

ننگ و ناموس خصوصاً با وجود فراغ معاش ایسی جانگداز بلاؤن مین مبتلا ہین کہ کوئی کیا ہی
یہہ حال تو یا صاحب واقعہ جانی یا خدا جانی دوسرے سی یہہ کار افتادہ کیون کہی اور بغیر کہی
دوسرا کیا جانی مناظرہ کا تو ہرگز ارادہ ہنین اگر مردہ دل نہوتا دو باتین کہتا زیادہ ہنین
وہ بہی نہ از روی بحث و تکرار نہ بہ انداز و استفسار اظہار سی مقصود نفس اظہار یہ جواب فی
مولوی امام بخش کو امام المحققین خطاب دیا ہی کتنی محققین نے آپکو اپنا امام مان لیا ہی جبتک
نہ اجماع محققین کا ہوگا یہہ خطاب بہ اجماع اہل عقل ناجائز و ناروا ہوگا وہ فرمان روائی
عہد شہنشاہ کہلائیگی کہ پادشاہ جسکی فرمان پذیر ہو جائین گی ایک سید نی اپنی لڑکی
کا نام میر شہنشاہ رکہہ لیا یہہ میر شہنشاہ صاحب کیونکر شاہ جہان و جہانگیر ہو جائین گے
اگر حضرت بفتحہ قاف ثانی بصیغہ تثنیہ امام المحققین کہتی تو ایک ماموم آپ ہوتی اور ایک
قبولی دوسرا ہوتا ساطع برہان کی تیرہوین صفحہ کی نوین سطر مین آپ لکہتی ہین و بحثین
بر افراط و تفریط توضیح را کار بند نشدہ اند کہ بدان حرف گیری تواند کرد تواند توانستن بہ
مضارع کی بحث مین سی صیغہ واحد غائب ہے فاعل چاہتا ہی خواہی معرفہ جیسے احمد محمود
خواہی نکرہ جیسے فلان و بہمان کسی یا شخصی مردی یا زنی اور اگر فاعل مذکور نہو تو اس
صورت مین توان کرد چاہی کہ توان نام لیسمی فاعلہ ہی کرامت ہو تو مجہی حاصل نہین ہان
از روی حسن عقیدت کہتا ہون کہ یا آپ نی یون لکہا ہی کہ کسی بہ ان حرف گیری تواند کرد
یا تواند کی جگہہ توان رقم فرمایا ہی کہ کہی آپ نی بیل کی جوئی کا بوجہہ میری گردن
پر رکہہ دیا اور مین نی ایک بیل کا بوجہہ پشت مبارک سی اوٹہا لیا اوسد الله واو
خواہ جلد آ اور اپنی عرضی لا حضرت آیا اور عرضی لایا پہلے پانچ کاغذون کی نقلین
علی الترتیب پڑہی جاوین یہہ سررشتہ دار صاحب بکمال امانت و دیانت عرضی سناوین

نقل عبارت برهان قاطع آب ده دست بکسر دال ابجد و ثانی بهوز اشاره بحضرت
رسول صلوات الله علیه است خصوصاً و شخصی را نیز گویند که بزرگ مجلس بود و آرایش صدر
و زینت از و باشد عموماً نقل عبارت قاطع برهان از خامی عبارت چشم بسته بر
می خروشیم که آب ده دست مرکب از آب و ده که صیغه امر است از دادن و دست که با وجود معانی
دیگر مسند را نیز گویند معنی ترکیبی رونق دهنده مسند هر آئینه نام مسند را بطرف نبوت یا
یا بدایت مضاف نگردانند بمقام لغت فرو نیارند بلکه در مدح اکابر و صدور نیز بی اضافه
لفظ امارت و شوکت و امثال اینها نگارند نه بینی که تنها آب ده دست افاده معنی شو باشد
دست می کند و آن خود امانتی است قلیح بیچاره در نظم و نثر لغت آب ده دست رسالت دیده است
و نیمه مضمون الغت اند شیده است نقل عبارت ساطع برهان آب ده دست خدا
نکند که این اعتراض از جانب مرزا آمن باشد که در سواد ایجو من گفته باشد بخاطر داشت آن
درج کتاب کرد و رنه این کنایه قابل اعتراض نیست چه آب ده دست جمله ترکیبی است دست
که در عربی و فارسی بمعنی مسند است مضاف و مضاف الیه که معنی محذوف باید دانست بلکه
کلاهی است مستقبل مترادف بالا دست مضاف و مضاف الیه که معنی صدر و مسند و بزرگ قوم
باشد صاحب موید الفضلا در لغت فارسی این لغت آورده و کتاب آداب قنیه باشد بهمین صورت
صحت بهمین معنی نگاشت و در مدار نیز و صاحب رشیدی آورده که آب ده دست بمعنی بزرگ
مجلس معنی ترکیبی آن رونق ده صدر و مسند قوله بیچاره در نظم و نثر لغت آب ده دست
رسالت دیده و نیمه مضمون الغت اند شیده است انتهی قول جامع این کنایه را در نظم
و نثر بی اضافه رسالت دیده است و هم خیال در رشته تحریر کشیده است خاقانی گوید شعر
آب ده مجاور انشغال ازین و بیج کوتراش بصره لیس گردان خضاب اگر فراموش نکند

در شرح کنایه ماهی چشمهٔ خضر در باب المیم چو بینند که میگویند که آب بدو دست استعاره هم برای آنحضرت
از خاقانی از رکاکت نیست و ای بر بن تحقیق که او را به پیمبری بر داشتند و باز به نسبت
رکاکت سرنگون انداختند نقل عبارت برهان قاطع ماهوچی چشمهٔ خضر کنایه از زبان و
دهان معشوق است قاطع برهان یا رب ماهوچی چشمهٔ خضر کدام لغت است من کتاب منتخبه نیز
صورت دیده ام ع قلندر هرچه گوید دیده گوید * در ضمیر میگذرد که ماهی چشمهٔ خضر خواهد بود و آن
خود مضمونیست بطریق استعاره بالکنایه که سخنور بسا خون جگر خورده باشد تا در نظم و نثر خویش
آورده باشد پس هر که این از گفتار خویش آید سرقه خواهد بود از لغات متقاره و کنایهای
مشهوره نیست که بکار دیران روزگار آید شیر خدا که ترجمهٔ اسد الله است گویی یکی از نامهای
جناب ولایت پناه است هر کس در کلام خویش آورده باشد و سرقه نیست و کسی در مدحت شیر
مع الیاس شیر شرزه مخاطب هم حضرت امیر علیه السلام نوشته و آن مضمونی است که خاقانی در قصیده
قسیمه بهم سانده شیر شرزه خود صفتی است عام که بر هر مرد شجاع و سرهنگ جنگجو اطلاق توان
کرده غالب بعضی بیشه و نیستان است هر آئینه این صفت سزاوار شأن اسدالهی باشد خاقانی
بطریق تنزل گفته است این چنین صفت اهم کسیکه بعد از خدا و رسول او را بزرگی توان ستود
چگونه روا تواند بود هم چنین آب بدو دست در باب الف ممدوده هم حضرت ختم المرسلین
صلوات الله علیه قرار داده است و این لفظیست در غایت رکاکت صفت لفظ پس غالب منعم
گر ماهی سبحان و کنی گو که لفظ رکیک انحصر یکی حق بین صرف نکرده چنانکه بمدران مفصل مفصل نوشته
ام مقصود ما این است که این چنین مضامین لغت مستقل و کنایه مقبول چرا قرار باید داد
در شرح اشعاری که جا و این کلمات باشد چه انگارش نمیرد اعوذ بالله من الشیطان الرجیم آب
ترجمه با کاهند جسکی پانی دو برمعنی دونی یعنی آما هی او را سکی تشریح بعد جو اهر صفائی کو بهی گفتی دشمن

ترجمہ یدہی جسکی ہندی ہاتہہ اور معنی قسم و نوع اور معنی ہسند بہی مستعمل ہے ہمکو اس مقام مین آب
بمعنی پانی اور دست بمعنی ہاتہہ اور اسکی ترکیب یعنی آب دست اور اسکی مقلوب یعنی دست آب سے
بیان نہین کلام ہی آب دست بحرکت و سکون موحدہ عموماً ترجمہ غسالہ ید ہی اور خصوصاً وضو کو کہتے
ہین تعمیم کے سند استاد کا شعر شعر بی تکلف ہو سکے کس اگر دل خستہ کا بدست او شفا بخش ہمہ جا
ہا است تخصیص کے سند نام حق کی بیت بیت آبدست و نماز باید کرد دل مقام گداز باید کرد
عرف مین آبدست کس عضو کی غسالے کو کہتے ہین ہم تو اپنا یہ چہک چپ رہتی ہین پس آبدہ دوم اور دست
دہ کی معنی وضو کردانی والا اور ہاتہہ دہولانے والا آب معنی و نوق در دست معنی ہند کا یہان ادخال
محض جہل اور صرف اسمال ہے تو میرا قول ہی کہ آبدہ دست رسالت بصعل کو کہہ سکتی ہین ایک مے ادب
فقط آبدہ دست کہتا ہی اور ہم ہنہ سکتی ہین مثتی سعادت علی کے نہ علم نہ فہم اونہی اس قباحت
نجانا مرزا رحیم بیگ صاحب افسوس کے بات ہی تہی اس بیان خاص مین قاطع برہان والی کی قول کو کیون
کرنا ہی ہی سراسر بی پردہ اشرف الانبیا علیہ وآلہ السلام کی تذلیل اور توہین ہی اور جو ہمیر کو
ایسا کہی وہ مجموع اہل اسلام کی نزدیک مرتد اور مردود و بیدین ہی بلکہ مخالفین ہی جو
مسلمان اپنی پیمبر کو برا کہی اوسکو برا جانین گی یقین ہی پیمبر کا آبدہ دست نام رکہنے والا مورد لعنۃ اللہ
والملائکۃ والناس اجمعین ہے ہاں خاقانی کی شعر کی لکہنے سی انکی مراد ہی یہ شعر قطع مبدا و مدد اسکا
پہلا شعر مجکو یاد ہی پہلی پوچہتا ہون کہ دست آبدہ کا فاعل اور شین کا مرجع تمنی کسکو ٹہرایا اگر
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان اسمین بطریق مذکور یا مقدر کہان پایا جب اس مصرع کی رو سے
مصرع دست آبدہ مجاور اش دست آبدہ پیمبر کا نام قرار پایا تو دوسری مصرع کے
مطابق مصرع از رز دہ بیچ کو تراش از رز دہ کا خطاب ہی حضرت صادق
آیا سبحان اللہ جہان مصطفے و مجتبے رحمۃ العالمین و خاتم المرسلین انکی القاب مین فرمایا ان دوست آبدہ

ہے آپ کا لقب ٹھہرایا مرزا جی یہین ترک جاہل ہون بجا ہی اگر مجکو گالیان از رو عتاب
دو گی خدا کیواسطے پیغمبر کو کیا جواب دو گی بندہ پرور خاقانی کا شعر قطعہ بند ہی اور اس شعر
کا پہلا شعر یہ ہے اشعار روح ازپی آبروی خود راہ وخلد ازپی رنگ و بوی خود راہ دستاب
دہ مجاورانش ازن دہ بچ کوترانش ہے اوپر دونون مصرعون مین را کا لفظ زاید پہلا مصرعہ
تیسری مصرعہ سے اور دوسرا مصرعہ چوتھی مصرعہ سے متعلق نثر اسکی فارسی مین یون ہوتی ہی ہلہ
روح ازپی آبروی خود دستاب دہ مجاوران اوست و خلد ازپی رنگ و بوی خود دانہ
دہ کبوتران اوست یہہ دونون شعر کعبہ معظمہ کے تعریف مین اور دونون شینون کے
ضمیر بطرف کعبہ راجع اس اظہار کی تصدیق تحفۃ العراقین سی کیجی اور ہندی کی
چندی غالب ہے سن لیجی روح اپنی آبرو کی واسطے وضو کا پانی دیتی ہی کعبہ
کی مجاورن کو اور خلد اخذ رنگ و بو کی واسطے دانا کھلاتا ہی کعبہ کے کبوترون کو وضو
کا پانی دینا اور کبوترون کو دانہ کھلانا ادنی خدمت ہی خدا کی واسطے مخدوم کونین کو
خادم کہنا حرج ہی باندمت ہی بعہد اخاقانی کی اس مصرعہ سی دستاب دہ پیمبر کو سمجھنا بی
اعتنائی اور غفلت ہی خاقانی نی روح کو آبدست دہ کو فاعل مانا منی پیمبر کو معا اس
فعل کا فاعل اور ایک فعل کا دو فاعل ہی سے متعلق ہونا کیونکر جایز جانا قافلہ شد یعنی قافلہ
رفت یعنی قافلہ سالار رفت یعنی رسول مقبول رحلت کرد بہ قاف مع الالف مین کلام اور معنی
ستہن رسول کا ہی دست آب دہ کی شرح مین تحقیق اور قافلہ شد مین استہزا ہی یہ بات
قاطع والا اگر یہ قباحتین نہین سمجھا ہی تو احمق ہی اور اگر سمجھ کر لکھتا ہی تو کافر مطلق
ہے اب میری خونابہ زخم دل کی روانی اور قلم کی خونابہ فشانی دیکھئے متبصرہ مندرجہ
حاشیہ ساطع برہان کے حق مین کیا فرماتی ہو اور اس فقرہ اخیر

کیا فرماتی ہو اور اس فقرہ اخیر کو باز در نشیب کالت سر انداختہ کسکا لکہا تہا تاقی ہر سنو
فخر الفضلا ختم العلما امیر الدولہ مولوی محمد فضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے رد عقائد وہابیہ
مین بزبان فارسی ایک رسالہ لکہا ہی اور اوس عہد کے علما کی اوسپر مہرین ہین اوس
رسالہ مین جناب مولوی صاحب مرحوم لکہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کہی کہ حضرت کو قوت
مجامعت بہت تہی حالانکہ یہہ امر واقعی ہی یا کہی کہ ایکی ردا میلی ہی اگرچہ اوس وقت مین
ہو لیکن چونکہ ایک گونہ سوء ادب و اہانت ہی حاکم اہل اسلام کو چاہی کہ اس قول کے قایل
کو سزا دی اور اگر حاکم سزا نہ دی تو اہل شہر پر عزل حاکم واجب ہی اور اگر اہل شہر ایسا نکرین
تو وہ شہر دار الحرب ہی پس بموجب فتوی علمای اسلام فقرہ مذکور کا لکہنے والا کفر مین شداد
سی اشد اور کذب مین مسیلمہ کذاب سی سوا ہی خیر عقبی مین وہ خالق کا مقہور اور دنیا مین
خلق کا مطعون ہوگا مجکو کیا ہی مجہی تیر سننی آتی ہی بعضی بات سمجھی نہین جاتی ہی خاقانی
روح تو آید دست وہ مجاوران حرم کہتا ہی تم کہتی ہو کہ خاقانی دستاب وہ اسم پیغمبر صلی
اللہ علیہ وسلم کہتا ہی مولوی امام بخش نی تمکو بہت کچہہ پڑہایا مگر طریقہ استنباط معنی
نہ بتایا میری حق مین جو کہتی ہو خود ہی نہین سمجھتی کہ کیا کہتی ہو مین نی اسکی سوا کہ خاقانی
بطریق تنزل گفتہ ست اور کیا کہا ہی جو مجہی برا کہتی ہو وہ ہی ذکر شیر شرزہ غاب
مین نہ دستاب وہ کی باب مین اوسنی جناب امیر المومنین کیواسطے ایک لفظ سہل تر سرسری
لکہا مین نی قبول نکیا اور اوسکی قول کا تنزل ظاہر کردیا آنحضرت کو اوسنی آیدہ
دست یا دستاب وہ کہان لکہا اور کیون لکہتا نہ احمق تہا نہ بی ادب جب اوسنی
نہین لکہا تو مین اوس سی کیون الجہون ادرک یا مجہانہ کچہ فہم ہون نہ مغلوب
الغضب ایدہ دست کی پردہ ہی کہل گئی بی اضافہ لفظ اختر دست بمعنی سند

آئینہ آبِ دست ہاتھہ دہلانی والا کہلاتا ہی ہان ایک طرح کی سستی تہی اوسکو اور قصور سی
ہی میں بطریق ابلغ واحسن لکہتا ہون یعنی تخت اور اورنگ سلاطین کے جلوس کی واسطے اور
وسادہ و مسند امرا کی جلوس کی واسطے موضوع ہی بنظر اس اصل سر سلطان کی نسبت آئنہ اور زینت نسبتاً فقط
لفظ سلطنت اور امیر کو زینت بخش مسند ہی افزایش لفظ امارت لکہو بیشتر خصوصاً سید الانبیا مسند
ترکیب بیٹھی ہی اوسکی غلامونکو امارت ننگ ہے اور زمرہ الفقر فخری بلند آہنگ ہے میری خدا اوسکا
حصیر بند گلیم ردای صحابہ سطح خاک میں معہ من مجمع انہی ورثہ خداوند کو جسکے شان میں یہہ مصرع اگرچہ بیچ
مجمل ہے مصرع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لیکن قول فیصل ہی آبِ دست زینت
بخش مسند کیونکر سمجہون بلکہ مجموع اہل اسلام بشرط فہم صحیح و طبع سلیم گوارا نکرینگے کہ وہ
صفت عام جو دنیا دارونکی واسطے ہی قبلہ دین و دنیا پر صادق آتی دیکہی اور اوسکی فضلہ خوار
قابل خطاب نہین ایہا الاخ المکرم فضلہ خوار جواب ہے پس گردان جناب کا بہ کلمہ متوجہ عتاب نہین
یقین ہی کہ انہی آب تو از روی دلالت لفظ و معنی جان لیا ہوگا اور اس فقیر حقیر کو نظر بہ قوت بیت
ترکیبیہ ایا ہی سمجھا ہوگا کہ ہی عمس المحققین خطاب دیا ہوگا جانتا اس امر کا کہ آبِ دست مین آب
آب سے پانی اور دست سے ہاتہہ مراد لین تو اوسکو اسم ہیہ سمجہنا کتنی بیدلی ہی اور اگر آپکو معنی
اور دست بمعنی مسند مانین تو الحاق لفظ نبوت و ہدایت حضرت کو اس ترکیب کا مشار الیہ سمجہنا
کیسے بو العجبی ہی آب بہ دست ولی بخش مسند صفت ہے عموماً منتخبان الدار کی بیان تک کہ
اس اصطلاح سی تعریف کر سکتی ہین جو اتفاق سا ہمکو ان بلاد و امصار مین ہا اب قطع کلام کرتا ہون
اور آپکو بکمال تعظیم سلام کرتا ہون ہمیں تحریر کو مسلم رکہتی ہو تم جانو اور سید ابرار خاک پا ہیں
کرتی ہو تم جانو اور وہ میدان معنی کا شہسوار مجکو جسقدر مشتی لکہا ہی یا کوئی اور لکہہ تا ہی اگرچہ
وہ سب لغو اور جہوٹ ہی معقول العزت نہین لیکن الحمد مجکو غصہ مین اوسکی ناراض ہوا نہین شعر من عشق

میں صلح کل گردیم تو خصم با من در بادہ تماشا کن مولوی عبد الرزاق
شاکر کی نام مخدوم مکرم مظہر لطف و کرم جناب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب اشرف الوقت
کو درویش گوشہ نشین غالب حزین سلام آپکی عنایت نامہ کی دو سطروں میں آپکا احسان اور
ویسی آپکو دعا میں دیں کیوں حضرت آپ حیران ہوئی ہونگی کہ یہ شخص اتنا فضول اور ہرزہ گو کیوں ہی جو
پہنچے سی اظہار منت پذیری اگر گزاف نہیں تو کیا ہی اپنی خوشی اور دعائیں بہیجے یہہ بہی
آپکی سبب سے ملنے ہیں فی الابرار از جان عزیز تر بدل نزدیک از دیدہ دور نامہربان مخدوم مغفور
میر قاسم علی خان کا رقعہ اپنی نام کا پایا اللہ اللہ اگر آپ باعث ہوتی تو یہاں صاحب کا ہیکو مجھکو خط لکھتے
اونہیں سی پوچھئے کہ کبہی مجتی اسد کو خط لکھا ہی لیس بعد اس توضیح کی آپکی تحریر کا جواب لکھتا ہوں
آپکا واسطے اصلاح کلام کی رجوع کرنا میری طرف موجب میری نازش کا ہی میرا طریق اس فن اصلاح
میں یہہ ہی کہ جو شعر کی عیب ہوتا ہی اوسکو بدستور رہنے دیتا ہوں اور جہاں لفظ کی بدلی نقطہ
ہوں اوسکے وجہہ خاطر نشان کر سکتا ہوں تاکہ آیندہ صاحب کلام اوس قسم کی کلام میں خود اپنی
کا مصلح ہی مطلع کا یہ مصرع ع سرخوش و سرشار و مستم پہلی لسان فارسی میں سرشار بصفت
ہی پیالی کی معنی لفظی اسکے لبریز پس شارب کو لبریز کیونکر کہینگے اور یہ جو اردو میں سرشار
مرادف المعنی استعمال میں آتی میں امر جدا گانہ ہی فارسیمیں تتبع اردو کا ناجایز رند عالم سوز
شعرا عجم میں بمعنی رند بدنام و ننگ آیا ہی جیسا کہ اوستاد کہتا ہی مصرع ع رند عالم سوز را با مصلحت
بینی چہ کار ۔ حسن مطلع سست تہا میر سد برباد دانہ بر رشتہ یہاں انسب ہی از لجہ چون
چشم خاک کو حسن سی کیا علاقہ ۔ نقد جان امہہ ستم ۔ پہلی تعقید معنوی ہی طالب عہد
الستم طالب عہد الست کس سے مانگتا ہی ہان سرخوش عہد الست یہ محل و بموقع متوقع
ہوں کہ میرا یہہ رقعہ جو آپکی نام کا ہی جناب میر قاسم علی خانصاحب کو بہی دکہا دیجیے گا

اور اب جو آپ مجھی خط لکھیں تو یہہ بہی لکھی کا کہ منور دہ صدر امین ہین یا ترقی کی اور
صدر الصدور ہو گئی اور اگر ترقی نہین کی تو کیا وجہہ **ایضاً** جناب مولوی صاحب مخدوم
مولوی محمد عبد الرزاق صاحب شاکر کی خدمت مین بعد سلام یہہ التماس ہی کہ مولوی صاحب عالی
شان مولوی مفتی اسد اللہ خان بہادر کی خدمت مین فقیر کا سلام پہنچائین تو آپ سی عرض
کرتا ہون مگر آپ مفتی صاحب سی کہیں کہ مجکو باوجود شدت نسیان آپکا تشریف لانا یاد ہی
چہاپی کی اجزا اوتہا کر مین نی آپکی سامنی ایک غزل اپنی پڑہی تہی جسکی دو شعر قطعہ بند
یہہ ہین **قطعہ** از رندہ گوہری چو من اندر زمانہ نیست ٭ خود در انجمن رہگذر حیدر افگنم ٭
منصور فرقہ علی اللہیان منم ٭ آوازہ انا اسد اللہ در افگنم ٭ خدا کری حضرت کو بہی یہہ
واقعہ یاد ہو اور اعادہ اسی دلیل مودت روحانی ہی اخی مکرمی میر قاسم علی خان کو سلام
پہنچی سال گزشتہ کی تعطیل کیطرح دلی آئی تو مجہہ سی بہی ملی تجلی جائیگا یہہ حضرت مکتوب الیہ
سے کلام کی اشعار بعد حک و اصلاح کی پہنچتی ہین یہہ بتہ میری ازبس کی فوق ہی کہ
مین آپکی کلام مین دخل و تصرف کرون بندہ نواز زبان فارسی مین خطوط کا لکھنا پہلی سی
متروک ہی پیرانہ سری و ضعف کے صدمون سی محنت پژوہی جگر کاوی کی قوت مجہہ مین
نہین رہی حرارت غریزی کو زوال ہی اور یہہ حال ہی **شعر** مضمحل ہو گئی قوی غالب ٭
وہ عناصر مین اعتدال کہان ٭ کچہہ آپ ہی کی تخصیص نہین سب دوستون کو جن سی
کتابت رہتی ہی اردو ہی مین نیاز نامی لکہا کرتا ہون جن جن صاحبون کے
خدمت مین آگے مین نے فارسی زبان مین خطوط و مکاتب لکہے اور بہیجے
تہی اون مین سے جو صاحب الی الآن ذی حیات و موجود ہین اون
سے بہی بعذر الضرورت اسی زبان مروج مین مکاتبت مراسلت کا اتفاق

ہوا کرتا ہے پارسی مکتوبون و رسالون و نسخون و کتابون کی مجموع شیرازہ بستہ
و چھاپا ہوکر اطراف و اقصای عجم مین پہیل گئی حال کی نثرون کو کون فراہم کرتی
جاے جابجا کتنی کی خیالات بی مجلو اونکی تحریر و تعلق و پارسی دستبردار و آزاد
و مسکدوش کر دیا جو نثرین کہ مجموعہ و یکجا ہوکر جہان جہان منتشر ہوگئین ہین اور
آئندہ ہون او ہینین کو خطاب حدیث جلت عظمۃ مقبول قلوب اہل سخن و مطبوع طبایع
ارباب فن فرمای اور مین اب انتہای عمر ناپایدار کو پہنچکر آفتاب لب بام اور ہجوم امراض
جسمانی و آلام روحانی سی زندہ در گور ہون کچھہ یاد خدا ہی چاہیی نظم و نثر کی قلمرو کا
انتظام ایزد دانا و توانا کی عنایت و اعانت سی خوب ہوچکا اگر اوسی جا تا تو قیامت
تک میرا نام و نشان باقی و قایم رہیگا بس امیدوار ہون کہ آپ ہینین نذر و محقرہ یعنی
تحریرات روزمرہ اردوی سادہ و سرسری کو تا امکان غنیمت جانکر قبول فرمائی بلکہ
اور درویش دلریش و فرو ماندہ کشاکش معاصی کی خاتمہ بخیر ہونیکی دعا مانگین الہدلیس
ماسوی ہوس ۱۲ التعقید معنوی کو حضور خود جانتی ہونگی اسکی توضیح و تفصیل مین تحصیل حاصل
و تطویل لاطایل کی صورت نظر آتی ہی لہذا خامہ فرسای روی کار نہین آئی الضیا ۱۲
حضرت تین دستون کی مولف محرق پرچکا نام صاحب نے محرق رکہا گیا ہی جو تین برس کی آئے
ایک سالہ جو موجود تہا بہیجا جاتا ہی وہ دو نسخی ہی اگر بہم پہنچ گئی تو بہیجا دونگا غزل بعد
اصلاح کی جاتی ہی طرز فقیر مبارک ہو الیضاً حضرت مطالب علمی و شعری کا لکہنا موقوف
سوال پر ہے جب حضور کیطرف سی کوئی سوال آئیگا بقدر اپنی معلوم کی جواب لکہا جائیگا شعر
ہین اپنی گنہ مزیل اسیدا ایمان کہان ہے ایک ڈر سی آس شعر مین تصدا چہپا ہی مگر بیان نا قصر
ہے مطلب تو یہ ہی کہ صرف خوف اصل ایمان نہین رجا کا بہی شمول چاہئے اور یہ بات

ناقص ہی مطلب تیرا یہ ہی کہ صرف خوف اصل ایمان نہیں رجا کا بھی ملحوظ رکھنا چاہیے اگرچہ
اس تقریر میں بھی نکلتی ہیں لطف اس مضمون کا نہیں کہ صبح اک شمع ہی دلیل سحر سو خموش ہی، یہ جز ہے پہلا
مصرع مصرع ظلمت کدہ میں میری شب غم کا جوش ہی، یعنی تاریکی ہی شب غم کا جوش یعنی
اندھیرا اندھیرا ظلمت غلیظ سحر ناپید گویا خلق ہی نہیں ہوئی ہاں ایک دلیل صبح کی جو دیکھی
یعنی بجھی ہوئی شمع اس واسطے کہ شمع و چراغ صبح کو بجھا دیا کرتے ہیں لطف اس مضمون کا یہ ہے
کہ جس شے کو دلیل صبح ٹھہرایا ہی وہ خود ایک سبب منجملہ اسباب تاریکی کی ہے لکھا چاہیے جس گھر میں
علامت صبح موجد ظلمت ہوگی وہ گھر کتنا تاریک ہوگا شعر مقابل ہی مقابل میرا رک گیا
دیکھ روانی میری یہ تقابل و تضاد کو کون نجانی گا نور و ظلمت شادی و غم راحت و رنج وجود
و عدم لفظ مقابل اس مصرع میں بمعنی مرجع ہی جیسے حریف کہ بمعنے دوست بھی مستعمل ہی مفہوم شعر
کہ ہم اور دوست از روی خوی و عادت ضد یکدگر ہیں وہ میری طبع کی روانی دیکھکر رک گیا
غزل بعد اصلاح کی پہنچتے ہی اپنے طرف سی اسکو استصلاح سمجھتے ہیں اور میں اسکو اپنی جانب سے
استفادہ جانتا ہوں والسلام الضحی فقیر اسد اللہ فی ان کا غذ کی لفافے پر سکنہ عبد الرزاق جعفر
المحید رکے اور تکٹ پر شاکر دیکھکر دیر تک غور کی کہ یہ وہ صاحب ہیں بعد تامل یاد آیا کہ مولوی
محمد عبد الرزاق صاحب اسم شریف اور شاکر تخلص ہے غور کیجیے کہ نسیان کا کیا عالم ہی و اللہ
اگر مجھکو یاد ہو کہ سابق میں کوئی غزل آپکی آئی ہو یا نیا خط لکھا ہو البتہ آگست سال حال کا کل میں نے
ڈاک سی پایا آج غزل کو دیکھا کل یہ لفافہ روانہ کروں گا شعر کوئی آتا نہیں آگے تیرے ہمتا
ہو کر آئینہ جب نظر آتا ہی تو اندھا ہو کر یہ مطلع دلنشین ہی مگر اتنا تامل ہی کہ آئینہ کو اندھا کہنا
چاہیے یا نہیں شعر مردم چشم سے جب نظر آتا ہی تیرا بیٹھ جاتا ہے میری دل میں سویدا
ہو کر مردم یعنی آنکھ کے پتلے مذکر نہیں معشوق کی قید کیا ضرور دعوی حسن پرستی

یہ خوب ہی شعر نظر آتی ہی جہاں مردمک چشم سیاہ ۔ بینہہ جاتی ہی مگر لین
سفید ہو کر ۔ شعر حسرت ہی کی لہی ہر متاع کا ہی جیب کم ۔ ریش قاضی کے ہی بینہہ بنا ہو کر ۔ یہ
شعر بی لطف ہو گیا کسواسطے کہ جب قاضی کے ریش کہی تو وہ ابہام ریش قاضی کہاں رہا ۱۲ کارگاہ
ہستی میں الخ داغ سامان نمی الخ انجمن وہ شخص کہ داغ جسکا سرمایہ و سامان ہو موجودیت لالہ کی منحصر
نمائش داغ پہ ہے ورنہ رنگ تو اور پہول اور کو بہی حاصل ہوتا ہی ۱۲ بعد اسکی یہہ سمجہی کہ پہول کی درخت یا غلہ
جو کچہہ بویا جاتا ہی دہقان کو جو تخم بونی پانی دینی میں مشقت کرنی پڑتی ہی اور ریاضت سی گرم
ہو جاتا ہی مقصود شاعر کا یہ ہی کہ وجود محض رنج و عنا ہی مزارع کا وہ لہو جو کشت وکار میں گرم
ہوا ہی وہی لالہ کی رنگ سے خرمن کا برق ہی حاصل موجودیت داغ اور داغ مخالف راحت اور صورت رنج
غنچہ تا الخ کلی جیسی نکلی بصورت قلب صنوبری نظر آئی اور جبتک پہول نہی برگ عافیت معلوم یہاں
معلوم بہ معنی معدوم ہی اور برگ عافیت بمعنی مایہ آرام ۶ برگ عیشی بگور خویش فرست ۔ برگ اور
برگ بمعنی ساز و سامان ہے خواب گل شخصیت گل باعتبار خموشی و بر جاماندگی پریشانی ظاہری
یعنی شگفتگی ہی پہول کی نکہری کا بکہرا ہوا غنچہ بصورت دل جمع ہی باوصف جمعیت دل
گل کو خواب پریشان نصیب ہے ہمسے رنج الخ پشت دست صورت عجز اور حسن بنداق و کاہ بدندان
گرفتن ہی اظہار عجز ہی پس جب عالم میں کہ داغ کی پشت دست بدندان رکہدی ہوا اور شعلہ کی
نگاہ دانتوں میں لیا ہو ہمسی رنج اضطراب کا تحمل کسطرح ہو قبلہ ابتدای فکر سخن میں بیدل و
اسیر و شوکت کی طرز پر ریختہ لکہتا تہا چنانچہ ایک غزل کا مقطع یہ تہا ۔ طرز بیدل میں ریختہ لکہنا
اسد اللہ خان قیامت ہی ۱۲ ۱۵ برس کی عمر سی ۲۵ برس کی عمر تک مضامین خیالی لکہا کیا دس برس میں
بڑا دیوان جمع ہو گیا آخر جب تمیز آئی تو اوس دیوان کو دور کیا اوراق یک قلم چاک کیے دس پندرہ
شعر واسطے نمونہ کی دیوان حال میں رہنی دیے ۱۲ ابتدای ورد اصلاح تری کی ضرورت میں آپکی نشا

کے یہہ روش خاص دلچسپ اور بے عیب ہے اس صنع کو نہ چھوڑیے اور جو میرا تتبع اور مجہہ
توجہہ منظور ہو تو پنج آہنگ وغیرہ میری مصنفات کو بامعان نظر و حرف ہمت ملاحظ
فرمائیے اور مشق بڑہائیے چشم بد دور طبیعت حضور کے نہایت عالی او مناسب اس فن کے
ہے ہی مین انکی رسائی ذہن اور قوت قلم سے امید قوی رکہتا ہون کہ عنقریب بہت
خوب لکہنے لگا میری اور تمام دوستونکی فخر اور دشمنونکی رشک ہو جائیگا ان ہذا
من برکت العلم یا مولانا بالفضل و الکمال اولانا ١٢ ایضا قبلہ و کعبہ فقیر پا در رکاب
ہے سہ شنبہ چہار شنبہ ان دونوں دنون مین سے ایک دن عازم رامپور ہونگا
تقریب وہانکی جانے کی رئیس مرحوم کی تعزیت اور رئیس حال کی تہنیت دو چار مہینے
وہان رہنا ہوگا اب جو کوئی خط آپ بہیجین تو رامپور بہیجین مکان کا پتا لکہنا ضرور نہین
شہر کا نام اور میرا نام کافی ہے مخمس بعد الاصلاح بہیجا جاتا ہے حق تو یہ ہے کہ شعر آپ
کہتے ہین اور خط مین اوہتا ہون حسن اتفاق سے اصلاح مخمسہ کے وقت دوست غمگسار
یار وفا شعار علامہ روزگار ختم العلماء المتبحرین مولوی مفتی صدر الدین خان صاحب بہادر
صدر الصدور سابق دہلی المتخلص با زردہ دام لقارہ و زاد علاہ کہ مجہسے ملنی کو غم خانہ سے
تشریف لائے ہوئے موجود تہے مخمسہ کو دیکہکر پسند فرمایا حضور کے بلاغت کی تحسین کے
عربی مصرعون کی میری ساتہہ شرکت غالب ہے گرمی ہوئی اور انکی شیرینی گفتار کے
وصف مین تادیر عذب البیان اور رطب اللسان رہے اور مجہسے بقدر میرے معلوم و
بنا انکی انکی صفات حمیدہ سے واقف و آگاہ ہو کر بہت شاد و خرسند ہوئی مبارک
دیدہ و غائبانہ یعنی محض مشتاقانہ بہ تمنای ملاقات عجز و نیاز لکہنے کو ارشاد کیا ہے
لہذا مین لکہتا ہون قبول فرمائیگا ایضا قبلہ ہی یعنی ابیات مغنے سلنے نقش عنادی

مین رسم ہی کہ دادخواہ کاغذ کی کپڑے پہن کر حاکم کی سامنی جاتا ہی جیسی مشعل دن کو جلاتا
یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لیجاتا پس شاعر خیال کرتا ہی کہ نقش کسکی شوخی تحریر کا
فریادی ہی کہ جو صورت تصویر کی اوسکا پیرہن کاغذی ہے یعنے ہستی اگرچہ مثل تصاویر
اعتبار محض ہو موجب رنج و ملال دل آزار ہے شوق ہر رنگ الخ رقیب یعنی مخالف یعنی شوق
سروسامان کا دشمن ہے دلیل یہ کہ قیس جو زندگی مین ننگا پہرتا تہا تصویر کے پردے
مین بہی ننگا ہی رہا لطف یہہ ہے کہ مجنون کی تصویر اپنی عریانی ہی کہینچتے ہے جہان تک کہینچی
ہے زخم نی داد الخ یہ ایک بات مین نی اپنی طبیعت سی نئی نکالی ہی جیساکہ اس شعر مین
شعر نہین ہے ذریعہ راحت جراحت پیکان ؛ وہ زخم تیغ ہی جسکو کہ دلکشا کہئے ؛
یعنے زخم تیر کے تئین بسبب ایک رخنہ ہونیکے اور تلوار کی زخم کی تئین بسبب ایک طاق
سا کہلجانیکے زخم نی داد نہ دی تنگی دل کی یعنی زایل نکیا تنگی گوہر فشان یعنے بیتاب
اور یہہ لفظ تیر کی مناسب حاصل یہہ کہ تیر نکلنے دل کی داد کیا دیتا وہ تو خود ضیق مقام
سی گہبراکر پرفشان اور سراسیمہ نکل گیا نامہ غالب کا مکتوب الیہ رحیم بیگ نامی میرٹہہ کا رہنی والا
ہے دس برس سے اندہا ہو گیا ہی کتابت پڑہ نہین سکتا سن لیتا ہی عبارت لکہہ نہین سکتا لکہوا دیتا
ہی بلکہ اوسکے ہم وطن ایسا کہتے ہین کہ وہ قوت علمی بہی نہین رکہتا اور ون سے مدد لیتا ہی اہل دہلی
کہتے ہین کہ مولوی امام بخش صہبائی ہی اسکو تلمذ نہین ہی اپنا اعتبار بڑہانیکو اپنی کو اونکا شاگرد
بتاتا ہی مین کہتا ہون کہ وای اوس ہیچ در ہیچ پر جسکو صہبائی کا تلمذ موجب غرور ہو کا
رسالہ اوسکا ساطع برہان دلی پہنچکر ڈہونڈونگا اگر ملگیا تو خدمت مین پہنچیگا جناب
مستطاب میر قاسم علی خان صاحب صادق القول ہین میری گہر آئی ہون گی دروازہ
بند پایا ہوگا مگر ایک خدشہ ہی کہ حضرت مین اور میری بہائی مرزا علی بخش خان مین بہت ملاپ

واتحاد تہا اور وہ مرحوم خدا بخش بیا مرزا کذب و گزاف مین ضرب المثل تہا اس تصویر
سی اگر مین اس جملیکی سمجہ جانتی ہین تامل کرون تو میرا تامل بیجا نہوگا بہر حال اونکو میرا سلام
کہئے گا ۔ سیلاب چین ایک لفظ ہی ہندیان فارسی ان کا اصل لغت جلیجے اور یہ لغت ترکی
ہی معہذا حباب آسمان جب تک کہ آسمان کو بحر یا دریا نہین حباب آسمان نہ مقبول نہ
مسموع و نات مسموع ہی اگر فتحہ الف کا اشباع جایز ہو ورنہ ونات پروری کی جگہہ ادنے
پروری بہتر ہی بلکہ ذنات باذنارت بہر حال صفت ہی پرورش موصوف کی چاہئے
نصفت کی والسلام ۔ ایضاً قبلہ یہہ تو اپکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ ۹ جنوری کو فقیر دلی پہنچا
تنکا ماندہ خستہ رنجور ہنوز افاقت کلی نہین پائی آج صبحدم ہوا بند ہے دہوپ تیز ہی پشت بآفتاب
تکیہ کیے سہارے سے بیٹہا ہوا یہہ سطرین لکہتا ہون غزل پہنچی ہی گو زمین پہیر کر ایک ٹکرا کاغذ کا الگ
ہوگیا ہی حضرت بہ احتیاط اوسکو لفافیمین لگا لین بیت ہی تمہارا آفتابہ آفتاب آسمان دیکہلو
اپنی جلیجے مین حباب آسمان ۔ اگر پسند آئی تو اس مطلع کو یون رہنی دیجی مولوی نظامی گنجوی علیہ
الرحمۃ کا ایک شعر طالب علمونکی ہاتہہ پڑا اونہون نے ازروی قواعد نحو اوسمین کلام کرنا شروع کیا
مولوی کی پاس جب یہہ کلمات پہنچی تو فرمایا کہ یاران شعر را نحو مہ کہ بر دجو صاحب یہ فرماتی ہین
کہ مجموع پہلا مصرع مبتدا نہین ہوسکتا اونسے پوچہا چاہئی کہ کیا آپ اوسی پہلی مصرع مین
سی سہ ظلمت کدہ مین میری اسکو مبتدا اور شب غمکا جوش ہی اسکو خبر ٹہراتی ہین پس اگر
یون ہی تو بہی مدعا حاصل ہی دوسرا مصرع دوسری خبر ہی آخر یہ ہی تو مسلمات فن نحو مین
سی ہی کہ ایک مبتدا کی دو بلکہ زیادہ خبرین ہوسکتی ہین ہان ایک قاعدہ اور ہے یعنے جملہ فعلیہ کی ماقبل
جو عبارت ہوتی ہی اوسکو مبتدا کہتے نہین اس مطلع کا مصرع ثانی جملہ اسمیہ ہے اپنی ماقبل مبتدا کو قبول
کرتا ہی گر ہمنی نظر اس ستور پر مصرع اول کو مبتدا کہا تو بہی قباحت لازم نہین آتی بہر حال جو وجہ صاحب

صاحب اسی پہلی مصرع کو قرار دین وہ بھی قبول ہی گر شعر مرا اصلاً نہین زیادہ اس سے کیا لکھون

بیہائی میر قاسم علی خانصاحب کو بندگی مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

مخدوم مکرم و معظم جناب مولوی عبد الجمیل صاحبکے خدمت مین بعد ابلاغ سلام مسنون الاسلام
کی عرض کیا جاتا ہی کہ آپکی ارادت میرا ذریعہ فخر و سعادت ہی دو عنایت نامی آپکی اوقات مختلف
مین پہنچی پہلے خط کی حاشیہ اور پشت پر اشعار لکھی ہوی ہین سیاہی اسطرحکی پہیلی کہ حروف اچھی
طرح پڑہی نہین جاتی اگرچہ بینائی میری اچھی ہی اور عینک کا محتاج نہین لیکن باہمہ اونکی
پڑہنے مین بہت تکلف کرنا پڑتا ہی علاوہ اسکی جگہہ اصلاحکی باقی نہین چنانچہ اوس خط کو آپکی
خدمت مین واپس بھیجتا ہون تاکہ آپ یہ نجانین کہ میرا خط پہاڑ کر پہینکدیا ہوگا او بعد امیر الدین
آپکو بھی ہوجائیگی خود دیکہہ لین کہ ان مین اصلاح کہان دی جای واسطے اصلاحکی جو غزل بھیجی
اوسمین ہین الا فراد وہین مصرعہا فاصلہ زیادہ چھوڑی آپکی خط مین جو کاغذ اشعار کا بھی وقت
اوسکے روشن ہین مگر بین السطور مفقود اور اصلاحکی جگہہ معدوم آپکی خاطر سی رنج کتابت
اوٹہاتا ہون اور ان دونون بحر کو بعد اصلاح لکھا جاتا ہون مسودہ تو آپکی پاس ہوگا اوس سے
مقابلہ کر کر معلوم کر لیجیگا کہ کس شعر پر اصلاح ہوی اور کیا اصلاح ہوئی اور کونسی بیت موقوف
ہوی مشاعرہ یہان شہر مین کہین نہین ہوتا قلعہ مین شہزادگان تیموریہ جمع ہو کر کچھ غزل خوانی
کر لیتی ہین وہانکی مصرع طرحی کو کیا کیجیگا اور اوسپر غزل لکھکر کہان پڑہیگا مین کبھی اوس محفل مین
جاتا ہون اور کبھی نہین جاتا اور یہ صحبت خود چند روزہ ہے اسکو دوام کہان کیا معلوم ہی اب کے
نہوا آپکی ہو تو آئندہ نہو والسلام مع الاکرام ایضاً قبلہ آپکو خط کی بھیجنے مین تردد کیون ہوتا
ہی ہر روز دو چار خط اطراف و جوانب سی آتی ہین گاہ گاہ انگریزی بہی اور ڈاک کے
ہرکارہ بہی میرا گھر جانتی ہین بدست ماشہ میرا آشنا ہی مجکو جو دوست خط بھیجتا ہی وہ صرف

شہر کا نام اور میرا نام لکھنا ہی محلہ بھی ضرور نہین آپ ہی انصاف کرین کہ آپ لعل کیون ا
لکھتے رہی اور مجکو بلی مارون مین خط بھیجتا رہا یہ انکی اپنی حکیم کا ایکا نام کیسا لکھا ہے اس
غریب کو تو شہر مین کوئی جانتا بھی نہین خلاصہ یہ کہ خط آپکا کوئی تلف نہین ہوا جو آپنی بھیجا
وہ مجکو پہنچا بات یہ ہی کہ شوقیہ خطوط کا جواب کہان تک لکھون مین نی آئین نامہ نگاری
چہوڑ کر مطلب نویسی پر مدار رکھا ہی جب مطلب ضروری التحریر ہو تو کیا لکھون اب کی آپکی
خط مین تین مطلب جواب لکھنے کی قابل تھی ایک تو وہ رباعی جو آپنی اس ننگ آفرینش کے
مدح مین لکھی ہی اوسکا جواب بندگی ہی اور کورنش اور اداب دوسرا مدعا خط کی نہ پہنچنے
کا وسوسہ سو اوسکا جواب لکھہ چکا تیسرا امر جناب مولوی امتیاز خان صاحب کا میری
ہان آنا اور میرا اوس وقت مکان پر موجود نہونا واللہ مجکو بڑا رنج ہوا اگر ایسی ملین تو
میرا سلام کہئے گا اور میرا ملال اون سی بیان کیجی گا صبح کو مین ہر روز قلعہ کو جاتا ہون
ظاہرا مولوی صاحب اول روز آئی ہونگے جب سوار ہو جاتا ہون تب بہی دو چار آدمی آگے
مکان پر ہوتی ہین مولوی صاحب بیٹہی رہتے اگر قلعہ جاتا ہون تو پہرون چڑہی آتا
ہون زیادہ اس سی کیا لکھون **ایضاً** اداب بجا لاتا ہون آپکا نوازشنامہ پہنچا غزلین دیکہین
گئین فقیر کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر کلام مین اسقام و اغلاط دیکھتا ہون تو رفع کر دیتا ہون اور
اگر سقم سے خالی پاتا ہون تو تصرف نہین کرتا بس قسم کہا کر کہتا ہون کہ ان غزلون مین کہین
اصلاح کی جگہہ نہین **ایضاً** سبحان اللہ سراغاز فصل مین ایسی ثمر ہای بہشت سکا بھیجنا
نوید ہزار گونہ میمنت اور شادمانی ہی یہ ثمر رب النوع اثمار ہے اسکے تعریف کیا کرون کلام
اس بات مین کیا چاہتا ہون کہ مین یاد رہا اور ابتدا کا آپکو خیال آیا پروردگار آپکو با ہمہ
روان پروری و کرم گستری و یاد آوری سلامت رکہی جمعہ کے دن کا جون کو دو پہر

کیوقت کہار پہنچا اور اوسیوقت خط کا جواب لیکر اور آم کی دو ٹوکری دیکر روانہ ہو گیا
یہان سہی اوسکو حسب الحکم کچہہ نہین دیا گیا خاطر عاطر جمع رہی **الضیا** حضرت کیا
ارشاد ہوتا ہے آگی اس سہی جو آپکی اشعار آئی ہتی وہ دو دن کی بعد اصلاح دیکر بہیجدی
خط ڈاک مین تلف ہو جای تو میرا کیا گناہ آج آیا یہ خط صبح کو آیا مین نی آج ہی دوپہر کو
دیکہہ کر لفافہ کر کر ڈاک مین بہجوا دیا اب پہنچی یا نہ پہنچی دو باتین پوچھنی طرح لبکون راے
قرشت معنی قریب ہے لیکن اردو مین یہ لفظ مستعمل نہین وہ دوسرا لفظ ہی طرح بحرکت
را ہی قرشت بروزن فرح اوسکو لبکون کہای جہلا بولنا عوام کا منطق ہی ہان غزل طرح
کی زمین طرح چکے یہ لبکون ہی روش وطرز و طرح ہی بفتحتین جناب مولوی احمد حسن صاحب
کو میرا سلام پہنچی **الضیا** صاحب وہ خط جسمین اشعار سید مظلوم کی تہی مجکو پہنچا اور مین نی
اوس خط کا جواب مجکو بہیجا اور ذکر اشعار قلم انداز کیا فارسی کیا لکہون یہان ترکی تمام
ہی اخوان و احباب یا مقتول یا مفقود الخبر ہزارون آدمی کا ماتمدار ہون آپ غمزدہ اوس
آپ غم گسار ہون اس سی قطع نظر کہ تباہ اور خراب ہون مرنا سر پر کہڑا ہی پا بر کاب ہون
طرح بفتح یہ معنی نمونہ اور معنی قریب سچ لیکن طرح بفتحتین اور چیز ہے غیاث الدین رامپوری
مین ایک ملا ہی بکتی تہا ناقل نا عاقل حکا ماخذ اور مستند علیہ قتیل کا کلام ہوگا اوسکا
فن لغت مین کیا فرجام ہوگا ع کیستم من کہ تا ابد بزیم * لاحول ولا قوۃ یہ مصرع میرا
نہین تا ابد بزیم یہ فارسی لا دہ قتیل کی ہے میرا قطعہ یہ ہے **قطعہ**
کیستم من کہ جاودان باشم * چون نظیری نماند و طالب مرد * در بگویند
در کدامین سال * مرد غالب بگو کہ غالب مرد * یہ مادہ تاریخ ازروی نجوم
نہین بلکہ ازروی کشف ہے انا للہ وانا الیہ راجعون **الضیا** پیر و مرشد فقیر ہمیشہ

آپ کی خدمتگذاری مین حاضر اور غیر حاضر رہا ہے جو حکم آپکا ہوتا ہی اوسکو بجا
لاتا ہون مگر معدوم کو موجود کرنا میری وسیع قدرت سی باہر ہی اس زمین مین
کہ جسکا اپنی قافیہ دردل لکھا ہی مینی کبہی غزل نہین لکہی خدا جانی مولوی درویش حسن
صاحب نے کسی سی اوس زمین کا شعر لیکر میرا کلام گمان کیا ہی ہرچند مینی خیال کیا اس
زمین مین میری کوئی غزل نہین دیوان ریختہ چہاپہ کا یہان کہین نہین ہے اپنی حافظہ پر اعتماد
نکر کر اوسکو بہی دیکہا وہ غزل نہ نکلی سینی اکثر ایسا ہوتا ہی کہ اورونکے غزل میری نام پر لوگ
پڑہ دیتی ہین چنانچہ انہین دنون ایک صاحب نے مجہے آگرہ سی لکہا کہ یہ غزل بہیجدیجیے جسکا مصرع
اسد اور لینی کی دہنی پڑی ہین ہمین سنکے کہا لا حول ولا قوۃ اگر یہ میرا کلام ہو تو مجہپر لعنت
اسیطرح زمانہ سابق مین ایک صاحب نے میری سامنے یہہ مطلع پڑہا شعر اسد اس جفا
پر بتون سی وفائی ہی میری شیر شاباش رحمت خدا کی مینی سنکر عرض کیا کہ صاحب جس بزرگ
کا یہہ مطلع ہی اوسپر بقول اوسکی رحمت خدا کی اور اگر میرا ہو تو مجہپر لعنت اسد اور شیر اور بت
اور خدا اور جفا اور وفا میری طرز گفتار نہین ہی بہلا ان دونون شعرونمین تو اسد کا
لفظ بہی ہی وہ شعر میرا کیونکر سمجہا گیا واللہ باللہ وہ شعر خدنگ نزنگ کے قافیہ کا میرا نہین ۱۲

ایضاً حضرت بہت دنونمین آپنی مجکو یاد کیا سال گذشتہ ان دنونمین رامپور تہا آج
سنہ ۱۸۶۶ء مین یہان آگیا ہون اب یہین ہون اور یہین مینی آپکا خط پایا آپنی سرنامہ پر
رامپور کا نام ناحق لکہا حق تعالی والی رامپور کو صد و سی سال سلامت رکہی اونکا عطیہ ماہ بماہ
مجکو پہنچتا ہی کرم گستری و استاد پروری کر رہی ہین میری رنج سفر اوٹہانیکے اور رامپور
جانیکے حاجت نہین خلیفہ حسین علی صاحب رامپور مین مجہسے ملی ہونگی مگر واللہ مجکو یاد نہین
نسیان اونکا مرض لاحق ہی حافظہ گویا نرہا شامہ ضعیف سامعہ باطل باصرہ مین نقصان نہین لیکن

البتہ حدت کچھہ کم ہوگئی ہے مصرع ہیری وصد عیب چنین گفتہ اند بہر حال چونکہ مین دلی مین
اور وہ رامپور گئے ہین تو البتہ وہ اپکی پیام جو اونکی زبانی کی محتول ہتی بدستور اونکی تحویلمین ہے
اور مجہہ تک نہ پہنچے یہہ شہر بہت غارت زدہ ہی نہ اشخاص باقی نہ امکنہ کتاب فروشون سی کہدونگا
اگر میری نظم ونثر کی رسالون مین سی کوئی رسالہ آجائیگا تو وہ مول لیکر خدمت مین بہیجدیا جائیگا
عدل ہی تو ہی سنگ وخشت ہ ایک دوست کی پاس بقیہ نہب وغارت کچھہ میرا کلام موجود
ہی اوس سے یہ غزل لکہوا کر بہیجدونگا ایضاً جناب قاضی صاحبکو بندگی پہنچی عنایت نامہ کی
ورود نے شادمان کیا مگر مبہمہ جو نگارش پذیر ہتی اوسنے حیران کیا ابہام کی توضیح اور اجمال
کی تفصیل کا مشتاق ہون امونکی باب مین جو کچھہ لکہا ہے کیون لکہا اہداکو وام کیا ضروری
حضور صاحب جبکہ بذات خود حادث ہو حضرت اپکی سال ہرجگہہ آم کم ہی اور جو کچھہ ہی وہ خشک و بی مزہ
ہے ام کہان سی ہو نہ جہاوٹ نہ برسات دریا پایاب ہوگئی کنوین سوکہہ گئی اثمار مین طراوت
کہان سی ہو جناب اسکا خیال نفرماوین اپنی کشف کو غلط کردونگا پرسکال آئندہ تک جو زندہ رہونگا
اپکی ہو سہی آم کہانونگا ایضاً جناب مولوی صاحب اپکی دونون خط پہنچے مین زندہ ہون لیکن نیم مردہ
اٹہہ پہر پڑا رہتا ہون اصل صاحب فراش ہین ہون ہس دلنی پانو پر ورم ہوگیا ہے کف پاسے
پاسی نوبت گذر کر پنڈلی تک اماس ہے جوتی مین پانو سماتا نہین بول وبراز کی واسطے اوٹہنا دشوار
یہہ سب باتین ایک طرف درد محل روح ہی ۱۲۷۷ ہجری مین میرا نہ مرنا صرف میری تکذیب کے
واسطے تہا مگر اس تین برس مین ہر روز مرگ نو کا مزا چکہتا رہا ہون حیران ہون کہ کوئی صورت
زیست کی نہین پہر مین کیون جیتا ہون روح میری اب جسم مین اسطرح گہبراتی ہی جسطرح
طایر قفس مین کوئی شغل کوئی اختلاط کوئی جلسہ کوئی مجمع پسند نہین کتاب سی نفرت شعر سے
نفرت جسم سے نفرت روح سی نفرت یہ جو کچھہ لکہا ہی بی مبالغہ اور بیان واقع شعر مصرع

خرم اسم در گریں منزل ویران بروم ۔ ایسی مخمصہ مین اگر تحریر جواب مین قاصر رہون
تو معاف ہون الیضاً قبلہ مجھے کیون شرمندہ کیا مین اس ثنا اور دعا کی قابل نہین مگر آپ جوانون
کا شیوہ ہی بزرگون کو اچھا کہنا اس مدح گستری کی عوض مین آداب بجالاتا ہون الیضاً
جناب قاضی صاحب کو میری بندگی پہنچی مکرمی مولوی غلام غوث خان صاحب بہادر میر
منشی کا قول سچ ہے اب مین تندرست ہون ہوڑا پہنسے کہین نہین مگر ضعف کی وہ
شدت ہی کہ خدا کی پناہ ضعف کیونکر نہو برسدن صاحب فراش رہا ہون ستر
برس کی عمر جتنا خون بدن مین تہا بالی مبالغہ آدہا اوسمین سی پیپ ہوکر نکل گیا سن
کہان جواب پہر تولید دم عالم ہو بہر حال زندہ ہون اور ناتوان اور آپکی پرسشہای
دوستانہ کا ممنون احسان والسلام مع الاکرام ۱۲ الیضاً جناب مخدوم مکرم کو میری
بندگی تفقد نامہ مرقومہ ۱۲ ستمبر مین نی پایا حضرت کی سلامت حال پر خدا کا شکر بجا
لایا کوئی محکمہ تخفیف مین آئی کوئی کالونشلالٹ جاتی آپکا عہدہ آپکو مبارک آپکا دولت
خانہ سلامت ہان وہ جو آپنی ابن الحال کا اس محکمہ مین وکیل ہونی کا آپکو کہٹکا ہی البتہ
بجا ہی جب آپ ظاہر کر چکی ہین تو اب اوسکا اندیشہ کیا ہی حاکم سمجہہ لے گا وہ وکیل ہین
محکمہ منصفی مین نہ رہینگے محکمہ صدر امین و سشن جج مین کام کرینگے مین نہ تندرست ہون
نہ رنجور ہون زندہ بدستور ہون دیکہیی کب بلاتی ہین اور جب تک جیتا ہون اور کیا دکہاتی
ہین والسلام بالوف الاحترام الیضاً جناب قاضی صاحب کو سلام اور قصیدہ کی بندگی
اگر مجہی قوت ناطقہ پر تصرف باقی رہا ہوتا تو قصیدہ کے تعریف مین ایک قطعہ اور
حضرت کی مدح مین ایک قصیدہ لکہنا بات یہ ہے کہ جو مین شایستہ مدح ہین ہے
مین اب رنجور نہین تندرست ہون مگر لوٹ رہا ہون جو کچہہ طاقت باقی ہے وہ اس

اشتہا مین زایل ہوگئی اب ایک جسم بیروح متحرک ہون بلکی مردہ شخصم مردہ ہی دان ۱۲
مہینے یعنی رجب ۱۲۸۳ سے تہتر وان برس شروع اور اسقام و آلام کا آغاز ہی لا موجود
الا اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ ایضا قبلہ ایک سو بیس آم پہنچے خدا حضرت کو سلامت
رکہی دس قلمین اور چہٹانک بہر سیاہی کہار کی حوالہ کر دی ہی خدا کری بحفاظت
آپکی پاس پہنچی مین مریض نہین ہون بوڑہا ہون اور ناتوان گویا نیمجان رہ گیا ہون
ایک کم تہتر برس دنیا مین رہا کوئی کام دین کا نہین کیا افسوس ہزار افسوس ۱۲
ایضا جناب عالی وہ غزل جو کہار لایا تہا وہان پہنچی جہان اب مین جانیوالا ہون
یعنی عدم مدعا یہ کہ گم ہوگئی ۱۲ ایضا پیر و مرشد نواب صاحب کا وظیفہ خوار گویا اس در کا
فقیر تکیہ دار ہون مسند نشینی کی تہنیت کیواسطے رام پور آیا مین کہان اور بریلی کہان
۱۲ اکتوبر کو یہان پہنچا بشرط حیات آخر دسمبر تک دہلی جاؤنگا نمایش گاہ بریلی کے
سیر کہان اور مین کہان خود اس نمایش گاہ کی سیر مین جسکو دنیا کہتے ہین دل
بہر گیا اب عالم بیرنگی کا مشتاق ہون لا الہ الا اللہ لا موجود الا اللہ لا موثر فی الوجود
الا اللہ ۱۲ مولوی عزیز الدین کی نام صاحب کیسی صاحبزادون کی سی باتین
کرتی ہو دلی کو ویسا ہی آباد جانتی ہو جیسے آگی تہی قاسم جان کی گلی میر خیراتی کے
پہاٹک سی فتح اللہ بیگ خان کی پہاٹک تک بیچراغ ہی ہان اگر آباد ہی ہی تو یہ ہے
کہ غلام حسین خان کی حویلی اسپتال ہی اور ضیاء الدین خانکی گہر مین ڈاکٹر صاحب
رہتے ہین اور کالی صاحب کے مکانون مین ایک اور صاحب عالیشان انگلستان تشریف رکہتے ہین
ضیاء الدین خان اور انکی بہائی مع قبایل و عشایر لوہارو مین لال کنوی کی محلہ مین
خاک اڑتی ہی آدمی کا نام نہین تمہاری مکان مین جو چہوٹی بیگم رہتی تہی اوسکی ملبی پر [illegible] لگ گئے

دکان پر سے اشتہار کو بیجا بکلم لاہور گئی ہوئی ہی لکہتے دکان مین کہی لوٹتی ہین مولوی
صدر الدینصاحب لاہور مین ایزد بخش تراب علی ان لوگون سی میری ملاقات نہین مین نے آپ گہر کے
حکیم حسن اللہ خان او میان غلام نجف اور بہادر بیگ اور نبی بخش خان ساکن دریبہ اونکی مہر
ہوگئین محض اونکی پاس بہیجا ہون خطا ز روی احتیاط بیرنگ بہیجا ہی پوست پیڈ خط اکثر
تلف ہو جاتے ہین چنانچہ قاضی عبد الجمیل صاحب کا خط جسکا آپنی ذکر لکہا ہی ہمین ہوٹ جانے
اگر مین نے دیکہا ہو آپ وتسی میر اسلام نیاز کہئی او خط پہنچنے کی خبر بہیجا ہی مفتی سید محمد
عباس کی نام قبلہ حضرت کا تو ارشنامہ آیا مین نی اوسکو حرز بازو بنایا آپکی تحسین میری
واسطے سرمایہ عز و افتخار ہی فقیر امید وار ہی کہ یہ دفتر بیمعنی نہ سرسری بلکہ سراسر دیکہا جاوی
نہ پیش نظر دہرا رہی بلکہ اکثر دیکہا جاوی مینی جو نسخہ وہان بہجوایا ہی گویا کسوٹی پر سونا چڑہایا ہی
نہ ہٹ دہرم ہون نہ مجہی اپنی بات کا پچ ہی دیباچہ و خاتمہ مین جو کچہ لکہہ آیا ہون سب سچ ہی کلام
کی حقیقت کی داد جدا چاہتا ہون طرز عبارت کی داد جدا چاہتا ہون گذارش لطافت
سی خالی ہو گی گذارش لطافت سی خالی ہو گی علم و ہنر سی عاری ہون لیکن بچپن سی مجو
سخن گذاری ہون مبدء فیاض کا مجہہ پر احسان عظیم ہی ماخذ میرا صحیح اور طبع میری سلیم ہی فارسی
کی ساتہہ ایک مناسبت ازلی و سرمدی لایا ہون مطابق اہل پارس کی منطق کا بہی مزہ ابدی لایا ہون
مناسبت خداداد تربیت استاد حسن و قبح ترکیب پہچاننی لگا فارسی کی غوامض جاننی لگا اب
اپنی تکمیل کے تلامذہ کے تہذیب کا خیال آیا قاطع برہان کا لکہنا کیا ہی گویا سی گرہی مین او بال آیا
لکہنا کیا تہا کہ سہام ملامت کا ہدف ہوا ہی آیتہ نناٹ یہ معارض اکابر سلف ہوا ایک صاحب فرماتی
ہین کہ قاطع برہان یہ ترکیب غلط ہی عرض کرتا ہون کہ حضرت بان قاطع و قاطع برہان ایک نمط
ہی برہان قاطع نی کیا لئیہ ہنیو ہین سکہ قطع کیا ہی جو آپنی اوسکو قاطع لقب دیا ہی برہان

جبتک عنبر کی کیسی باتونکو قطع نکرینگی کیونکر برہان قاطع نام پاوینگی برہان قاطع کی صحت میں
جتنی تقریر کیجی گا وہ قاطع برہان کی صحت کی ہونگی کام آئینگی قطعہ تاریخ کا کیا کہنا گویا یہ کتاب معشوق
اور یہ قطعہ اوسکا گہنا ہی جناب نواب صاحب کا نیازمند اور بندہ فرمان پذیر ہوں بعد عرض سلام
شعرا کی پسند پر انکا شکر گذار ہوں آپکی علم و فضل و فہم و ادراک کے جو تعریف کیجائی وہ حق ہی لیکن میری
شعر کی تعریف صرف خریداری کی کان بے رونق ہی **خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر**
کی نام قبلہ آپکا خط پہلا آیا اور میں اوسکا جواب لکہنا بہول گیا کل دوسرا خط آیا مگر شام کو
اوسوقت پڑہ لیا آدمیکی حوالہ کیا اوسنی آج صبحدم مجکو دیا میں جواب لکہہ رہا ہوں بعد اختتام تحریر
بعنوان کرکی ڈاک میں بہجوا دونگا والی رامپور کو خدا سلامت رکہی اپریل مئی ان دونون مہینونکا روپیہ
موافق دستور قدیم آیا جون ماہ گذشتہ کا روپیہ خدا چاہی تو آجائی آج جمعہ ۲۳ جولائی ہی معمول یہ کہ
دسوین بارہوین کو رئیس کا خط معہ ہنڈوی آیا کرتا ہی میں نی قصیدہ تہنیت جلوس بہیجا اوسکا
جواب آگیا اب میں نظم و نثر کا مسودہ نہیں رکہتا دل اس فن سی نفور ہی دو ایک دوستون کے
پاس اوسکی نقل ہی انکو اوسوقت کہلا بہیجا ہی اگر آج وہ آگیا کل اور اگر کل آیا پرسوں بہیجدونگا
بہائی امین الدین خانصاحب کے اصرار سی خسرو کی غزل پر ایک غزل لکہی ہی علاء الدین خان نی
اوسکی نقل اونکو بہیجدی میں دیوان پر نہیں چڑہاتا مسودہ بہیجتا ہوں تقدیم و تاخیر بندشونکی مطابق
ملحوظ ہی گرمی کی شدت سی جو اس سجا نہیں معہذا امراض جسمانی و آلام روحانی **قصیدہ**

تجلی کہ ز موسی ربود ہوش بطور	بہ شکل کلب علی خان دگر نمود ظہور
خجستہ سرور سلطان شکوہ رانازم	کہ رشک بر کلہ اش دارد افسر فغفور
ہوای لطف دہی از جہان خور بہ دہر شور	نگاہ قہر دہی از روے مہ رباید نور
دم نگارش وصف کلام شیرینش	چو خیل مور دود بر ورق حروف سطور

قفای تیر نگهش شاهراه قهر و غضب — بساط بزم نگهش کارگاه سوز و سرور

بخوان شرع ببین هم نواله شبلی — به بزم عشق ببین هم پیاله منصور

ز روی رابطه حسن ماهتاب جمال — بحسب ضابطه جاه آفتاب ظهور

بحکم مرتبه او حاکم و فلک محکوم — ز راه قاعده شرع آمرست او مامور

چو آب سیل روانی که ایستد بمغاک — بود همیشه به خمخانه وی شراب طهور

زهی وزیر فرخی بهشتی یار دانادل — تو شاه کشور حسن و خرد ترا دستور

بنای منظر جاه و ترا زحل معمار — ثوابت گره چرخ هشتمی مزدور

ثنا گر تو سکندر به بارگاه جلال — قفا خور تو ارسطو به درسگاه شعور

ق

سرای بزم نشاط تو شمع چون ریزند — به بیضه گاو لگار آورند وی کافور

ز فیض نسبت خلق تو عنبر سارا — بجای موم برآید ز خانه زنبور

ق

بدین خرام و بدین قامت و بدین رفتار — ز بهر فاتحه آید اگر روی قبور

جهان جانی و جان جهان عجب نبود — که از درود تو هر مرده قصد اندر گور

به پیشگاه تو زانو همی زند انصاف — که ای به حلم و کرم در جهانیان مشهور

در انتقام کشی شیوه کرم بگذار — برآر کام دل بدسگال از ساطور

تویی بفضل فزاینده عروج علوم — تویی بعلم گشاینده عقود صدور

صریر خامه من بین که می رباید دل — چنانکه از لب داود استماع زبور

سواد صفحه من بین و تابش معنی — عیان چو شمع فروزنده در شب دیجور

امیر زنده دل آن والی ولایت نظم — به گنج خانه گنجه نظامیش گنجور

غروب مهر و طلوع مه دو هفته بود — رسیدن تو بدین اوج بعد آن مغفور

چو او به زیر زمین رفت وان ولایت یافت
تو باش والی روی زمین به فرّ ظهور

به انجمن نرسیدم ز ناتوانائی
ولی به عرض ثنا و دعا هستم معذور

به خاک پای تو گر دستگاه داشتمی
نبودمی به غم دوری در تو صبور

من آن کسم که ز افراط ورزش اخلاص
به غیبت است مرا دعوی دوام حضور

تو در حسیم دلی و من سقیم دوری به
مباد رنجه شوی از نظارهٔ رنجور

گهی به دست تهی نیز کیسه دلاک
وگهی به لبیه لبی شکر زده بود مور

گهی ز باد گرم از شما بلا تشنه
ز گرد کار بود در روز و شب بنده قصور

نظر به خنگی دبیری و تهی دستی
قبول کردن تسلیم من خوش است از دور

شعار غالب آزاده جز دعا نبود
که باد سعی دعاگوی در دعا مشکور

به دهر تا بود آئین که در نوا آرند
رباب و بربط و قانون و نی به محفل سور

به بزم عیش تو ناهید باد زمزمه سنج
نسیم عطر فروش از شمیم طرهٔ حور

محب ز لطف تو بالنده چون نوا از ساز
عدو ز بیم تو نالنده چون خم طنبور

غزل

هم انا الله خوان درختی کانگفتار آورد
هم انا الحق گوی مردی کاسرار آورد

ابلهه پنداری که ناچار است گردون در روش
نیست ناچار آن که گردون را به رفتار آورد

نکته دارم و با یاران نمیگویم فاش
طالب دیدار باید تاب دیدار آورد

آن کند قطع بیابان این نشگافد مغز کوه
عشق هر یک را به طرزی خاص در کار آورد

جذب شوق قیس بین که در هنگام گریستن زد
در قفای خویشتن محمل به رفتار آورد

دانه ها چون برد از تسبیح تاری نبض سست
این شعبده دهر گاه از سبحه زنار آورد

آه ما را بین که ناورد از دل نخچیر خیز — باد را نازم که ابر از سوی کهسار آورد

نزد ما حیف است کو نزد زلیخا سیل باش — جذبه کز چاه یوسف را به بازار آورد

هر اناری را که افشاریم از وی خون چکد — هر نهالی را که بنشانیم دل بار آورد

نیست چون در منطقش جز ذکر شاهد حرف و صوت — شاهدی باید که غالب را بگفتار آورد

ایضاً قبلہ آپ بی تکلفی صاحب کرامت ہین کم و بیش ایکہفتہ گذرا ہوگا کہ ایک امر جلد مقتضی اسکا ہوا کہ آپکو اوسکی اطلاع دون خانہ کاہی خراب آج لکھون کل لکھون اب کون لکھی کل صبحکو لکھونگا صبح ہو گئی غالب اسوقت نلکہہ سکا پہرکو لکھیو آج دوشنبہ ۲۳ جولائی کی بارہ بجی دوپہر ہرکارہ نے آپکا خط دیا پلنگ پر پڑی پڑی خط پڑہا اور اسیطرح جواب لکھا اگرچہ ڈاک کا وقت نرہا تہا مگر بہیجدیا کل روانہ ہو رہیگا آپکو معلوم رہی کہ منشی حبیب اللہ ذکا اور نواب مصطفے خان حسرتی نے کبھی اردو خط نہین لکھا ہان ذکا کو غزل اصلاحی کی ہر شعر کی تحت مین منشاء اصلاح لکہی دی جاتی ہی نواب صاحب کو یون لکھا جاتا ہی کہار آیا خط لایا آم پہنچی کچہہ باتین کچہہ کہانی بچونکو دعا بچونکی بندگی مولوی الطاف حسین صاحب کو سلام یہہ تحریر اس ہفتی مین گئی ہی غرض فکر عامیانہ لکھنا اختیار کیا ہی اب یہہ عبارت جو تمکو لکھ رہا ہون یہ لایق شمول مجموعہ نثر اردو کہان ہی یقین جانتا ہون کہ ایسی نثرونکو آپ خود نہ درج کرینگے کتاب کے باب مین سرمد کی رباعی کا شعر اخیر لکہدینا کافی ہی شعر عالم ہمہ مرات جمال ازلی ست میباید دید و دم نمی باید زد بوستان خیال کا ترجمہ موسوم بحدائق الانظار معرض [illegible] مین ہی اگر آپ یا آپکا کوئی دوست خریدار ہو تو جتنی مجلد فرمائی اوسقدر بہجوادون چہہ روپیہ مع محصول ڈاک قیمت ہی اسی مطبع مین جسمین حدائق الانظار کا انطباع ہوا ہی اخبار بہی چہاپا جاتا ہی ایکی ہفتہ کا دو ورقہ بہیجدونگا بشرط پسند آپ توقیع خریداری لکہہ بہیجی گا جناب مسیس صاحب بہادر افسر ملکی [illegible] عرضی

شمالی کا باوجود عدم تعارف خط بھجوایا تھا اردو زبان کی ظہور کا حال پوچھا تھا اوسکا جواب
لکھہ بھیجا نظم و نثر اردو طلب کی تہی مجموعہ نظم بسجد باشری باب مین تمہارا نام نہین لکھا مگر یہ
لکھا کہ مطبع الہ آباد مین وہ مجموعہ چھاپا جاتا ہی بعد انطباع وحصول اطلاع وہان سے منگاکر
بھیجدونگا زیادہ حد ادب نامہ جواب طالب الضیا بندہ گناہگار شرمسار عرض کرتا ہون کہ پرسون غازی آباد
کا اوٹھا ہوا گیارہ بجی اپنی گھر پر مثل بلائی ناگہانی نازل ہوا ہون شعر باید کہ کنم ہزار نفرین بر خویش
اما بزبان جادۂ راہ وطن از خواجہ صاحب کی رحلت کا اندوہ بقدر قرب و قرابت آپکو اور باندازہ
مہر و محبت مجکو وہ مغفور میرا قدردان اور مجھپر مہربان تہا حق تعالیٰ اوسکو اعلیٰ علیین مین [illegible]
دوام قیام دہلی ایام پورہی مین تہا کہ اودھ اخبار مین حضرت کی غزل نظر فروز ہوئی کیا کہنا ہی
ابداع اسکو کہتی ہین جدت طرز اسکا نام ہی جو ڈہنگ تازہ نوایان ایران کی خیال مین نگذرا تہا
وہ تم بروی کار لائی خدا تمکو سلامت رکھی اور میری اور دکھنی جامع برہان قاطع کی جہگڑی مین
بخلاف اور فارسی الونکی توفیق انصاف عطا کری اب خط کا جواب جلد بھیجو تا یہ طریقہ مسلسل ہو جاے غزل

چشم که باز شد ز خواب فتنه ازو بیدار سوست
پرده ز رخ که برگشاد مهر ز شرم زرد روست

رخت خرد بآب رفت عارض شرمگین که شست
غرقهٔ آب حیرتست آئینه با که روبروست

جامه که کرد زیب تن صبح دریده پیرهن
بند قبا که بسته است نکهت گل به بند اوست

غازه برخ که برکشید رنگ بروی گل شکست
ابروی کیست وسمه تاب گردن خلق تیغ جوست

دست که در حنا گرفت لاله تر بخون نشست
چشم که مست سرمه گشت ناطقه سرمه در گلوست

جام صبوحی که زد و شیشه بسجده میرود
می ز لب که کام یافت خوش نشاط در سبوست

چهره برمی که برفروخت نشاط شوق شد بلند
زلف که بوی برفشاند موج نسیم مشکبوست

تیغ نگهه که آب داد کشته دگار سینه ها
نوک مژه که تیز کرد دامن زخم بی رفوست

غنچہ زخندہ لب بہ لب تنگ تبسم کہ دید — در گہر آبرو نماند لعل کہ گرم گفتگوست

حرف گلا کہ برنگست شیشہ دل شکستہ شد — قامت خود کہ راست کرد نخل مراد در موست

موی کمر کہ تاب داد رشتہ جان زغم سیخت — دامن ناز را کہ ہشت خاک زمین تا بروست

بر سر زمین کہ بر نشست رختہ ز کف عنان صبر — سوی چمن کہ میرود باد صبا برفت ورو

بخت کجاست بہر تا بر کاب او دوم — بر سر رہ نشستہ ام بہر نگاہم آرزوست

ایضاً قبلہ پیری صد عیب اتوین دہائی کی مہینی گن رہا ہون قولنج اگی دوری پہلا اب دائمی
ہوگیا ہی ہمینا بہر مین پانچ سات بار فضول مجتمعہ دفع ہوجاتی ہین اور بہی فشا حیات
ہی غذا کم ہوتی ہو تی اگر مقصود نکلہو تو منزلہ مقصود کہو پہر گرمی نی مار ڈالا ایک حرارت
غریبہ جگر مین پاتا ہون جسکی شدت سی پینا جاتا ہون اگرچہ جرعہ جرعہ پیتا ہون مگر صبح
سی سوتی وقت تک نہین جانتا کہ کتنا پانی پی جاتا ہون ۱۲ میری ایک رشتہ کی بہتیجی
نی بوستان خیال کا اردو مین ترجمہ کیا ہی مین نی اوسکا دیباچہ لکہا ہی ایک دو ورقہ
اوسکا نہ بصورت پارسل بلکہ بہت خط بہیجتا ہون آپکا مقصود دیباچہ ہی سو نقل
کر لیجی میرا مدعا اس دو ورقہ کی ارسال سی یہہ ہی کہ اگر آپ کی پسند آئی یا اور اشخاص
خرید کرنا چاہین تو چہ روپیہ قیمت اور محصول ذمہ خریدار ہی ۱۲ **ایضاً** اس خط کا جواب جو مکتوب الیہ
نی لکہا وہ بہی میری ہاتہ آگیا تہا ناظرین کی خط کیلئی یہان لکہی دیتا ہون ۱ حضرت آج
علے الصباح مین گہر کہیو کے میدان مین خیمہ کے اندر اکیلا بیٹہا تہا چلمنین جو چارون طرف کہلی درونکی
چہٹین تہین صاف قفس شیشے کی صورت تہی ہر سمت کو دیکہتا تہا اور تنہائی سی گہبرا گہبرا کر یہ مصرع پڑہتا
تہا ہی تنہائی اور کنج قفس ۱۲ دفعتاً شور ہوا کا غل ہوا حیرت مین آیا کہ کسکے سواری آتی ہی دیکہا تو
دیکہا کہ شوق اور تمنا اور محبت ان سارے حشم و خدم کا آگی آگی اہتمام ہی اور پیچہی اونکی حضرت

توسن ہمت کو کداتی ہیندالی چلی آتی ہین پہر تاب کسی ہہی بی اختیار دوڑا خیمہ سی باہر آیا
جہک کر ادابجالا بار کاب تہام کر گہوڑی سی اوتار اقدم لئی خیمی مین لیگیا مسند پر بیٹہایا صدقی
مین اپنی کو اوتارا دوڑا نو ادب سی سامنی بیٹہا ہاتہہ باندہ کر مزاج مقدس پوچہا جواب ملا
علالت کی کیفیت ضعف کی شکایت سنی جی کر الضیب دشمنان کہہ کر دعا دی کہ پروردگار ہمیشہ
صحیح وسلامت رکہی حضرت کی عمر اتنی بڑہای کہ خضر کو رشک آئی ادہر اودہر کا مذکور رہا ارشاد
ہوا کہ مین نی دہلی پہنچکر تجہی ایک خط بہیجا تہا عرض کیا کہ اوسکی ورود سی مشرف ہوا تہا جواب
لکہنی مین رامپور والی عریضہ کی رسید کی راہ دیکہتا تہا اسمین اوس سوال کا ذکر آیا جو اوس
عریضہ مین ایک شعر کی نسبت لکہا تہا حضرت نی فرمایا اوسی کو دیکہہ ہا تہا کہ خاص اسی
لکیا اور حاجت ہوا یہ سنکر مین نی منہہ بناکر کہا اوسوقت مین نہو اور نہ حجام کی خوب حجامت
کرتا کہ اوسکی مزاج کیا حضرت نی متبسم کرکی فرمایا اوس بچاری پر کیون خفا ہوتی ہو مین
اب جاتا ہون اور تیری عریضہ کو دیکہکر سوال کا جواب لکہتا ہون یہہ کہکر حضرت تشریف
لیگئی جب تک سواری نظر آیا کی مین دروازی پر کہڑا حسرت سی تکا ہو نہی دیکہا کیا پہر غمگین خیمی
مین آکر بیٹہا اور یہ اشعار کسی جو برمحل یاد آگئی اونہین کو پڑہ رہا ہون **اشعار** این لشت
کہ از راہ وفا آمدہ رفتی ⁂ شد راہ غلط ورنہ چرا آمدہ رفتی ⁂ چندان نہ نشستی کہ شود غنچہ دل
وا چون بوی گل و باد صبا آمدہ رفتی ⁂ چون عمر کہ ہرگہہ بسر آید برود زود ⁂ خوبرسر
این بی سروپا آمدہ رفتی ⁂ **الضا** خریداری الضا مولانا بندگی آج صبح کیوقت شوق
دیدار مین بی اختیار نہ ریل نہ ڈاک توسن ہمت پر سوار چل دیا ہون جاتا ہون کہ تم
تک پہنچ جاونگا مگر یہ نہین جانتا کہ کہان پہنچونگا اور کب پہنچونگا اتنا سمجہو ہون کہ جبتک
تم اطلاع بندگی مین نہ جاونگا کہ کہان پہونچا اور کب پہونچا اوکا پہلا خط رامپور سی دلی آیا مین

راہ میں تہا پہر دلی سی خط رامپور بہیجا ہیں دنون بہی بہیجا خط دلی روانہ ہوا اب کئی
دن ہوی کہ میں نی ڈاک سی پایا اوس حال میں کہ میں بیمار تہا اسہال جاری تہی ایک شدت
عبادت کا مہینہ وہ سوچ کا تہا میں پڑی چہٹی ہوی تہی میں بار بہیجا آج نیر اعظم کی صورت نظر آئی دیکہتی
بیٹہا ہون خط لکہتا ہون حیران ہون کہ کیا لکہون خط کی مضامین اندوہ فراق دلکو مضمحل کر دیتا
جاتا تہا کہ خواجہ صاحب مغفور سے کہ آپ کی ان دنون میں انتقال کیا اور تمہاری معاملات مہر دار الخلیفہ کی مبارک
تحریر سی اب معلوم ہوی میری دل میں نہ تہی ایسی محبت کا فراق اور پہر تقید دوام کیون کر
جا لگا اہو حق تعالی اونکو بخشی اور تمکو صبر دی حضرت میں تو اب چراغ سحری ہون رجب
جمادی کی اٹہوین تاریخ سی اکہترواں سال شروع ہو گیا طاقت سلب حواس مفقود امراض
مستولی بقول نظامی ہوی گی مردہ شخصم مرد رو دوان آج میں اور بہی باتین کرتا مگر میرا حجام
تراشس آگیا مہینا بہر سی حجامت نہیں بنوائی خط لپیٹ کر ڈاک میں بہیجتا ہون اور خط سنوا تا
ہون مولوی عبدالرزاق شاکر کی نام قبلہ اوس عنایت نامہ کا جو ۹ مارچ کا لکہا
میں پایا ہی آج پہلی اپریل کو جواب لکہتا ہون گویا نماز صبح قضا پڑہتا ہون جناب نواب لو
غلام غوث خان بہادر میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب و شمال کا کیا کہنا ہے حسن سیرت
وہ جو بعد ریاضت شاقہ اور بعد تحصیل فضایل اربعہ یعنی عدالت و حکمت حاصل ہوتا ہے
اس مرد آزاد دل بیدار مغز کو فطرت وہبی ہی حسن صورت وہ کہ جو دیکہی پہلی نظر میں حسن خلق لطف
طبع اوسکو نظر آئی فقیر ہمیشہ مورد اعتراضات رہا ہی لیکن اکثر ایسا ہوا ہی کہ بعد دو چار دنکی
معترض صاحب کا خط آیا ہی لغت و ترکیب معترض فیہ کی سند کی اشعار حضرت فی اوس خط
میں درج کئی ہیں الحمد للہ جو کلکتہ میں شور و شر اوٹہا تہا میرا شعر ... ہوی از تماشا
ہمہ عالم بیٹہیم ہم جو ہوی کہ تبان از میان بر خیزد ہمہ خستہ جراحت ہای اعتراض ہوا ہی

اعتراض یہ ہے کہ عالم مفرد ہے اسکا ربط ہم کے ساتھ بسبب اچھا تھا قبل ممنوع سے قصداً
دو شنبہ میں شاہزادہ مرزا قدر کا سفیر گورنمنٹ میں آیا تھا کفایت خان اوسکا نام
تھا اوس تک یہ قصہ پہونچا اوسی ہنگامہ کی اشعار یہاں سایں اسی پڑی جنمیں ہمہ عالم
ہمہ سو مہرو ہمہ جا عز توم تھا اور مدہ اشعار قاطع برہان میں مندرج ہیں تا صاحب قاطع برہان
ہیں اور مطالب پُر ثبات ہیں اور ایک دیباچہ دوسرا لکھا ہی اور درفش کاویانی اوسکا نام رکھا
اور درفش چھپوایا ایک مجلد اوسکا آج اس خط کے ساتھ ڈاک میں بھیجتا ہوں بعد پہنچنے کے اوسکو
دیکھیےگا اور غور سے دیکھیےگا اور اکثر وقت فرصت پیش نظر رکھیےگا اور جسدن پہنچے اوسدن
یا اوسکے دوسرے دن رسید لکھیےگا اور اگر اوس صاحب اوسکی طالب اور خریدار ہوں تو مجھکو
لکھیےگا دس پانچ دو چار جلد بھیجونگا یہ نسخہ میری طرف سے انکی نذر ہی غزل پھر بھیجونگا ۱۲

خاتمہ مرزا حاتم علی مہر کی مثنوی کی تقریظ اللہ اللہ نطق کو آفریدگار نے کیا
اور کیا سرمایہ دیا ہی کہ امور دینی میں سے کسی امر کا شہود اور مصالح دنیوی میں سے کسی مصلحت کا
وجود بلکہ اگر مثل اسم اعظم فرض کیجیے تو اوسکی بہی نمود جب تک اس لطیفہ غیبی کا مشمول نہو عالم
امکان میں ممکن نہیں مسایل حکیمانہ کی ہستی براہین عدیمانہ کی مستی درد و درمان کی رد و کد
کا اظہار افسانہ و افسون کی مقاصد کا مدار شکر و شکایت کا عنوان نفرین و آفرین کا بیان
قبول کی حکایت فتح و شکست کی روایت صرف و نحو کی رازدانی نثر و نظم کے گل فشانی جو
کچھہ اگلون نے کہا ہی جو کچھہ اب کوئی کہہ رہا ہے جو آگے کہینگے اور قیامت تک کہتے رہینگے
جو کچھہ متعلق نیک و بد دونوں سے ہی سب البتہ نطق و سخن سے ہی اب سمجھیے کہ سخن از روے
تمثیل کیا ہی چشمہ ہی ندی ہی سیل ہے دریا ہی کیسی روانی کس زور کا پانی اسکا چڑھاو اسکی
رفتار شور ہی کسکا اختیار جدہر منہہ کیا ادہر ایک نالہ بہا دیا دریا کی لہر کیا گھوڑے کی باگ

کہ کسی کی ہاتھ مین ہو وہان اہل حرز کو اوٹھا لینا چاہی جو لطف جس بات مین ہو یہہ مثنوی
کہ مجموعہ دانش و آگہی ہی اگرچہ اسکو سفینہ کہہ سکتی ہین لیکن فی الحقیقت ایک نہر ہی کہ سحر
سی ادہر کو بہی ہی سخن ایک معشوقہ پری پیکر ہی تقطیع شعر اوسکا لباس اور مضامین
اوسکا زیور ہی دیدہ وردن کی شاہد سخن کو اس لباس اور اس زیور مین روکش ماہ تمام
پایا ہی اسی واسطی اس مثنوی کی شعاع مہر نام پایا ہی ہمین یہہ نہ سمجہنا کہ یہان مہر سی مراد
آفتاب ہی یہ شعاع اوس مہر کی ہی کہ جو ذرہ خاک راہ بوتراب ہی سچ تو یون ہی کہ سخنور
روشن ضمیر مہر چہر منیر را حاتم علی مہر کو سخن طرازی مین ید بیضا ہی اور از روی انصاف
اس طرح سی کہ نہ ادہر سی لاف نہ ادہر سی گزاف سچ سچ صاف صاف یہہ مہر انہی کا نام
مہر سپہر کا سمجہنا اور ہم اہی سب جانتی ہین کہ غالب کا شیوہ درویشی و آزادہ روی ہی نہ مہر
کی حسن گفتار اور میری صدق اظہار پہ برہان قاطع یہہ مثنوی ہی مین فن تاریخ و معمے سے
بیگانہ ہون صرف حسن خداداد معنی کا دیوانہ ہون مثنوی کی طرز تحریر دلپذیر ہوئی
اس واسطی یہہ تقریظ دلپذیر تحریر ہوئی چاہیے یون کہ کوئی کاتب کسی وقت مین اس تقریظ
کو مثنوی سی جدا کری نہان گنجایش اسکی ہی کہ کسی زمانہ مین سہو و غفلت سی یہہ امر واقع
ہو یہان ہم کہتی ہین کہ خدا نکری **گلزار سرور تصنیف مرزا رجب علی بیگ
سرور کی تقریظ** سبحان اللہ خدا کی کیا نظر فروز صنعتین ہین تعالی اللہ کیا حیرت
اور قدرتین ہین یہ جو حدیقۃ العشاق فارسی زبان سی اردو عبارت مین نگارش پاتا ہی
بعینہ ارم کا زمین دنیا سی اوٹھہ کر بہارستان قدس کا ایک باغ بن جاتا ہی وہان حضرت
رضوان کی نخلبند و آبیار ہوی یہان مرزا رجب علی بیگ سرور حدیقۃ العشاق کے
صحیفہ نگار ہوی کس سی کہون کہ اس بزرگوار کا اردو کی نثر مین کیا پایہ ہی اور اس

سحر بیان کا کلام شاہد معنی کی واسطے کیسا گران بہا پیرایہ ہی نظم رزم کی داستان
گو سننی ہی زبان ایک تیغ جوہر دار ہی بزم کا التزام گر کیجئے تو ہی قلم ایک ابر گوہر بار
تیجو دعوی تہا کہ انداز بیان کی خوبی مین فسانہ عجائب یکتائی کو مٹا یا وہ یہ تحریر دیکھا
کیا ہوا کہ ایک طرح اور ایک تماش کی ہین یہ دونون دلفریب نقش ایکہی نقاش کی ہین تا کہ ایک
نقش دوسری کا ثانی ہی یہ تو ہم کہہ سکتی ہین کہ النقاش لا ثانی ہی مانی نقاش بمعنی صورتین
بنا کر دعوی ہمسری کا کری کیا عقل کی کمی ہی یہ بندہ خدا معنی کی تصویر کہنچکر دعوی خدائی
نکری کس حوصلہ کا آدمی ہی سچ تو یون ہی کہ جناب مہاراجہ صاحب والا مناقب عالیشان مہاراج
الیشری پرشاد ناراین سنگہ بہادر جسبا عکی آرایش کی کارفرما ہون اوسپر اوس گڈہ یہہ کہ حشم
بد دور مرزا سرور چمن آرا ہون پہر وہ باغ کیسا ہوگا بہشت ہوگا تو اور کیا ہوگا کوئی کہی کہ
یہ درویش گوشہ نشین فضول سیکھی کیون ہی بی دیکہی بہالی حضور کا ثنا گستر کیون ہی
صاحبو حاتم سی ہمنی کیا دولت پائی ہی کہ اوسکی سخاوت کی ثنا کرتی ہین رستم سی کہان
شکست کہائی ہی جو اوسکی شجاعت کا ذکر کیا کرتی ہین معہذا جناب بابو صاحب جمیل المناقب
عمیم الاحسان بابو پرسدہ نراین بہادر کا مورد عنایت رہا ہون جن دنون وہ دلی تشریف
لائی ہین اکثر شریک صحبت رہا ہون جب ناشناسائی و بیگانگی درمیان نہوا اونکا نیاز مند کیونکر
ثنا خوان نہو نہین نہین میرا کیا مونہہ ہی ثنا خوانی کا مین تو عاشق ہون اونکی غریب پرور
و سخندانی کا واقعی حضور نی قدردانی کی ہی سرور نی گہرفشانی کی ہی حضور کا اقبال سرور کا
کمال حضور کی عالی ہمتی سرور کی خوش قسمتی یقین ہی کہ یہ نقش صفحۂ روزگار پر یادگار رہیگا
مصنف کا شہرہ رنگین بیانی مین مہاراجہ عالی جاہ کا نام فیض رسانی مین تا روز شمار رہیگا

حدائق الانظار تالیف خواجہ بدرالدین خان کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہد زیبای سخن کا حسن کیا مثال مشاہدہ اوسکا نور افزای نگاہ تصور
اوسکا انجمن آفرین خیال از روی لفظ اہل معنی کی نظروں میں آئینہ عارض جمال آیات حسن
المعنی بصورت حسنت قلب کا لفظ مقلوب یعنی کمال اگر لفظ ناطقہ کو حق نے بصورت
انسان پیدا کیا تھا ہم اوس صورت میں یہہ کہینگے کہ یہیں کہ کیا تھا اوس لطیفہ نفس
کی اظہار کی سے لیے بادہ مست ہوتے ہیں اور یہ پیکر ہوش ربا دیکہکر اہل معنی برسعت خلقہ صورت
پرست ہو جاتی نظم میں اور یہی روپ نثر میں اور یہی دہنگ فارسی میں اور یہی طرز اردو
اور یہی آہنگ سیر و تواریخ میں دیکہو جتنی سیکڑوں ہزاروں نقلیں واقع ہوا ہے افسانہ
داستان میں وہ کچہہ سنو کہ کبہی نہ دیکہا ہو نہ سنا ہو ہر چند خردمند بیدار مغز تواریخ
کیطرف بالطبع مایل ہوں گے لیکن قصہ کہانی کی ذوق سخن و نشاط انگیزی کی انکار
میں قایل ہونگی کیا تواریخ میں ممتنع الوقوع حکایات نہیں با انصافی کرتی ہو یہ کچہہ
نہیں سام اپنی فرزند کو پہاڑ پر پہکوائی سیمرغ اوسکو اپنی گہونسلے میں اٹہالائی یہ قدرتی
کرکی پہلوان بنائی آداب ضرب سکہائی پہر جب رستم اسفندیار کی لڑائی سی گہبرائے
زال اوس اسم پی سمی کو بلائی سیمرغ گردان کبوتر کی طرح سیٹہی کی آواز سنتی ہی چلا آئی
اور اپنی بیٹ کی نیچے پا اور کتنی رستم کی زخم اچہی کرکی ایک تیر دو شاخہ دیکر تشریف لیجا
رستم دس برس کی عمر میں مست ہاتی کو ہلاک کری جیسے تمہ دو رہ وال ہو دیو سفید کو نیست
خاک کری فرعون کا دعوی خدائی مشہور ہے شداد و نمرود کا ہی تواریخ میں ایسا ہی
مذکور ہی اگر اہل طبیعت ایک پہلوان زبردست حمزہ دیو کش رستم جیسا قرار دیں اور ایسے
ایک مرد شاہ گمراہ دعوی خدای کرنیوالا مثل نمرود کر لیں گویا ایک ڈہکوسلا بنایا اگر چہ بنایا
اوہیں روایات کا چربا اوتہا یا ہی گر اچہا اوتہایا ہی موعظت و پند نہیں بریات نہ بہانہ ہی

سیر و تفریح پسندوں کو [illegible] مشاقانہ ہی داستان طرازی منجملہ فنون سخن ہی سچ یہ ہی کہ دل کو لبھانے
کی اچھی فن ہی عمرو کی عیاریاں دیکھو حمزہ کی میدان داریاں دیکھو جامع ان حکایات کا
کوئی سحر بیان ایرانی ہی گروہ میر تقی محمد شاہی عہد کے مؤتمن الدولہ اسحٰق خان کے ہی
نوع بنوع ہندوستان میں [illegible] بوستان خیال میں کچھ اور تماشا دکھلایا ان
قصص میں ایک جلد کی مختصر نامہ [illegible] طلسم ہوشربا اور [illegible] گوہر
[illegible] مختصر [illegible] طلسم کشایان [illegible] حمزہ کی [illegible] صاحبقرانی کو
بیدین اور کیدین جاتا ہی ابو الحسن کے عیاروں کی جوہر اگر دیکھیں خواجہ عمرو کو یہ حیرت ہو کہ زیرک سے
آنکھیں کھلی کے کھلے رہ جائیں فرشتوں امیر او زادہ سعادت توأمان خواجہ بدر الدین خان
عرف خواجہ امان کہ وہ ایک جوان شیرین بیان تیز ہوش ہی ان کی کمال تحصیل
سے کسی وقت کوشش ہی ستارہ کا جو خیال ہوا ایسا بجایا کہ میان تان سین کو انگلیوں
پر نچایا مصوری کی طرف کو جو طبیعت آئی وہ تصویر کھینچی کہ اوسکو دیکھکر مانی و بہزاد کو
حیرت آئی اور [illegible] اقبال آثار کا یہ ارادہ ہوا مختصر نامہ کی فارسی نثر کی اردو کرنی پر آمادہ ہوئے
معز الدین فیروز بخت کی کشور کشائیاں ابو الحسن جوہری کی [illegible] عجائبات حکیم قسطاس
کی حیرت فزائیاں ملکہ نوبہار کی رنگین ادائیاں جمشید خود پرست کی [illegible]
سکی چھپائیاں مسلمین اور کفار کی لڑائیاں مسلمانوں کی بھلائیاں کافروں کی برائیاں فارسی سے
اردو میں لی آیا ہوں تصور کرو قلمرو اردو میں ایک قصر دلکشا ایک شاہی باغ روح افزا
سرتاسر بنایا عبارت آرائی کو ترک کیا ہی گویا تقریر کو تحریر دیا ہی بعد اختتام نگارش جناب
مؤلف نے مجھسے بھی دیباچہ لکھنے کی آرزو کی میں نے ہرچند عذر [illegible] معذرت انگیز گفتگو کی بعد اوسکے
ایک بات نہ سنی اور ایک عذر نہ مانا بھلا اس اصرار کا کیا علاج اور اس ضد کا کیا ٹھکانا بیچارا ناچار

ناچار بجز خامہ فرسائی کچھہ بن نہ آئی اس دیباچہ کی انجام کا بجز اسکی اور کوئی رنگ نظر
نہ آیا کہ عالم ارواح کو سیدھا چلا گیا او حضرت نظامی سی ایک شعر مانگ لایا اوسی شعر شعری
شعار کو خاتمہ مین لکھہ دیتا ہون بہت تنگ آگیا ہون اب دم لیتا ہون شعر تسکرہ این نامہ
بعنوان رسید ٭ بیشتر از عمر بپایان رسید ٭ ومن اللہ توفیق وہو خیر الرفیق رسالہ

قواعد تذکیر وتانیث تصنیف مولوی فرزند احمد کا دیباچہ سیدی
سندی نور بصر ولخت جگر قرۃ العین اسد مولوی سید فرزند احمد کی طول عمرہ ودوام دولت
وبقای اقبال کی دعا مانگتا ہون جنکو مبدار فیاض سی اس رسالہ کی لکھنی کی توفیق عطا ہوئی
ہی سبحان اللہ تانیث وتذکیر کی تقریر کہ وہ اور مطالب کی توضیح پر بھی مشتمل ہی کس لطف سی
ادا ہوئی ہی ہر چند اس راہ سی کہ سید صاحب دانا اور دقیقہ رس اور منصف ہین قواعد تذکیر
وتانیث کی منضبط نہونیکے خود معترف ہین لیکن قوت علم وحسن فہم ولطف طبع سی وہ منضبط
ضوابط بہم پہنچائی ہین کہ اور صاحبونکی دلکی دوسری کو کیا خبر مگر مجھی تو دل سی پسند آئی ہین
دعا یہہ ہی اور یقین بھی یہی ہی کہ یہ رسالہ صفحہ دہر پر یادگار اور ہمیشہ منظور نظر اولو الابصار
رہیگا جو صاحب اسکو مطالعہ فرماوینگے نفع بھی پاوینگی اور لطف بھی اوٹھاوینگی مولف صاحب جو کہ
اپنی ذہن رسا سی ہین رئیس جلیل القدر عظیم آباد والا اور حضرت فلک رفعت مولوی سید
صاحب عالم صاحب مارہروی کی نواسی ہین سید واسطی بلگرامی ہین جہانکی سادات علم وفضل
مین نامی اور قدر ومنزلت مین گرامی ہین ان حضرات کا مادح گویا اپنا ثنا خوان ہی جیسا کہ
مولوی معنوی رومی علیہ الرحمۃ کا بیان ہی شعر مادح خورشید مداح خود است ٭ کہ
دو چشمم روشن و نامرمد است **مرزا کلب حسین خان بہادر نادر کی مجموعہ قصائد**
کا دیباچہ سبحان اللہ شاہد سخن کمال حسن مین لاثانی ہی سچ تو یون ہی کہ یہ یوسف کنعان

سمائی ہی کنعان ہو کنوان ہو کاروان ہو کوئی جگہ کوئی مقام کوئی مکان ہو لطف
دریسی ہی معجز عارض بدستور تا مدار لب کے جان بخشی کا وہی عالم چشم اوسیطرح بیمار معہذا
جو سلطنت معجز بیانی کا جمال تصور مین لائیگا وہ آفتاب تابان کو حضرت یوسف کا ادنے
ذرہ پائیگا تو ہم ابھی قلم و سخن سی آئی ہین اور حسن بستان سخن کیواسطے نوید سراسر امید لائے
ہین سنی سنائی نہین کہتے نہ دیکھا آئی ہوتی تو چپ رہتی امید یہ کہ دانش مند آدمی باور کرین
اور دیدہ ور لوگ نظر کرین کہ یوسف سخن کنعان و چاہ و کاروان و بازار و زندان سی نکل کر
تخت فرمانروائی مصر پر جلوہ افروز ہوا ہی زلیخای عشق کی گھر عید ہوئی ہی اور یوسف حسن کے گھر
مین نوروز ہوا ہی غالب شیفتہ تو اس ورق کی ناظرین جبتک ہم کو نہ بتائینگی تیری بات کبھی
نہ بتائینگے کیون نہین کہتا کہ خالق نی نواب عالیجناب والا دودمان مرزا کلب حسین خان ڈپٹی
کلکٹر بہادر کو کیا اچھی طبیعت بخشی ہی جو اونہون نی ان اوراق کو اپنی اشعار سی رونق اور اشعار
کو نعت و منقبت سی زینت بخشی ہی دیباچہ نگاری اوس مجموعہ نظم کو مصر فرض کیا ہی اور
شاہ معنی کو یوسف قرار دیا ہی جس کتاب مین ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی مدح کی سو قصیدے زینت اوراق ہون سواد اون اوراق کا کیون نہ سرمہ چشم اہل دید
ہو اور وہ اوراق کیون نہ حرز بازوی مومنین آفاق ہون اپنی علو رتبت پر ناز کرتا ہون کہ ائمہ
اطہار کی مداح کا ستایش گر ہون اور بذریعہ اس ستایش کے غالب غالب یعنی آپ سی بہتر ہون

رقعہ منشی صاحب شفیق بکرم مظہر لطف و کرم منشی غلام بسم اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالے مشفق نادر
صاحب یہ نیا ڈھنگ ہے شکایت کا اگر تمہاری کلام مین اصلاح کم ہو تو وہ کلام کی خوبی ہی
اوسکو استاد کی سہل انگاری کیون سمجھو اپکی مشفق صاحب کے بھی غزل مین اصلاح
کم ہوتی ہے پس اونکو چاہیئے کہ خوش ہون نہ کہ مجھسے گلہ کرین اسنی حضرت خط مین مداخل ہا ہی اگر

یہان کی ڈاک مین کبہی خط کہل گیا تو مجہسے پچاس روپیہ لئی جاینگے یا قید کا حکم ہوگا ہمہ
آپ خط جدا گانہ بہیجا کیجی اسباب بہت تاکید جانی کوئی حیلہ جواز کا آپکے طرف سی مسموع ہوگا غالب

تقریظ از فکر سرآمد روزگار خلاصہ دوار سرمایہ بلاغت و پیرایہ فصاحت
مدقق دقائق ادق حکیم علام مولا صاحب متخلص بہ قلق ساکن میرٹھ دام

فیوضہ رباعی تا کی بحال خویش باشی در بند ٭ فرعون ز خود کشد موسی مانند ٭ این طلسم
قلق ز مردم چشم آموخت ٭ خود را بیند و دیگران را بیند ٭ مشتاقان بیتاب جستجو کو مژدہ کہ تاب حرمان
اور منتظران چشم براہ کو صلائے شکیب کہ یاران معاشر کو پیغام صبوحی اور مہجوران ہم جانکو نوید
روحی دلکو ہوش جانکو نوش چشم کو جلا گوش کو نوا حواس کو درستی ہوش کو مستی عقل کو افزایش
فہم کو گنجایش عطا اور مستونکو ترانہ بیہوشونکو فسانہ ناتوانونکو توانائی ناشکیبا کو شکیبائی تحفہ
کو انتہا ذوق کو ابتدا ہجر کو خبر تلاش کو آخر مہیا لیجئے ملفوظات اقدس اور معروضات مقدس
رقعات مرقع مرقعات موقع سرجوش فیلسوفی و رندی الموسوم بہ عود ہندی نہایت اہتمام بائستہ
اور انتظام شائستہ سی مطبع مجتبائی مین یہ کتاب چہپی اور حضرت جامع کی جانب سی عبارت خاتمہ
لکہی گئی بعد اختتام اس نامہ نامی سرانجام سی فرمایش ہوئی رباعی کیا نامہ نامی ہی مہیا ہی
ہی تحریک ہر نقطہ کہ چشم بد دور شاء اللہ ری کیفیت لفظ و معنی ٭ وہ آنکہہ مین ہی نور تو یہ دلمین سرور
سبحان اللہ صل علی صل علی جی چاہتا ہی طاقت گفتار اس طلسم دلکش کی تعریف کیا
کچہہ لکہیی مگر فراوانی اقبال قبول اور طغیانی اتصال وصول گرم نگاہ تحصیل حاصل ہے کہ اوج کے
تلمیح مصرع جاتی مشاطہ نیست روی دلارام را ٭ گو مین بہی یک زبان صد بیان طریقہ ستایش سلیقہ تو
آئین نوا خاطر پسندیدہ دل دردمند جگر خراش آماجان خروش نعرہ ذوق خشک ریشہ شوق قیامت خرام کے
شوق سربا انداز تاب فرسا ہمگ لہاز شیرینی حلاوت پردار نمکینی کہتا ہون اور ایک عمر دلی کی رشوری نین ننگسار تا

ہوں بلکہ وہانکی ہی ہی ہوا ہوں نقش پا ہوں اونکا شعر گر سخن درادم عشق سخن سرای ادا ریزو
دوش سرہی گریہ ہای ہای اہ گرم ہی غم ہو کہ ایسا شخص جسکی سایہ پر شمع طور پروانہ اور اونکی
وارستگی پر فیلسوف دیوانہ فطرت سی فطرت ناز بردار لیاقت سی لیاقت شرمسار شوخی ادای شعار جانکی ہی
جانکی خود رفتگی شعار طبیعت سے ملکیت بہرہ مند ملکیت سے بشریت ارجمند طریقہ سی طریقہ خضر آشنا سلیقہ سی سلیقہ
برگزیدگی پا انداز سی نیاز ازادی آمیز ادای بہرہ اندوز شیوا بیانی سی شیوا بیانی منت کش سحر بیانی
سی سحر بیانی اعجاز دوش مرکز ناز و نیاز بلا رسوز و ساز طالب مطلوب مطلوب طالب اعنی ہمہ احسان غالب
دام دوامہ تمام امتحانہ کس زبان سی ہو سکتا ہے اور کیا منہ ہے جو اوسکی لمحات لب تک آدمی کی والو اقع اوسکی
ستائش نا ستودگی خود ستائی اور اوسکی نمائش بیہودگی خود نمائی ذرہ کو پارہ کی ور خورشیدی شمار اور
قطرہ کو تشبیہی دریا نا ہموار سبزہ بیگانہ اور بہار افروز گلستان سنگ ریزہ ویرانہ اور ارش اندوز کان گہر
وضع آب و ہوا حکم آمور گردون ارام اور پاس نگاہ حد دیدہ ور التزام مثنوی لکہی کیا کوہی اوج فکر غالب سخن سنجا
سی دور حرف ذکر غالب سخن دانی اگر ہوی کہ گئی دین تو ایمان سلیم کا ہو غالب کا اپین عجب انداز نکتہ نقرنی کی
ہی کہ ہر نقطہ کتاب دلبری ہے اگر روش بیانی وہ دکہائی تو مہر سمہ کو نظروں سی گرانی ہو سود اقدیم
مشکل نامہ اوسکی تیغ علیسی پر خامہ اوسکی طبیعت کا چرچا ہی اسکی انداز ناز اگت کو سو کیا کیا ناز ہر ناز
جو زہر خندہ اوسکی لب سے جا پائی تو بیش درد نوش جان بنجای اگر یہہ خود سرا کیا مدعی ہو تو دریا نا سے
عار قطرگی ہو ہمین اسکا سخن ہین کوئی ہمدوش کہ ایک حرف اسکا او معنی صد آغوش سخن کا جہاں ہوا ادا اسکی
کیا ذکر ہر ایک نقطہ ہی کا محشر فکر کہا جب مرتبہ رتبہ کا اسکے فلک وہی اور جیسے پایا لی قیاس لیکن
تعریف اور نیزاوار توصیف مغتنم زبان دبیر نکتہ دان اوداد انش فوز نگاہ بینش شان شکوہ منہ شکوہ کی
پسند کمند آسمان کمین سپند چشم حوزدہ بین طمغای خانوادہ شرافت طغرای منصای نجابت سر دفتر سخن ارایان
منشی محمد ممتاز علیخان صاحب خاص رئیس میرٹھ دام اللہ اجلالہ وزید فضلہ کہ خضر کی نہایت قدر وجاہت

اعتبار ہر وقت خطوط کی لطافت سے اقلیدس پر وار ہے نہ ہی حسن و خط ناک صحن باغ انکی سیرت سے
سمی و غنچہ صبا پر سوار اور دریا کے گوشہ دماغ انکی انجلا سے منور ہی صبح سے محشر خورشید انکی استفادہ قدر کو
حال تحریک شاک سنگ کو باد شکست شیشہ اور بجز استصلاح فساد اعتبار قوت انہیں نہات سہم سا بچہ
نہ بچے دستہ شیشہ بکی قوت ممیزہ حجت گریہ کی اختیاری شمع مین مکافات نلیش شوری تر افروز اور دلیل
بیدار نرگس مین رسوا ہوئے غفلت انکو سی بہ ہنر آموز خاک تیرہ بنا سے جوہر صفا طلسکا اور ہوا شکستہ
عنا انکو سحر بیک نقاب آموز گار مثنوی ہی کار ساز حسن تمیز عزیز جہان انہ خجرمی عزیز + یہ روشن کر جاتی ہے کہ
جسکا کلام + کہ حسن انتظام اسکا مادہ تمام + کرجی کا آراستہ سخن + قدم اوسکی لالہ رنگ رنگ چمن + ہو انکا
اس سے کا کلام + نظامی ہی بہ انتظام کلام + یہ جیب حرف کو دیتی رنگ اثر + ارم اوسیہ بلبل عمارہ جو خط
جبین کو بہ بیت وہی + نور روشن سواد رقم چوم لی + مال زرہ رائی آشفتہ نوائی خلق نا بخشیدہ بیان
الغرض معجز بیان کا یہ اس سے وہ کیش قدر اندیش نے کس عمدہ عنوان سے فضلا طبیعت میرزا غالب نے حقوق زبان
پریشان اردو زبان کو روح روان اور مغز جان بنا دیا اور کس عبارت بلیغ پر ادا ہی کیا یا احسان معنی
کھلا دیا حق یہ ہے کہ ایسی سہی سکو محنت دراز دور کون سے کی نہی کرتا ہی ہر ایک اپنی جیب گریبان کو کھلا سے
مقصود دیکہتا ہی یہ آپ ہی کا کام ہی اسکا نام رابطہ جاہل در خلائق عام ہی حیف طالب زبان اس تحریر کو ملاحظہ
فرماینگے تو دلی کا روزمرہ اردو اور محاورہ گفتگو گہر ہی میں سیکھ جاینگے ما شاء اللہ کیا بیت ہے عبارت ہی کہ ترتیب نظم
کا مزہ آتا ہے اور ہر جملہ فقرہ معشوق کو شرماتا ہی مگر افسوس اہل شرق جگت بند کی لگا ر کہ دلی زیادہ اسکی زبان کو
چہار اب کسیکو سمجہا کے کافی دل دماغ کہاں سکو اہی ارزانی انکو فہم سکو فراغ کہاں شعر نادی دلی کی دہی شعرا جہان
دہلی بات سمجھے ساتہہ ہی دہلی کی زبان دہلی + اللہ بس باقی ہوس **تمام شد بمنت بالخیر**

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب مسمی بعود ہندی بتاریخ ۲۰ صفر ۱۲۹۵ ہجری نبوی در مطبع
نامی واقع دہلی بازار سیتارام باہتمام لالہ نارائن داس زیور الطباع پوشید

شد رقم زکلک محمد فضل حق تمکین